مظہر کلیم ایم اے
عمران سیریز
وائلڈ ٹائیگر

عمران سیریز

وائلڈ ٹائیگر

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوایشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

چند باتیں

معزز قارئین! السلام علیکم۔ نیا ناول "وائلڈ ٹائیگر" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہمارے بے شمار قارئین عرصہ سے مطالبہ کر رہے تھے کہ ایک ایسی کہانی لکھی جائے جس میں سسپنس اپنے عروج پر ہو۔ ایک ایسی کہانی جس کی ہر سطر اعصاب کو چٹخا دینے والی ہو۔ ایک ایسی کہانی جس کا ہر موڑ پڑھنے والے کو چونکنے پر مجبور کر دے۔ وائلڈ ٹائیگر ایک ایسی ہی کہانی ہے۔ اس کہانی میں پہلی سطر سے لے کر آخری حرف تک ایسا سسپنس ہے کہ قارئین یقیناً ایک لمحے کے لئے بھی کتاب سے نظریں ہٹانا گوارا نہ کریں گے۔

اس ناول کی کہانی یوں تو ایک سائنس دان کے اغوا کی کہانی ہے۔ مگر جب اغوا کرنے والا ویسٹرن کارمن کا مایہ ناز سیکرٹ ایجنٹ وائلڈ ٹائیگر ہو۔ اغوا ہونے والا پاکیشیا کے مشہور سائنسدان سَر داور رہوں اور اس اغوا کو روکنے والا علی عمران جیسا ہو تو آپ خود ہی تصور کر سکتے ہیں کہ لمحہ لمحہ کیسی ڈرامائی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور آپ یقیناً اس وقت بری طرح چونک پڑیں گے جب عمران سَر داور کو خود اپنے فلیٹ پر بلوا کر وائلڈ ٹائیگر کے حوالے کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ اسے اطمینان سے اغوا کر کے لے جائے۔ اور آپ کو یقیناً اس وقت اپنے

ناشران .... اشرف قریشی

.... یوسف قریشی

پرنٹر .... محمد یونس

طابع .... ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت .... -/60 روپے

پسندیدہ کردار عمران پر بے پناہ غصہ آئے گا جب وہ وائلڈ ٹائیگر کے مقابلے میں بے بس اور شکست خوردہ نظر آئے گا۔

لیکن ..... عمران آخر عمران ہے۔ ایک ایسا شخص جو مجرموں کو ڈھیل تو ضرور دیتا ہے تاکہ ان کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیل کر لطف اندوز ہو سکے۔ لیکن جب اس کے اقدامات کا نتیجہ سامنے آتا ہے تو پھر عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی پر بے اختیار چپتیں مارنے کو جی چاہتا ہے۔

جی ہاں۔ پسندیدگی کی چپتیں۔ لیکن اس کا کیا کیجئے کہ عمران چپتیں کھانے کا قائل ہی نہیں ہے۔ چاہے وہ پسندیدگی کی چپتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اور میرا آپ کو بھی یہی مشورہ ہے کہ جب آپ کو عمران پر بے پناہ پیار آئے تو اسے چپتیں مارنے کا خطرہ مول لینے کی بجائے اس کا اعلان اپنے تک ہی محدود کر لیا کیجئے۔

ناول آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔ مگر کتنا۔ اس کا فیصلہ تو چپتوں کی تعداد پر منحصر ہے۔ اپنی تعداد سے مجھے آگاہ کر دیجئے۔ مجھے اندازہ ہو جائے گا .... شکریہ

والسلام

مظہر کلیم

ایم اے

جولیا کے فلیٹ میں گہما گہمی تھی۔ سیکرٹ سروس کے تقریباً تمام ممبر موجود تھے۔ کافی دنوں سے سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے وہ جب اکتاہٹ کا شکار ہوئے تو انہوں نے مل کر وقت گزارنے کا پروگرام بنایا ——— کہ اس فارغ وقت میں ملک کے عوام کی براہ راست خدمت کی جائے۔ ان کا پروگرام تھا کہ وہ سب کسی دور دراز دیہات میں جائیں اور وہاں لوگوں سے مل کر دیہات کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں ——— لیکن ان کا یہ پروگرام اس لئے کامیاب نہ ہو سکا کہ جب وہ ایک دیہات میں پہنچے اور انہوں نے وہاں دیہات والوں کو اکٹھا کر کے ان کے مسائل پوچھنے شروع کئے تو سب لوگ کنی کترانا شروع ہو گئے ——— ان پڑھ دیہاتیوں نے شاید یہ سمجھا تھا کہ یہ کوئی سرکاری آدمی ہیں اور اس طرح وہ ان کی آمدنی کا پتہ کر کے ان پر کوئی نیا ٹیکس لگانے آ گئے ہیں۔ جب کسی نے ان سے تھوڑا سا بھی تعاون نہ کیا تو وہ مایوس ہو کر واپس لوٹ آئے۔ اور پھر یہی پروگرام بنا کر روزانہ تمام ممبر ایک ممبر کے فلیٹ میں جمع ہوں اور

اس ممبر کے ذمہ اس روز کی دعوت اور پروگرام ہو ــــــ جو بھی وہ پروگرام بنائے وہ سب کو قبول ہوگا۔ اور پھر باقاعدہ قرعہ ڈال کر ایک ممبر کا نام نکالا گیا۔ تو پہلا نام جولیا کا نکلا۔ اور نتیجے میں صبح ہی صبح سب لوگ جولیا کے فلیٹ میں پہنچ گئے ــــــ جولیا نے قریبی ہوٹل کو ناشتے کا کہہ دیا اور اب سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔

"عمران نہیں آیا" ــــــ اچانک صفدر نے کلائی کی گھڑی پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"وہ اب نہیں آسکتا" ــــــ سامنے بیٹھے ہوئے تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں ــــ کیا ہوا!" ــــــ تنویر کے علاوہ سب نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے ملازمت کر لی ہے" ــــــ تنویر نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ملازمت کر لی ہے ــــــ عمران نے ــــــ کیا کہہ رہے ہو" سب تنویر کے اس انکشاف پر اتنے حیرت زدہ ہوئے کہ محاورۃً نہیں بلکہ حقیقتاً ان کے ہاتھوں سے چمچے گر پڑے۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں ــــ مذاق نہیں کر رہا" ــــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"عمران ــــــ اور ملازمت ــــ ناممکن ــــ یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں" ــــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کہاں کی ہے ملازمت" ــــــ جولیا نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"آپ کو علم ہے کہ دارالحکومت میں سکس سٹار نیا ہوٹل "سلور لینڈ" کھلا ہے۔ عمران وہاں ویٹر ہے" ــــــ تنویر نے جواب دیا۔ ویٹر کا لفظ ادا کرتے وقت اس کے لہجے میں بے پناہ حقارت تھی۔

"ویٹر ــــــ عمران ــــــ اور ویٹر ــــــ کیا تم نشے میں ہو تنویر" جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں کل اس ہوٹل میں گیا تھا تو مجھے چائے عمران نے ہی سرو کی تھی۔ بے چارہ منہ لٹکائے کام کر رہا تھا ــــــ میں نے بھی جب حیرت کا اظہار کیا۔ تو کہنے لگا کیا کروں۔ اب پیٹ تو پالنا ہے۔ ایکسٹو اُسے کچھ دیتا نہیں۔ سر رحمان گھاس نہیں ڈالتے۔ اب تک سپرنٹنڈنٹ فیاض سے رقم اینٹھ لیتا تھا ــــــ لیکن سپرنٹنڈنٹ فیاض کسی کورس کے سلسلے میں مغربی جرمنی چلا گیا ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے" ــــــ تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــــ ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمران کے لئے رقم پیدا کرنا کوئی پرابلم نہیں ہے۔ وہ ضرور کسی چکر میں ویٹر بنا ہوگا" ــــــ سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔ ان میں سے کسی کو بھی یقین نہ آرہا تھا کہ عمران نے روزی کمانے کے لئے ویٹری شروع کر دی ہے۔

"جو حقیقت تھی میں نے بتا دی۔ میں نے اُسے پانچ روپے ٹپ دی تو بے چارے نے جھک کر دس بار سلام کیا" ــــــ تنویر نے فخر سے سینہ پھیلاتے ہوئے جواب دیا اور تنویر کے اس انداز پر سب کے منہ بن گئے۔

"میں تو یہ بات کبھی نہیں مان سکتی" ــــــ جولیا نے فیصلہ کن لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی وہاں ڈیوٹی کس وقت ہوتی ہے"۔۔۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم ۔۔۔۔۔ ہوٹل ٹیلی فون کرکے پوچھ لو"۔۔۔۔۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھہرو ۔۔۔۔۔ میں ایکس ٹو سے بات کرتی ہوں ۔۔۔۔۔ اُسے اصل صورت حال کا علم ہوگا"۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور اٹھ کر کونے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر ایکسٹو کے مخصوص نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز آئی اور جولیا نے ٹیلی فون کے ساتھ منسلک لاؤڈر کا بٹن دبا دیا۔ اب ایکسٹو کی آواز کمرے میں گونجنے لگی تھی ۔۔۔۔۔ اس طرح سب لوگ وہاں بیٹھے بیٹھے ان دونوں کی گفتگو آسانی سے سن سکتے تھے۔ جولیا نے لاؤڈر کا بٹن اس لئے دبایا تھا کیونکہ سب کے چہروں پر عمران کے متعلق معلوم کرنے کا اشتیاق موجود تھا۔

"جولیا سپیکنگ باس"۔۔۔۔۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے"۔۔۔۔۔ ایکسٹو کی سرد اور خشک آواز سنائی دی۔

"سر ۔۔۔۔۔ عمران کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے آمدنی کی کمی کی وجہ سے ہوٹل سلو لینڈ میں ویٹری شروع کر دی ہے"۔۔۔۔۔ جولیا

نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔۔ مجھے طلاع مل چکی ہے ۔۔۔۔۔ پھر"۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے یہ کوئی غیر معمولی بات ہی نہ ہو۔

"سر ۔۔۔۔۔ یہ عمران جیسے شخص کی اور خاص طور پر سیکرٹ سروس کی توہین ہے"۔۔۔۔۔ جولیا پھٹ پڑی۔ اس کے لہجے میں شدید احتجاج تھا۔

"جولیا ۔۔۔۔۔ اس ملک میں ہر شخص آزاد ہے کہ روزی کمانے کے لئے جو پیشہ چاہے اختیار کرے۔ اور باقی رہی سیکرٹ سروس کی توہین تو عمران کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔۔۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ ویسے ہی خشک اور سپاٹ تھا۔

"سر ۔۔۔۔۔ کیا آپ باعزت روزی کمانے کے سلسلے میں عمران کی کوئی مدد نہیں کر سکتے آخر عمران سیکرٹ سروس کے لئے بھی تو کام کرتا رہتا ہے"؟ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے محتاج خانہ نہیں کھول رکھا کہ لوگوں کی امداد کرتا پھروں۔ میری طرف سے عمران جو جی چاہے کرتا پھرے۔ سیکرٹ سروس ایک قومی ادارہ ہے۔ اور ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرے"۔ ایکسٹو کا لہجہ مزید خشک ہوتا چلا گیا۔

"تھینک یو سر"۔۔۔۔۔ جولیا نے جھلا کر کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے، چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا اُسے ایکسٹو کی سرد مزاجی اور بے رحمی پر اتنا غصہ آیا تھا کہ اب اس سے بولا بھی نہ جا رہا تھا۔ وہ خاموشی سے آکر واپس اپنی کرسی پر

بیٹھ گئی ۔ میز پر مکمل خاموشی طاری تھی ۔

"بات تو ٹھیک ہی درست ہے ـــــ عمران کا آخر سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہے" ـــــ تنویر نے جھنجھک کر کہا ۔

"خاموش رہو تنویر ـــــ تمہیں تو عمران سے خدا واسطے کا بیر ہے" ـ جولیا نے بُری طرح تنویر کو جھاڑتے ہوئے کہا ۔

"اور تمہارا عمران سے آخر کیا تعلق ہے کہ تم اس کے غم میں مری جا رہی ہو" ـ تنویر بھی ہتھے سے اکھڑ گیا ۔

"یو شٹ اپ" ـــــ جولیا نے ایک دم کا غصہ تنویر پر نکالنا شروع کر دیا ۔

"تم مہمانوں کی یہی عزت کرتی ہو ۔ آئندہ مجھے نہ بلانا" ـــــ تنویر نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا ۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اُسے روکتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا ۔

تنویر کے جاتے ہی صفدر اٹھا اور ٹیلی فون کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ اس نے رسیور اٹھا کر پہلے انکوائری سے ہوٹل "سلور لینڈ" کے نمبر معلوم کئے اور پھر اس نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے ۔

"ہوٹل سلور لینڈ" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

"مجھے آپ کے ہوٹل کے ایک ویٹر سے متعلق معلومات حاصل کرنی ہیں" ـ صفدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا ۔

"کون سے ویٹر کے متعلق معلومات حاصل کرنی ہیں آپ نے" ـ دوسری طرف سے پوچھا گیا ۔

"علی عمران نامی ویٹر سے متعلق" ـــــ صفدر نے جواب دیا ۔

"کیا معلومات حاصل کرنی ہیں" ـــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا ۔

"صرف اس کی ڈیوٹی کے اوقات معلوم کرنے ہیں" ـــــ صفدر نے جواب دیا ۔

"وہ اس وقت ڈیوٹی پر موجود ہے ـــــ کیا اُسے بلاؤں" ـ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"نہیں شکریہ" ـــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر رسیور رکھ دیا ۔

"عمران وہاں موجود ہے ۔ آؤ چلیں اس سے بات کرتے ہیں" ـ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا ۔

"کیا بات کریں ـــــ اس نے کسی کی بات سننی ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا ۔

"کوئی بات نہیں ـــــ میں اسے مجبور کر دوں گی یہ توہین آمیز نوکری چھوڑنے پر" ـــــ جولیا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا ۔

"چلو بات تو کرتے ہیں ـــــ آخر اس کے ساتھ چکر کیا چلا ہے ۔ ویسے مجھے تو اب بھی یقین ہے کہ وہ کسی کیس کے سلسلے میں وہاں موجود ہوگا ۔ اُسے دولت کی کیا کمی ہو سکتی ہے ۔ اس نے جوزف اور جوانا جیسے لوگ ملازم رکھے ہوئے ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

"چلو اس طرح شاید چکر کا ہی پتہ چل جائے" ـــــ جولیا نے کہا اور پھر جولیا کا اشتیاق دیکھتے ہوئے سب ہوٹل سلور لینڈ چلنے پر راضی ہو گئے ۔

کمرے کا دروازہ کُھلا اور دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا لیبے چہرے والا نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کی آنکھوں میں سرخی اس قدر تھی کہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہی بے اختیار مخاطب کی نگاہیں جھک جاتی تھیں ——— اس نے سیاہ رنگ کی پتلون اور سیاہ چمڑے کی بھاری سی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

کمرے میں مدھم سی روشنی تھی اور کمرے کے ایک کونے میں بڑی سی میز کے پیچھے ایک نقاب پوش بیٹھا ہوا تھا ——— اس کا پورا چہرہ سیاہ رنگ کے نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ آنکھوں پر سیاہ عینک لگی ہوئی تھی۔ یہ ویسٹرن کارمن کی سیکرٹ سروس کا چیف گالف تھا جسے عام طور پر ریڈ فاکس کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

"سر ——— وائلڈ حاضر ہے" ——— آنے والے نوجوان نے کمرے

میں داخل ہوتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو" ——— نقاب پوش نے کرخت اور سپاٹ لہجے میں میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نوجوان بڑے مؤدبانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پاکیشیا کبھی گئے ہو" ——— ریڈ فاکس نے پوچھا۔ لہجہ کرخت اور تحکمانہ تھا۔

"نہیں سر" ——— نوجوان نے مختصر سے لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ ہمیشہ ریڈ فاکس کے سامنے مختصر ترین بات کرتا تھا۔ کیوں کہ وہ ریڈ فاکس کی سخت گیری سے اچھی طرح واقف تھا۔

"لیکن اب تمہیں وہاں جانا ہوگا۔ ایک اہم مشن درپیش ہے" ریڈ فاکس نے کہا۔

"بہتر سر" ——— نوجوان نے جواب دیا۔

"یہ فائل دیکھو" ——— ریڈ فاکس نے ایک طرف رکھی ہوئی سرخ رنگ کی فائل نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور نوجوان نے اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں فائل لی۔ اور پھر دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اُسے کھولا اور سرسری نظروں سے ورق گردانی کرنے لگا ——— فائل میں چار صفحے تھے۔ جن کا مطالعہ کرنے کے بعد نوجوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کردی۔

"کیا مشن ہے" ——— ریڈ فاکس نے پوچھا۔

"سر ——— پاکیشیا سے ایک سائنسدان ڈاکٹر داور کو اغوا کرنا ہے۔ ڈاکٹر داور پاکیشیا کی ایک خفیہ لیبارٹری کا سربراہ ہے۔ اُسے زندہ اور

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

درست حالت میں یہاں سے آنا ہے "۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے بالکل درست سمجھا ہے۔ ہماری قومی لیبارٹری میں ایک جنگی فارمولے پر کام ہو رہا ہے۔ اس فارمولے میں ایک ایسی الجھن آپڑی ہے جسے ہمارے سائنسدان حل کرنے سے قاصر ہیں ۔۔۔۔۔۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں ایک سائنس دان ایسا ہے جو اس مضمون میں سپیشلسٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن وہ پاکیشیا میں رہتا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہم اس فارمولے کو دوسرے ملکوں پر ظاہر بھی نہیں کر سکتے ۔۔۔۔۔۔ کیونکہ اس طرح ایکریمیا، روسیاہ اور شوگران جیسے بڑے ملک اس فارمولے کے حصول کے لئے ہم پر چڑھ دوڑیں گے۔ اس لئے اعلیٰ سطح میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ پاکیشیا سے اس سائنس دان ڈاکٹر داور کو اغوا کر کے لایا جائے ۔۔۔۔۔۔ اور پھر اس سے اس فارمولے کو مکمل کرا کر اُسے ختم کرا دیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے یہ فارمولا محفوظ رہ سکے "۔۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"درست فیصلہ ہے جناب "۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"اعلیٰ سطح پر یہ فیصلہ ہو جانے کے بعد اس کی فائل میرے سپرد کر دی گئی۔ میں نے تحقیقات کرائی تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر داور پاکیشیا کی کسی خفیہ لیبارٹری کے سربراہ ہیں ۔۔۔۔۔۔ انتہائی محب الوطن اور اصول پسند آدمی ہیں ان پر کسی قسم کی تحریص۔ لالچ یا دھمکی کارگر نہیں ہو سکتی۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اُسے جبراً اغوا کر کے یہاں لایا جائے۔ جب وہ ہمارے ہاتھوں میں ہو گا پھر اُسے کسی بھی طرح کام کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

"لیکن جناب ۔۔۔۔۔۔ اس معمولی سے مشن کے لئے سیکرٹ سروس کے کسی بھی رکن کو بھیجا جا سکتا ہے "۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے پہلی بار ذرا تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔۔۔ بظاہر یہ مشن معمولی نظر آ رہا ہے۔ لیکن میری تحقیقات کہتی ہیں کہ یہ مشن ہماری سیکرٹ سروس کی تاریخ میں سب سے کٹھن مشن ثابت ہو گا۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس جس کا سربراہ ایکسٹو ہے۔ انتہائی تیز۔ انتہائی ذہین۔ اور انتہائی مستعد ہے ۔۔۔۔۔۔ آج تک کوئی مجرم تنظیم کوئی سیکرٹ سروس پاکیشیا میں جا کر اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہوئی۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ریکارڈ ہے۔ اور پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز اور مجرم تنظیمیں اس بات کو اچھی طرح جانتی ہیں ۔۔۔۔۔۔ وہاں ایک آدمی ہے جس کا نام علی عمران بتایا جاتا ہے اس کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کا رکن نہیں ہے۔ لیکن سیکرٹ سروس کے لئے اکثر کام کرتا رہتا ہے ۔۔۔۔۔۔ وہ واحد شخص بہت سی سیکرٹ سروسز پر بھاری ہے۔ بظاہر احمق سا بے ضرر سا نوجوان ہے۔ حرکتیں مسخروں جیسی کرتا ہے۔ لیکن در حقیقت انتہائی ذہین، عیار اور چالاک ہے۔ مارشل آرٹ میں مہارت رکھتا ہے۔ اس کا ڈاکٹر داور سے بھی قریبی تعلق ہے ۔۔۔۔۔۔ اور اصل مسئلہ جو درپیش ہے وہ یہی ہے کہ ڈاکٹر داور جس خفیہ لیبارٹری میں موجود ہیں اس کا کسی کو پتہ نہیں۔ سوائے اس علی عمران کے۔ اس لئے علی عمران کے ذریعے ہی ڈاکٹر داور کو تلاش کیا جا سکتا ہے "۔۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے کہا اور نوجوان حیرت بھری نظروں سے ریڈ فاکس کو دیکھتا رہا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ریڈ فاکس جیسا شخص بھی کسی کی اس انداز میں تعریف کر سکتا ہے۔ وہ بڑے سے بڑے آدمی کو بھی

خاطر میں نہیں لایا۔ لیکن علی عمران کی یوں تعریف کر رہا ہے جیسے وہ فاتح اعظم ہو۔

"تو جناب اس میں کیا مسئلہ ہے۔ پہلے علی عمران کو اغوا کیا جائے اس کے بعد اس پر تشدد کر کے ڈاکٹر داور کا پتہ چلایا جائے اور پھر ڈاکٹر داور کو اغوا کر کے یہاں لے آیا جائے" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔ وہ اب بھی اس مشن کو کوئی اہمیت دینے پر تیار نہ تھا۔

"ہاں ہو گا ایسے ہی ۔۔۔۔۔ لیکن علی عمران کی شہرت کے پیش نظر میں نے اس مشن کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ تمہارا اب تک کا ریکارڈ شاندار ہے۔ انتہائی اہم مشن تم نے ایسی خوبی سے سرانجام دیئے ہیں کہ اسے کارنامہ ہی کہا جا سکتا ہے ۔۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ مشن بھی تم ہی سرانجام دو" ریڈ فاکس نے کہا۔

"تعریف کا شکریہ سر ۔۔۔۔۔ اگر آپ کی خواہش ہے تو میں حاضر ہوں۔ ویسے میرے لئے یہ مشن انتہائی معمولی ہے" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ وائلڈ ٹائیگر کے لئے یہ مشن انتہائی معمولی ہے۔ لیکن میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ اور نہ ہی مزید تمہیں کوئی ہدایات دینا چاہتا ہوں یہ مشن تم نے کلی طور پر اپنے طور پر سرانجام دینا ہے ۔۔۔۔۔ بہر حال مجھے ڈاکٹر داور چاہیئے۔ صحیح اور زندہ حالت میں" ۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے جواب دیا۔

"او۔ کے سر ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر داور آپ کے پاس پہنچ جائے گا سر۔ یہ میرا وعدہ ہے" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔ یہ فائل لو۔ اس میں اس علی عمران کا پتہ موجود ہے۔

وہاں پاکیشیا میں ہمارے کچھ دوست موجود ہیں۔ ان کے پتے بھی اس فائل میں موجود ہیں۔ ڈاکٹر داور کا ایک فوٹو بھی فائل میں موجود ہے"

ریڈ فاکس نے ایک اور فائل اٹھا کر نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے اٹھ کر بڑے مودبانہ انداز میں فائل ریڈ فاکس سے لی۔

"اب مجھے اجازت ہے جناب" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے فائل کو موڑ کر جیکٹ کے اندرونی جیب میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔۔ ضرورت پڑے تو تم مجھ سے سپیشل فریکونسی پر رابطہ قائم کر سکتے ہو" ۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے کہا۔

"بہتر جناب ۔۔۔۔۔ تھینک یو" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے کہا اور واپسی کے لئے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"وش یو گڈ لک وائلڈ ٹائیگر" ۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے دھیمے لہجے میں کہا اور نوجوان احتراماً سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سیکرٹ سروس کی عمارت سے باہر کھڑی ہوئی اپنی کار تک پہنچ گیا تھا۔

"اب ریڈ فاکس بھی بوڑھا ہو گیا ہے۔ خواہ مخواہ ایک معمولی سے مشن کو اہمیت دے رہا ہے" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے طنزیہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک خاصے بڑے بنگلے کے پھاٹک پر جا کر رک گئی۔ یہ بنگلہ امراء کی مخصوص کالونی میں واقع تھا اور نوجوان اسی بنگلے کے ایک حصے میں رہائش پذیر تھا اور یہیں اس نے اپنے سیکشن

کا ہیڈ کوارٹر بھی بنایا ہوا تھا۔ اس نے اپنے طور پر بہت سے افراد کو اپنے سیکشن میں شامل کیا ہوا تھا۔ جو ہر مشن میں اس کی بھرپور انداز میں امداد کرتے تھے۔

پھاٹک پر پہنچ کر اس نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو پھاٹک میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ اور نوجوان کار اندر لئے چلا گیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ اترا اور عمارت کے اندر ایک راہداری سے ہوتا ہوا ایک کمرے میں پہنچ گیا ——— اس نے ٹیلی فون اٹھایا اور پھر ایک ٹریولنگ ایجنسی سے پاکیشیا کے لئے سیٹ بک کرائی۔ سیٹ اس نے اپنے اصل نام جان میکنزو کے نام سے بک کرائی اور پیشہ کے خانے میں صحافت درج کرا دی ——— کیونکہ اس کے پاس ولیسٹرن کارمن کے سب سے معروف اخبار کے فارن پیپر رپورٹر کے کاغذات موجود تھے۔ بطور صحافی اسے یہ فائدہ رہتا تھا کہ کسٹم پولیس والے اس کی شخصیت کا احترام کرتے تھے ——— اور وہ خواہ مخواہ کی چیکنگ سے بچ جاتا تھا۔

پاکیشیا کے لئے سیٹ بک کرانے کے ساتھ ہی ساتھ ٹریولنگ ایجنسی کو پاکیشیا کے سب سے عالی شان ہوٹل میں کمرہ بک کرانے کا بھی کہہ دیا۔ اور جب اسے بتایا گیا کہ ٹریولنگ ایجنسی کا آدمی اس کا پاسپورٹ اور دیگر ضروری کاغذات لینے آ رہا ہے تو اس نے فون بند کیا اور ایک الماری سے متعلقہ کاغذات نکال کر میز پر رکھے اور پھر اس نے انٹرکام پر سیکورٹی انچارج کو ہدایات دیں کہ ٹریولنگ ایجنسی سے آنے والے کو اس تک پہنچا دیا جائے۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اس نے ریڈ فاکس کی دی ہوئی فائل نکالی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا ——— فی الحال اس

نے اکیلے ہی پاکیشیا جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اگر ضرورت پڑی تو پھر وہ اپنے سیکشن کو کال کر لے گا۔ فی الحال وہاں جا کر اپنے طور پر حالات کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہوٹل سلور لینڈ کے وسیع و عریض ہال میں اس وقت اکا دکا ہی افراد نظر آ رہے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ان کی تعداد دس کے قریب تھی ــــــ یہ لوگ بھی ہوٹل کے کمروں کے رہائشی تھے اور شاید اپنے کمروں میں ناشتہ کرنے کی بجائے ہال میں بیٹھ کر ناشتہ کرنا زیادہ پسند کرتے تھے اس لئے وہ لوگ نیچے اتر آئے تھے ــــــ یہ سارے غیر ملکی تھے اور مرد تھے ان میں ایک بھی عورت نہ تھی۔

ہال کے کاؤنٹر پر ایک خوب صورت سی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جب کہ عمران ویٹر کی یونیفارم میں اُسے مرزا غالب اور ذوق کا فلسفہ عشق سمجھانے میں مصروف تھا ــــــ وہ ان کے اشعار کی ایسی ایسی توضیح کر رہا تھا کہ لڑکی کا چہرہ گلنار کی طرح کھلا ہوا تھا۔ عمران کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ غالب اور ذوق کے در پردہ اس لڑکی سے اظہار عشق کر رہا ہو ۔ اور سفید رنگ

کی بے داغ یونیفارم میں عمران جیسا وجیہہ و شکیل شخص اور بھی زیادہ وجیہہ نظر آ رہا تھا۔ اور لڑکی نظروں ہی نظروں میں اس پر ریشہ خطمی ہوئی جا رہی تھی۔

"ارے ویٹر ــــــ ادھر آؤ" ــــــ اچانک ہال کے کونے سے کسی کے دھاڑنے کی آواز سنائی دی۔ اور لڑکی کے ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔ وہ بغیر مڑے ہی تنویر کی آواز پہچان گیا تھا۔ اور اس نے مڑنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی ــــــ کیوں کہ ہال میں دس سے زیادہ ویٹر موجود تھے۔

"ارے چھوڑو ان نکمیوں اور مسافروں کو ــــــ مرزا غالب کہتا ہے کہ ......" ــــــ عمران نے لڑکی کو دوبارہ اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہیں بلا رہا ہے" ــــــ لڑکی نے کہا۔

"آواز تو مردانی ہے اور پھر مجھے کیوں بلا رہا ہے" ــــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں صرف عورتیں ہی بلاتی ہیں" ــــــ لڑکی نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران ــــــ عمران ــــــ یہ صاحب تمہیں کال کر رہے ہیں"۔

اچانک ایک ویٹر نے قریب آ کر عمران سے کہا اور عمران بادل نخواستہ مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں تنویر سینہ پھلائے بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا بکواس ہے" ــــــ عمران کے قریب جاتے ہی تنویر نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کے سری پائے ــــــ آپ کی زبان ــــــ آپ کی اوجھڑی آپ کا گردہ کلیجی" ــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"اوہ ——— یو شٹ اپ ——— اپنی اوقات میں رہو۔ تم ایک معمولی سے ویٹر ہو اور میں معزز آدمی ہوں" ——— تنویر نے غصے سے ابلتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو آپ سے کہہ رہا ہوں ——— ورنہ میں تمہارے سر پر بلیئے تمہاری زبان تمہاری ادھیڑی بھی کہہ سکتا تھا۔ فکر نہ کریں بس کچھ معزز ہی لگا" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جاؤ ناشتہ لے کر آؤ ——— اور جلدی" ——— تنویر نے شاہانہ انداز میں کہا۔

"رفیق" ——— عمران نے قریب کھڑے ایک ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بات ہے" ——— رفیق نے چونک کر پوچھا۔

"صاحب کو ایک ناشتہ مار دو ——— اور جلدی ——— یہ معزز صاحب بے چارے کب سے بھوکے ہیں۔ شاید رات بھی فاقے سے گزری ہے" عمران نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر کچھ کہتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دوبارہ کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کہاں ہے تمہارا منیجر ——— بلاؤ اسے ——— یہ کیسے بدتمیز ویٹر بھرتی کر رکھے ہیں اس نے" ——— تنویر کی دھاڑ پورے ہال میں گونج گئی۔

"آہستہ بولو ——— یہ معزز لوگوں کا ہوٹل ہے۔ یہاں اونچی آواز سے بات کرنا بدتہذیبی میں شمار ہوتا ہے" ——— عمران نے جاتے جاتے مڑ کر کہا۔

اور ایک بار پھر مڑ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"بلاؤ بلاؤ ——— منیجر کو بلاؤ ——— میں یہ ہوٹل بند کرا دوں گا" تنویر غصے کی شدت سے اور بھی زیادہ اونچی آواز میں دھاڑنے لگا۔

اسی لمحے منیجر کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر شخص نکل کر تیزی سے تنویر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ منیجر تھا۔ اسے جاتا دیکھ کر عمران بھی کاؤنٹر کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا ——— اب اس کی نظریں بھی تنویر پر جمی ہوئی تھیں جو کھڑا غصے سے ابل رہا تھا۔ منیجر اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"فرمائیے جناب ——— میں منیجر ہوں" ——— ادھیڑ عمر منیجر نے قریب جا کر بڑے مہذبانہ انداز میں کہا۔

"یہ تم نے کیسے ویٹر بھرتی کر رکھے ہیں ——— بدتمیز ——— گستاخ ——— بے ادب ——— جو معزز گاہکوں کی بے عزتی کرتے ہیں" ——— تنویر اس پر پھر دوڑا۔

"کس ویٹر کی بات کر رہے ہیں آپ" ——— منیجر نے حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران کی بات کر رہے ہیں جناب" ——— قریب کھڑے ایک ویٹر نے کہا۔

"اوہ ——— عمران کی بات کر رہے ہیں۔ وہ تو انتہائی مہذب ہے۔ ہمارے ہوٹل کے تمام گاہک اس سے بے حد خوش ہیں۔ کیا گستاخی کی ہے اس نے" ——— منیجر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں نے اس سے پوچھا کہ کیا پکا ہوا ہے تو کہنے لگا آپ کے سر پر بلیئے آپ کی زبان۔ پھر جب میں نے ناشتہ لانے کے لئے کہا تو کہنے لگا صاحب

کو ایک ناشتہ مارو" ـــــــ تنویر نے جلتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو اس میں گستاخی والی کون سی بات ہے۔ میری سمجھ میں تو آپ کے غصے کی کوئی وجہ نہیں آ رہی" ـــــــ منیجر نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا یہ زبان مہذبانہ ہے" ـــــــ تنویر کو اور بھی زیادہ غصہ آ گیا۔

"دیکھئے جناب ـــــــ میں نے خود ویٹر کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ آپ لفظ استعمال کیا کریں۔ اگر وہ خالی سری پائے، زبان۔ ادھر ی کہتا تو آپ کی ناراضگی بجا تھی ـــــــ باقی رہا ناشتہ مارنے والی بات تو یہ بات اس نے اپنے ساتھی ویٹر سے کہی ہوگی۔ آپ کے لئے تو اس نے صاحب کا ہی لفظ ادا کیا ہے۔ ویسے میں اس کی طرف سے معافی چاہتا ہوں۔ آپ کی میز پر تو اس کی ڈیوٹی ہی نہ تھی پھر وہ آپ کے پاس کیسے پہنچ گیا" منیجر نے کہا۔

"جناب ـــــــ انہوں نے خود بلایا تھا" ـــــــ قریب کھڑے ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــــ پھر تو آپ کو شکایت نہیں کرنی چاہیئے۔ رفیق جاؤ صاحب کے لئے ناشتہ لے آؤ۔ اور کوئی حکم جناب" ـــــــ منیجر نے کہا اور پھر بغیر تنویر کا جواب سنے تیزی سے واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"عمران ـــــــ میری بات سنو" ـــــــ عمران کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور عمران اس کے پیچھے چل پڑا۔ البتہ اس نے مڑتے وقت تنویر کو یوں زبان باہر نکال کر دکھائی جیسے بچے زبان نکال کر ایک دوسرے کو چھیڑتے ہیں۔

"بیٹھو" ـــــــ منیجر نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک کرسی کی طرف

اشارہ کیا۔ اور خود بڑی سی میز کے پیچھے اپنی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ہمارے چیئرمین نے تمہاری سفارش کی ہے۔ لیکن میں بہرحال کوئی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا" منیجر نے سخت لہجے میں کہا۔

"کرنی بھی نہیں چاہیئے۔ آخر آپ اتنے بڑے ہوٹل کے منیجر ہیں۔ اور اگر کسی نے گستاخی کی ہے تو مجھے بتائیں میں اس کے سری پائے پکا کر آپ کی میز پر سرو کر دوں گا" ـــــــ عمران نے جواب دیا۔

"میں تمہاری بات کر رہا ہوں ـــــــ اس گاہک سے گستاخی کی وجہ" منیجر نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"کس گاہک کی بات کر رہے ہیں آپ" ـــــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہی جو شور مچا رہا تھا" ـــــــ منیجر نے کہا۔

"ارے ـــــــ اس بیچارے کی بات کر رہے ہیں۔ اس کی پرواہ نہ کریں۔ میری بیس سال کی سروس ہے۔ میں نے شہر کے ہر بڑے ہوٹل میں کام کیا ہے۔ اس کی عادت ہے کہ ہر ہوٹل میں جا کر اسی طرح شور مچاتا ہے بیچارہ نفسیاتی مریض ہے" ـــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــــ اچھا اچھا ـــــــ میں سمجھ گیا۔ چونکہ وہ پہلے سے تمہیں جانتا تھا۔ اس لئے اس نے تمہیں بلایا ہے۔ بہرحال تم آئندہ محتاط رہا کرو" منیجر نے فوراً ہی نرم ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوا ـــــــ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ ہال کی درمیان کی میزوں پہ پوری

سیکرٹ سروس براجمان تھی۔ وہ لوگ شاید ابھی آئے تھے۔ اور ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ کہ ان کی نظریں عمران پر پڑیں۔

"ویٹر ـــــ ویٹر" ـــــ صفدر نے عمران کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"حکم فرمائیے" ـــــ عمران نے قریب آکر باقاعدہ رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہیں کیا سوجھا ہے عمران ـــــ یہ ہم سب کی توہین ہے" اچانک جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ شاید کب سے بھری بیٹھی تھی۔

"توہین نامی کوئی ڈش ہمارے ہوٹل میں نہیں پکتی۔ کوئی مزید حکم" عمران نے ایک بار پھر رکوع کے بل جھکتے ہوئے جواب دیا۔

"آخر تمہیں ویٹر بننے کی کیا سوجھی" ـــــ صفدر نے کہا۔

"سوجھی تو شاید ہمارے مینو میں نہیں البتہ سوجی سے بنی ہوئی چیزیں ہو سکتی ہیں" ـــــ عمران نے حسب معمول بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ باز نہیں آئے گا جولیا ـــــ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو" کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باز دو باز کا گوشت آرڈر پر سپلائی کیا جا سکتا ہے شکاری پرندہ ہے جناب ـــــ اسے شکار کرنا بڑا مشکل ہے۔ ویسے اگر آپ باز نہ آئیں تو ہمارا ہوٹل آپ کے سامنے بازِ مسلّم پیش کر سکتا ہے" ـــــ عمران کا لہجہ بدستور سنجیدہ تھا۔ اور اس بار جولیا کے علاوہ باقی سب افراد بے اختیار ہنس پڑے۔

"چائے لاؤ" ـــــ اچانک نعمانی نے باقاعدہ آرڈر دیتے ہوئے کہا۔

"کون سی چائے جناب ـــــ لپٹن ـــــ بروک بانڈ ـــــ اصفہانی سیلون ـــــ بلیک چائے ـــــ وائٹ لیبل ـــــ گولڈ لیبل ـــــ سبز چائے ......" ـــــ عمران نے چائے کے باقاعدہ لیبل گنوانے شروع کر دیئے۔ اس کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"لپٹن لے آؤ" ـــــ صفدر نے جواب دیا اب وہ عمران کے اس مذاق سے خود بھی محفوظ ہو رہے تھے۔

"لپیٹ کر لے آؤں سوری جناب ـــــ اتنی گاڑھی چائے ہم نہیں بناتے کہ اسے لپیٹ کر آپ کے سامنے رکھا جا سکے ـــــ اور کوئی حکم" ـــــ عمران نے اسی طرح ایک بار پھر رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"یار ـــــ چکر کیا ہے ـــــ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ" ـــــ چوہان نے رازدارانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چکر ـــــ اوہ ـــــ آپ بھوک کو چکر کہتے ہیں۔ آپ بڑے لوگ ہیں بھوک کو چکر دے سکتے ہیں۔ مگر جناب ہم غریبوں کو تو بھوک نے چکر دے رکھا ہے" ـــــ عمران نے سہمے سے لہجے میں کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنی دیر ہو گئی ہے کوئی آرڈر نہیں ملا"

اچانک ایک نوجوان نے عمران کے قریب آکر عمران سے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

اس نوجوان نے تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے سینے پر

سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔

"تو لکھیئے آرڈر ـــــ چار تولے بھینس کا دودھ۔ تین تولے گائے کا گھی ـــــ آٹھ تولے مغز فندق ـــــ چالیس تولے مغز فخ"۔ عمران نے ملیٹ کو باقاعدہ طبی نسخہ لکھانا شروع کر دیا۔

"کیا بکواس ہے ـــــ تم نہیں جانتے میں سپروائزر ہوں"۔ نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بکواس سپروائزر ـــــ اچھا عہدہ ہے ـــــ مبارک ہو"۔ عمران نے بڑے فراخدلانہ لہجے میں مبارکباد دیتے ہوئے کہا اور میز پر بیٹھے ہوئے اس کے ساتھی کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ سپروائزر کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

"تم کاؤنٹر پر چلو ـــــ میں تم سے بات کرتا ہوں ـــــ تم نے ویٹر ہو کر میری بے عزتی کی ہے"۔ ـــــ سپروائزر دانت بھینچے بات کر رہا تھا۔ ماحول کی وجہ سے وہ زیادہ غصے کا اظہار بھی نہ کر سکتا تھا۔

"میں نے ہال میں آرڈر لینے کی نوکری کی ہے۔ کاؤنٹر پر میں صرف عشقیہ اشعار ہی سن سکتا ہوں"۔ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور سپروائزر اور تو کچھ نہ کر سکا تیزی سے مڑا اور سیدھا منیجر کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور عمران نے بڑے اطمینان سے ایک خالی کرسی سنبھالی اور پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اس نے ایک ویٹر کو بلایا۔

"رفیق چائے لے آؤ ـــــ اور سنو ـــــ وہ سامنے جو جیٹھیر صاحب بیٹھے ہیں انہیں بھی میرے کھاتے میں چائے پلوا دو۔ بے چارہ بیٹھا خون جگر

پی رہا ہے"۔ ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ویٹر حیرت سے آنکھیں جھپکاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"تمہیں بھی جو سوجھتی ہے نرالی ہی سوجھتی ہے"۔ ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار ـــــ بڑا ہی لطف آیا ہے ویٹر بن کر۔ ایسی ایسی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ سیروں خون بڑھ جاتا ہے"۔ ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اور اس کی یہ بات سن کر سب سمجھ گئے کہ عمران کا ویٹر بننے میں کوئی خاص مقصد نہ تھا بلکہ اس نے صرف تفریحاً ایسا کیا تھا۔

اسی لمحے منیجر کا دروازہ کھلا اور ادھیڑ عمر منیجر غصے سے لال پیلا ہوا تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران کو یوں معزز گاہکوں کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر اس کا چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔

"یہ کیا حرکت ہے ـــــ تم معزز گاہکوں کے ساتھ بیٹھ گئے ہو۔ آخر تم چاہتے کیا ہو"۔ ـــــ منیجر قریب آ کر پھٹ پڑا۔ سپروائزر اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

"میں نے آرڈر پہلے ہی دے دیا ہے۔ تم اگر لینا چاہتے ہو تو تم لے لو۔ چائے لے آؤ"۔ ـــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یوشٹ اپ ـــــ تم ویٹر ہو کر مجھے آرڈر دے رہے ہو"۔ منیجر غصے سے ناچ اٹھا۔

"ویٹر ـــــ سوری میرا نام عمران ہے۔ اور سنو ـــــ میں ویٹ نہیں کر سکتا۔ ویٹ کرانے کے لئے کسی ترازو کا انتظام کراؤ"۔

عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔ اور منیجر بے اختیار دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا ـــــ وہ اب شاید بے بسی اور غصے کی انتہا پر پہنچ چکا تھا۔ لیکن ہوٹل کے ماحول کی وجہ سے اونچا نہ بول سکتا تھا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا" ـــــ آخر جب اس سے کچھ نہ بن سکا تو اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ دماغ خراب ہو جاتا تو میں ضرور منیجر ہوتا" ـــــ عمران نے اور زیادہ آگ لگا دی۔

"سپروائزر ـــــ ویٹروں کو بلاؤ اور اسے دھکے دے کر ہوٹل سے باہر نکال دو ـــــ ابھی ابھی باہر نکالو ـــــ اسی وقت میرے سامنے" منیجر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے پیچھے کھڑے سپروائزر سے مڑ کر کہا۔ سپروائزر نے سر ہلاتے ہوئے ویٹروں کو بلانا شروع کر دیا۔

"مسٹر منیجر ـــــ اپنی اوقات میں رہ کر بات کرو۔ یہ لو اپنے ہوٹل کا بیج ـــــ اٹھاؤ اسے اور دفعہ ہو جاؤ۔ جتنے دن میں نے کام کیا ہے ان میں اپنی وردی کا بل کاٹ لینا۔ اور سنو ـــــ اب چائے لے کر آ؟"

عمران نے سینے پر لگا ہوا ہوٹل کا بیج اتار کر منیجر کی طرف پھینکتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ یک لخت اتنا سخت ہو گیا تھا کہ منیجر حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا ـــــ سپروائزر اور دوسرے ویٹر بھی جو اب ان کے قریب پہنچ گئے تھے ٹھٹک کر رک گئے۔

"منیجر صاحب ـــــ آپ کا ان سے تعارف نہیں ہے۔ یہ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان کے اکلوتے صاحبزادے علی عمران ہیں۔ اور صرف اکتاہٹ سے بچنے کے لئے ایسے روپ دھارتے رہتے ہیں"

اس بار صفدر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"سر رحمان کے صاحبزادے ـــــ اوہ اوہ ـــــ ویری سوری ویری سوری ـــــ عمران صاحب ـــــ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا" ـــــ منیجر کا رنگ انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا نام سنتے ہی زرد پڑ گیا تھا۔

"ہاں ـــــ پہلے بتا دیتا تو تم ـــــ قبلہ ڈیڈی کو اطلاع کر دیتے اور پھر انہوں نے یہاں آ کر میرے سر پر اتنی جوتیاں برسانی تھیں کہ میں بھی تمہاری طرح گنجا ہو جاتا ـــــ ویسے بائی دی وے۔ تمہارے ڈیڈی نے کتنی جوتیاں ماری تھیں" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"ویری سوری سر" ـــــ منیجر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ سپروائزر بھی کان دبائے واپس جا رہا تھا۔

"اگر میں تمہارا تعارف نہ کراتا تو منیجر نے تمہارے سر پر جوتیاں برسانی شروع کر دینی تھیں" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم چائے پیو ـــــ میں ذرا یہ وردی اتار کر آتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ چائے اس پر گر جائے اور ہوٹل والے ڈرائی کلیننگ کی رقم بھی ہرجانے کے طور پر میری تنخواہ سے کاٹ لیں" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا وہ تیزی سے اٹھا اور ہوٹل کی سائیڈ میں بنی ہوئی ایک راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میں نہیں مانتا کہ عمران صرف تفریح کی خاطر ویٹر بنا ہو۔ ضرور یہاں کوئی چکر ہو گا" ـــــ کیپٹن شکیل نے عمران کے جاتے ہی کہا۔

"ہو گا یار ـــــ ہمیں کیا ـــــ خود بخود پتہ چل جائے گا۔"
صفدر نے کہا۔

"میں ذرا تنویر کو منا لاؤں۔ اس وقت جذبات میں آکر مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آخر وہ میرا مہمان تھا" ـــــ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اسے منا بھی تم ہی سکتی ہو۔ اور کسی میں یہ جرأت بھی نہیں۔"
صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی تنویر کی میز کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے جا کر تنویر سے کوئی بات کی تو تنویر کھل اٹھا۔ دوسرے لمحے وہ ہنستا ہوا ان کی میز کی طرف آ گیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ کوئی ایسی پھبتی کستا۔ اچانک ہال گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ اور ہال میں موجود سب لوگ بے اختیار اچھل کھڑے ہو گئے ـــــ دوسرے لمحے انہوں نے ایک شخص کو راہداری سے نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے مین گیٹ کی طرف بھاگتے دیکھا۔ پلک جھپکنے میں وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"بھاگ گیا یار ـــــ یہ لوگ بڑے ہی بزدل واقع ہوئے ہیں۔ میں نے ذرا سا حال پوچھ لیا تو بھاگ کھڑا ہوا" ـــــ راہداری سے عمران نے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے اب اپنا مخصوص لباس پہن رکھا تھا۔

"یہ فائرنگ کیسی تھی" ـــــ سب نے بیک وقت پوچھا۔

"فائرنگ ـــــ ارے باپ رے ـــــ یہ اصل فائرنگ تھی۔ میں سمجھا تھا کہ وہ مجھے پٹاخوں والے پستول سے ڈرا رہا ہے۔"
عمران نے خوف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کیسی فائرنگ تھی ـــــ کس نے کی" ـــــ منیجر نے اپنے کمرے سے ایک بار پھر برآمد ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک آدمی تھا جناب ـــــ میں آ رہا تھا کہ اچانک اس نے ریوالور نکال کر فائرنگ کر دی۔ لیکن جب میں بچ گیا تو وہ بھاگ گیا۔ عمران نے اسے یوں رپورٹ دی جیسے سپاہی اپنے افسر کو رپورٹ دیتا ہے۔

"مگر کیوں" ـــــ منیجر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"چلیں اس سے پوچھ آتے ہیں" ـــــ عمران نے مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اسے روکتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ یہ کیا چکر ہے۔ میری تو سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی" منیجر نے بڑی بے بسی سے صفدر اور دوسرے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"آپ ہوٹل منیجری کریں۔ آپ کو یہ باتیں سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ میرے خیال میں اب ہم بھی چلیں اب یہاں رکنا بے کار ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

اور پھر وہ سب صفدر کے پیچھے چلتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے اور منیجر بے چارہ آنکھیں پھاڑے انہیں جاتا دیکھتا رہ گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جان میکلنز جب پاکیشیا پہنچا تو ایئرپورٹ پر اترتے ہی اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ——— ایئرپورٹ کی اتنی وسیع جدید خوب صورت عمارت تو اس کے تصور میں بھی نہ تھی۔ وہ تو اب تک سمجھ رہا تھا کہ پاکیشیا ایسا پس ماندہ ملک ہوگا جہاں کسی جنگل میں ایئرپورٹ بنا ہوا ہوگا اور یہاں لوگ لنگوٹیاں باندھے پھر رہے ہوں گے ——— ایئرپورٹ پر اترتے ہی اس کے تصورات الٹ گئے اور پھر جب کلیرنس کے بعد ایئرپورٹ سے باہر آیا تو اس کی حیرت اور زیادہ ہو گئی ——— ٹیکسی میں بیٹھ کر جب وہ دارالحکومت کی سڑکوں پر سے گزرا تو اُسے حیرت کے زبردست جھٹکے لگے۔ شہر تو اس کے اپنے ملک کے دارالحکومت سے بھی کہیں زیادہ وسیع اور خوب صورت تھا۔ ماڈرن تہذیب کی ہر چیز یہاں وافر مقدار میں موجود تھی۔ ٹیکسی نے

ہوٹل سلورلینڈ کے پورچ میں اُسے اتارا تو اس نے سمجھ لیا کہ پاکیشیا ماڈرن ملکوں میں سے ایک ہے ——— ہوٹل سلورلینڈ کی خوب صورت عمارت میں داخل ہوتے وقت اس کے ذہن میں بار بار یہی سوال گونج رہا تھا کہ اتنے ماڈرن اور جدید شہر کی مالک یہاں کی سیکرٹ سروس بھی پس ماندہ نہیں ہوسکتی ——— اس لئے یہاں اُسے پوری طرح محتاط اور ہوشیار رہنا ہوگا۔

سلورلینڈ کی دسویں منزل کے خوب صورت ——— کمرے میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے غسل کر کے کپڑے بدلے اور پھر اس نے فائل نکال کر اس کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ عمران کی شکل اپنے ذہن میں نقش کرنا چاہتا تھا ——— اس نے عمران کے فلیٹ کا پتہ بھی یاد کر لیا۔ کیوں کہ اس کا مشن یہی تھا کہ عمران کو اغوا کر کے اس سے ڈاکٹر داور کا پتہ معلوم کرے۔ وہ کافی دیر فائل کا مطالعہ کرتا رہا پھر اس نے فائل واپس اپنے بیگ میں رکھی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا ——— بیگ کے خفیہ خانے سے اس نے ریوالور کے پارٹس نکالے ان کو جوڑ کر ریوالور کو کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ عمران کے فلیٹ کا پتہ کنگ روڈ دیا گیا تھا ——— اس لئے ہوٹل سے باہر آ کر اس نے ایک ٹیکسی انگیج کی اور اسے کنگ روڈ چلنے کا کہہ دیا۔ ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب کنگ روڈ پر پہنچی تو جان میکلنز نے ٹیکسی چوک پر چھوڑ دی ——— اور پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فلیٹ نمبر ٢٠٠ کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ اس نے بڑے غور سے فلیٹ کے محل وقوع کو دیکھا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا ——— تھوڑی دیر بعد وہ ایک چوک پر پہنچ گیا۔ یہاں

سے اس نے ٹیکسی پکڑی اور پھر اُسے گرین روڈ پر چلنے کا کہہ دیا۔ ٹیکسی تقریباً پورا شہر کراس کرتی ہوئی ایک شاہراہ پر پہنچی ——— یہ شہر کا شمالی علاقہ تھا۔ جان نے ٹیکسی ایرو کلب کے سامنے رکوا دی اور پھر ٹیکسی کو فارغ کرنے کے بعد وہ کلب کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کلب کے دروازے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹھک گیا ——— کیوں کہ ہال میں ہر قسم کی منشیات کا بے دریغ استعمال ہو رہا تھا۔ اور تقریباً ہر سطح کے لوگ وہاں موجود تھے ان سب کے چہروں پر جرائم کی گہری چھاپ صاف نظر آ رہی تھی اور جان وہاں کا ماحول دیکھتے ہی سب کچھ سمجھ گیا ——— ایک طرف بنے ہوئے کاؤنٹر کے پیچھے ایک دیو ہیکل آدمی موجود تھا جس نے سرخ و سفید دھاریوں والی بنیان پہن رکھی تھی۔ اس کے چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات تھے۔ وہ چہرے مہرے سے ہی زبردست لڑاکا اور مشہور غنڈہ نظر آ رہا تھا۔ جان تیزی سے اس کی طرف بڑھتا چلا گیا ——— دیو ہیکل کاؤنٹر مین کی نظریں بھی اُسی پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں ویسٹرن کارمن سے آیا ہوں ——— ریڈ فاکس کا خصوصی نمائندہ ہوں۔ مجھے ہاربر سے ملنا ہے" ——— جان نے کاؤنٹر پر پہنچ کر سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپ کے پاس پاسپورٹ تو ہوگا" ——— دیو ہیکل کاؤنٹر مین نے قدرے نرم لہجے میں کہا اور جان نے جیب سے پاسپورٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ کاؤنٹر مین چند لمحے غور سے پاسپورٹ کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے پاسپورٹ واپس کر دیا۔

"ہمیں معتاط رہنا پڑتا ہے سر جان ——— میرا نام ہی ہاربر ہے۔"

اس دیو ہیکل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کاؤنٹر سے باہر نکل آیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی ایک اور آدمی اس کی جگہ پہنچ گیا۔

"پینے کے لیے کچھ بھیج دو ہنری" ——— ہاربر نے مڑ کر اب کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے آدمی سے سخت لہجے میں کہا اور اس کے سر ہلانے پر وہ آگے بڑھ گیا۔ جان ہیکزو اس کے پیچھے تھا۔ ایک طرف بنی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں پہنچ گئے ——— یہ کمرہ انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا۔

"تشریف رکھیے مسٹر جان ——— آپ ہمارے معزز مہمان ہیں۔" ہاربر نے میز کے پیچھے بڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جان سے کہا اور جان سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک غنڈہ نما ویٹر نے میز پر ایک بوتل وہسکی اور دو جام لا کر رکھ دیئے۔

"تم جاؤ ——— اور سنو ——— جب تک میں نہ کہوں مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے" ——— ہاربر نے سخت لہجے میں وہسکی لے آنے والے کو کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ ہاربر نے بوتل کھول کر دونوں جام بھرے اور پھر ایک جام جان ہیکزو کی طرف بڑھا دیا۔

"اب آپ فرمائیے ——— میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں اور آپ یہاں مشن کیا ہے" ——— ہاربر نے اپنا جام ہاتھ میں لیتے ہوئے جان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے" ——— جان نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل محفوظ ہے ——— آپ کھل کر بات کیجئے" ——— ہاربر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے آپ بتائیے کہ آپ کا ریڈ فاکس سے کیا تعلق ہے"۔ جان نے محتاط لہجے میں کہا۔

"میں پاکیشیا میں ریڈ فاکس کے مفادات کا نگران ہوں اور بنیادی طور پر ویسٹرن کارمن کا ہی باشندہ ہوں ____ مجھے یہاں آئے ہوئے دو سال ہوئے ہیں۔ میں ریڈ فاکس کے نادرن شعبے سے متعلق ہوں"۔ ہاربر نے جواب دیا۔

"یہاں آپ ریڈ فاکس کے کن مفادات کے نگران ہیں"۔ ____ جان نے پوچھا۔

"اب تک معاملہ صرف معلومات تک ہی رہا ہے۔ کبھی کوئی عملی مشن درپیش نہیں آیا"۔ ____ ہاربر نے جواب دیا۔

"اگر کوئی عملی مشن درپیش ہو جائے تو آپ اس سلسلے میں کیا مدد کر سکتے ہیں"۔ ____ جان نے کہا۔

"اوہ ____ اگر ایسی کوئی بات ہے مسٹر جان ____ تو آپ بے فکر رہیں۔ میں نے دو سال میں یہاں بہت وسیع حلقہ قائم کر لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس عملی مشن میں ہمیں کامیابی ہو گی ____ یہاں زیر زمین دنیا میں بے انتہا کی طاقت ور گروپ موجود ہے۔ جو ہر قسم کا کام کر سکتے ہیں"۔ ہاربر نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ____ اب آپ یہ بتائیں کہ ریڈ فاکس کے وائلڈ ٹائیگر سے آپ متعارف ہیں"۔ ____ جان نے کہا۔

"وائلڈ ٹائیگر ____ اوہ ____ اس سے کون واقف نہیں۔ وہ تو

ویسٹرن کارمن کی جان ہے۔ میں تو اس کا ذاتی طور پر زبردست معترف ہوں۔ اور مجھے اس سے ملنے اور اس سے کام کرنے کی بڑی حسرت ہے۔ اس نے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ ہمارے لئے تو وہ سب سے بڑا ہیرو ہے ____ کیا آپ اُسے جانتے ہیں کیا وہ یہاں آئے گا"۔ ہاربر نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"وائلڈ ٹائیگر میرا ہی نام ہے مسٹر ہاربر" ____ جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہاربر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

"آ ____ آ ____ آپ وائلڈ ٹائیگر ____ اوہ گاڈ ____ واقعی آپ ہی وائلڈ ٹائیگر ہیں ہم سب کے ہیرو۔ اس صدی کے ہیرو"۔ ہاربر کے منہ سے اٹک اٹک کر الفاظ نکل رہے تھے اور وہ جان کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہو۔

"بیٹھ جائیں ____ آپ کی حسرت تو پوری ہو گئی"۔ ____ جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے دلی طور پر بے حد مسرت ہو رہی تھی کہ ایک اجنبی ملک میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اُسے ہیرو مانتے ہیں۔

"اوہ ____ اوہ ____ آپ کے سامنے میں اس بڑی کرسی پر کیسے بیٹھ سکتا ہوں۔ یہاں آپ ہیں۔ یہاں ہم تو آپ کے غلام ہیں ادنیٰ غلام"۔ ہاربر نے کہا۔

"نہیں ____ آپ ابھی مجھے جان ہی رہنے دیں۔ میں نے اس لئے آپ کو بتا دیا ہے کہ آپ مشن میں دل کھول کر حصہ لیں" ____ جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— کیوں نہیں ——— اب تو میں جان بھی لڑا دوں گا آپ حکم کریں" ——— ہاربر نے دوبارہ کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"سب سے پہلے تو مجھے ایک کوٹھی اور ایک کار چاہیئے۔ اس شہر کا تفصیلی نقشہ بھی" ——— جان نے جواب دیا۔

"سمجھ لیں ہو گیا بندوبست" ——— ہاربر نے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا کر اس نے اپنا کسی آدمی کو احکامات دینے شروع کر دیئے ——— چند لمحوں بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔

"میں نے کوٹھی کے ساتھ ساتھ وہاں نگرانی اور دیگر کاموں کے لئے اپنے بہترین دس آدمی بھی روانہ کر دیئے ہیں۔ اس کوٹھی میں جدید ترین اسلحہ بھی موجود ہے ——— اور ضرورت کی ہر چیز۔ کار ابھی یہاں پہنچ جائے گی اور نقشہ آپ کو کوٹھی میں ہی مل جائے گا" ——— ہاربر نے جواب دیا۔

"گڈ ——— اب بتاؤ کہ یہاں رہنے والے ایک شخص علی عمران کو جانتے ہو" ——— جان میکنزو نے پوچھا۔

"علی عمران ——— میں نے زیرِ زمین دنیا میں اس کا نام تو بے شمار سنا ہے لیکن کبھی اس سے واسطہ نہیں پڑا" ——— ہاربر نے جواب دیا۔

"اُسے اغوا کر کے اس کوٹھی میں لے آنا ہے اور اس سے ایک سائنسدان کا پتہ پوچھنا ہے۔ اس کے بعد اس سائنس دان کو اغوا کر کے

ولینٹرن کا رمن لے جانا ہے۔ بس یہی مشن ہے" ——— جان نے جواب دیا۔

"اوہ ——— یہ تو بے حد معمولی مشن ہے۔ اس مشن پہ آپ جیسی شخصیت کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ کام تو میں بھی کر سکتا تھا" ہاربر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ریڈ فاکس کا خیال ہے کہ یہ انتہائی خطرناک مشن ہے اور اُسی کے مجبور کرنے پر میں یہاں آیا ہوں" ——— جان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— ایسی کوئی بات نہیں ——— بہرحال آپ کے آنے سے یہ فائدہ ہوا کہ آپ سے ملاقات ہو گئی۔ باقی کوئی مسئلہ نہیں۔ آپ آرام کریں ہم یہ مشن مکمل کر دیتے ہیں۔ میں اس علی عمران کا پتہ کرتا ہوں" ——— ہاربر نے کہا۔

"اس کا پتہ ۲۰۰ کنگ روڈ ہے۔ وہ فلیٹ میں اپنے ایک باورچی کے ساتھ رہتا ہے" ——— جان نے جواب دیا۔

"گڈ شو ——— یہ تو پھر بالکل معمولی کام رہ گیا۔ میرے کئی آدمی اُسے جانتے ہیں۔ میں انہیں ابھی اس کے فلیٹ کی نگرانی پہ لگا دیتا ہوں۔ جیسے ہی وہ وہاں پہنچے گا۔ اُسے اغوا کر کے آپ کے پاس کوٹھی میں پہنچا دیا جائے گا ——— اس کے بعد اس سے معلومات بھی حاصل کر لی جائیں گی" ——— ہاربر نے کہا اور اس نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ہدایات دینی شروع کر دیں۔ ہدایات دینے کے بعد اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس

کے ہاتھ میں کار کی چابیاں موجود تھیں۔

"تیجئے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ تاکہ آپ کو کوٹھی کا ہر حصہ دکھا دوں۔" ہاربر نے اس نوجوان سے چابیاں لیتے ہوئے کہا۔

"میرا سامان سلور لینڈ میں پڑا ہوا ہے۔ اُسے بھی اٹھوانا ہے۔" جان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کمرہ نمبر کیا ہے۔" ــــــ ہاربر نے پوچھا۔

"کمرہ نمبر تین سو دس ــــــ دسویں منزل۔" ــــــ جان نے جواب دیا۔

"او۔ کے ــــــ پہنچ جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔" ــــــ ہاربر نے کہا اور پھر وہ جان سمیت دفتر سے نکل کر سیڑھیاں اترتا ہوا ہال میں پہنچ گیا۔

"ہنری ــــــ بوسن کو ہوٹل سلور لینڈ بھیج دو۔ مسٹر جان میکنزو کا سامان وہاں کمرہ نمبر تین سو دس دسویں منزل میں موجود ہے۔ وہ ادائیگی کر کے وہاں سے سامان لے کر اُسے ٹیرو پوائنٹ پر پہنچا دے۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔" ــــــ ہاربر نے کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" ــــــ ہنری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور ہاربر تیز تیز چلتا ہوا ہال سے باہر نکلتا چلا آیا۔ جان بھی اس کے ساتھ ساتھ نکلا تھا۔ باہر کھڑی ہوئی نیلے رنگ کی مرکری کار کا دروازہ کھول کر اس نے جان کو بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ــــــ تھوڑی دیر بعد کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی ایک مضافاتی کالونی میں داخل ہو کر ایک کافی

بڑی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئی۔

جان میکنزو کو کوٹھی بے حد پسند آئی۔ ہاربر نے اُسے کوٹھی کے ہر حصے کا معائنہ کرایا اور وہاں موجود اپنے دس آدمیوں کا بھی تعارف کرایا۔ وہ سب بہترین لڑاکے۔ نشانہ باز اور اچھے ڈرائیور بھی تھے ــــــ اس لئے ان میکنزو پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ کہ اب اُسے مشن مکمل کرنے میں کوئی کادٹ نہیں ہو گی اور وہ انتہائی آسانی سے مشن مکمل کر کے واپس چلا جائے ــــــ تھوڑی دیر بعد اس کا سامان بھی کوٹھی پر پہنچ گیا۔ اب جان کو ان کے متعلق ہاربر کے آدمیوں کی رپورٹ کا انتظار تھا۔

"آخر یہ آپ کو بیٹھے بٹھائے کیا سوجھی ہے۔ وہ جولیا آپ کے ویٹر بننے کی وجہ سے مجھ پر ناراض ہو رہی تھی" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

عمران ابھی ابھی وہاں پہنچا تھا۔ اور اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی بلیک زیرو نے گلہ شکوہ شروع کر دیا۔

"لیکن یہ بات تو میں نے کھڑے ہو کر سوچی تھی۔ تمہیں تو صرف بیٹھے بٹھائے سوجھنے پر اعتراض ہے نا" ——— عمران نے بڑے معصوم لہجے میں جواب دیا۔

"عمران صاحب ——— کم از کم مجھے تو بتا دیا کریں۔ جولیا نے فون کیا مجھے پتہ چلا کہ آپ سلور لینڈ میں بیرا گیری کر رہے ہیں" بلیک زیرو نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"یار ——— تم تو بیویوں کی طرح آتے ہی گلے شکوے لے بیٹھے۔ کوئی اور بات کرو۔ آئندہ میرے ایکسٹو کی توبہ ——— بیرا گیری کبھی نہ کروں گا۔ البتہ گیرا بیری کی تو اجازت ہے نا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر یہ چکر کیا تھا" ——— بلیک زیرو نے اس بار مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بس ایسے ہی خواہ مخواہ ایک شبہ پر گھن چکر بن گیا۔ گیا تو تھا ہوٹل سلور لینڈ میں کھانا کھانے۔ وہاں مجھے پتہ چلا کہ ایک ویٹر کی آسامی خالی ہے ——— تنخواہ سیکرٹ سروس سے زیادہ تھی۔ چنانچہ میں نے بھی درخواست دے دی" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور بلیک زیرو دانت بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ عمران اگر اپنی مرضی سے کچھ بتا دے تو بتا دے ورنہ اس سے اس کی مرضی کے خلاف کچھ اگلوا لینا ناممکن تھا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو رسیور اٹھاتا عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب" ——— دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"یس ——— کیا بات ہے" ——— عمران کا لہجہ البتہ اسی طرح سپاٹ رہا۔

"جناب ——— ہم سب ممبر ہوٹل سلور لینڈ گئے تھے تاکہ عمران کے

تیزے شغل سے محفوظ ہو سکیں۔ وہاں عمران صاحب نے ہمیں دیکھ کر وہ شغل تو چھوڑ دیا۔ البتہ واپسی کے وقت ایک ایسا واقعہ ہوا ہے کہ میرا آپ کو اطلاع دینی ضروری سمجھی"۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"کیا تم عمران پر فائرنگ کے متعلق بتانا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ آپ کو اطلاع مل گئی جناب۔۔۔۔۔ میں یہی بتانا چاہتا تھا"۔۔۔۔۔ صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"صفدر۔۔۔۔۔ آپ لوگوں کے علاوہ بھی میری معلومات کے ذرائع بھی ہیں۔ ویسے تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع دے دی۔ عمران پر باقاعدہ حملہ ہوا تھا۔ لیکن عمران اپنی پھرتی کی وجہ سے بچ نکلا۔ اس پر حملہ کرنے والا ایرو کلب کا آدمی تھا۔۔۔۔۔ اس لئے تم ایرو کلب سے معلومات حاصل کرو کہ آخر عمران پر یہ حملہ کیوں کیا گیا۔ کیوں کہ عمران کو بھی اس کے مقصد کا علم نہیں ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"آپ نے مسٹر عمران سے پوچھا تو ہوگا کہ وہ آخر سلور لینڈ میں کیا بنا تھا۔ میرے خیال میں یہ فائرنگ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہوگی"۔ صفدر نے کہا۔

"عمران کی رپورٹ کے مطابق عمران کا ایک ساتھی ہوٹل سلور لینڈ میں ویٹر تھا۔ یہ ویٹر پہلے ہوٹل شوبرا میں تھا۔ یہ عمران کا خاص آدمی ہے۔ عمران اس سے ہوٹل میں آنے جانے والے مشکوک افراد کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ اس ویٹر نے عمران کو اطلاع دی تھی کہ ویسٹرن کارمن سے ایک غیر ملکی جان میکڈ نام کا ہوٹل سلور لینڈ میں آ

ٹھہرا ہے۔ وہ جب باہر گیا تو اس ویٹر نے عادت کے مطابق اس غیر ملکی کا سامان چیک کیا۔ تو اس کے بیگ میں ایک فائل دستیاب ہوئی جس میں عمران کا فوٹو موجود تھا۔۔۔۔۔ چوں کہ فائل میں موجود کاغذات کسی کوڈ میں تھے اس لئے ویٹر انہیں نہ پڑھ سکا۔ اس نے عمران کو اطلاع دی۔ جس پر عمران ویٹر کے روپ میں وہاں پہنچا۔ تاکہ اس فائل کو چیک کر سکے۔ مگر اس کے وہاں پہنچنے تک وہ آدمی کمرہ چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔۔۔۔ عمران کی معلومات کے مطابق وہ آدمی خود اپنا سامان لینے نہیں آیا بلکہ کوئی اور شخص ادائیگی کر کے اس کا سامان لے گیا تھا۔ عمران نے خالی کمرہ چیک کیا لیکن وہاں کوئی چیز نہ تھی۔۔۔۔۔ عمران وہاں اس لئے رک گیا کہ ہو سکتا ہے اصل آدمی اپنا سامان لینے آ جائے۔ اُسے شاید علم ہی نہ ہو کہ اس کا سامان جا چکا ہے۔ کیوں کہ ایسا اکثر غیر ملکیوں کے ساتھ ہو جاتا ہے کیوں کہ سامان لے جانے والا مقامی ہی تھا۔۔۔۔۔ لیکن جب کوئی نہ آیا تھا اور سیکرٹ سروس والے وہاں پہنچ گئے تو عمران نے یہ سلسلہ ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ جب وہ لباس تبدیل کر کے باہر آ رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی نے اس پر ریوالور تان لیا۔۔۔۔۔ اور اُسے چپ چاپ باہر نکلنے کے لئے کہا۔ عمران شاید اس کے ساتھ چلا بھی جاتا۔ لیکن نجانے کیوں وہ آدمی مشکوک ہو گیا اس نے عمران پر گولی چلا دی۔۔۔۔۔ عمران نے جب اس سے ریوالور چھیننا چاہا تو اس جدوجہد میں کئی اور گولیاں چل گئیں۔ اور پھر دوسرے ویٹروں کے پہنچنے پر وہ شخص گھبرا گیا اور عمران کو چھوڑ کر باہر نکلا۔۔۔۔۔ عمران نے چوں کہ اُسے اس حد تک پہچان لیا تھا کہ اس کا تعلق ایرو کلب سے ہے۔ اس لئے اس نے اس کا تعاقب کرنے

کی کوشش نہ کی۔ اور اب عمران اپنے طور پر کام کر رہا ہے۔ سیکرٹ سروس
اس لئے براہ راست ملوث نہیں ہو سکتی کہ ابھی کوئی جرم یا مجرم سامنے نہ
آیا ---- لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے علیحدہ رہ کر معلومات حاصل
کرو کہ اصل چکر کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ عمران بالا ہی بالا کوئی کام دکھا جائے"
عمران نے بطور ایکسٹو پوری تفصیل صفدر کو بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ---- میں سمجھ گیا سر ---- عمران کی عادت ہے۔ کہ وہ
حتی الوسع بالا ہی بالا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بہر حال آپ
فکر نہ کریں میں مطلوبہ معلومات جلد ہی حاصل کر لوں گا" ---- صفدر نے
جواب دیا۔

"گڈ" ---- عمران نے جواب دیا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"تو یہ چکر ہے ---- آپ صفدر کو تو تفصیل بتا سکتے ہیں لیکن مجھے نہیں"
بلیک زیرو کے لہجے میں واضح ناراضگی موجود تھی۔

"ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ صفدر کے فون آنے سے پہلے
میں اپنے طور پر کام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن صفدر کے فون آنے پر میں نے محسوس
کیا ہے ---- کہ صفدر میرے بطور ویٹر کام کرنے کے سلسلے میں مشکوک
تھا۔ اس لئے اگر میں بطور ایکسٹو اسے تفصیلات نہ بتاتا تو اس کے ذہن
میں ایکسٹو کا بھرم ختم ہو جاتا۔ کہ ایکسٹو عمران سے بالاتر نہیں ہے"
عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری سر ---- میں سمجھ گیا۔ صفدر واقعی ایسا آدمی ہے۔ انتہائی
ذہین، سنجیدہ اور ٹھوس خیالات کا مالک" ---- بلیک زیرو نے
ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"آخر یہ جان میکنزو کون ہے۔ میری یادداشت میں تو اس نام کا کوئی
مجرم موجود نہیں ہے" ---- عمران نے پیشانی پر انگلی مارتے ہوئے

"ہو سکتا ہے نام جعلی ہو ---- مجرم اصل نام سے تو کم ہی آتے ہیں"
زیرو نے جواب دیا۔

"اگر یہ نام جعلی ہے تو پھر یہ اہم مجرم نہیں ہو سکتا۔ اہم مجرموں کی نفسیات
کہ وہ اصل نام ہی عام طور پر رکھتے ہیں۔ بہر حال پتہ چل جائے گا"
عمران نے کہا۔

"ویسٹرن کارمن کی فائل تو ہماری لائبریری میں موجود ہے"
زیرو نے کہا۔

"وہ میں چیک کر چکا ہوں۔ ہمارا آج تک چونکہ ویسٹرن کارمن سے کبھی
واسطہ نہیں رہا۔ ویسٹرن کارمن اور ہمارے ملک کے درمیان بہترین دوستانہ
تعلقات موجود ہیں ---- اس لئے اس فائل میں کوئی خاص بات نہیں"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ویسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کے چیف سے کیوں نہ بات کر
لی جائے۔ ہو سکتا ہے وہ کوئی کلیو دے دے" ---- بلیک زیرو نے
کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے ---- ذرا فائل لے آؤ ---- اس میں نمبر موجود ہیں"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو اٹھ کر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد
وہ فائل لے کر واپس آ گیا ---- عمران نے فائل کھولی اور اسے پڑھنے لگا۔
پھر اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور اس نے ویسٹرن کارمن کا ڈائریکٹ

کوڈ نمبر گھما کر سیکرٹ سروس کے چیف کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے میں وہ چیک کر چکا تھا کہ ولیسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کا چیف ریڈ کہلاتا ہے ——— چنانچہ جیسے ہی رابطہ قائم ہوا اور دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی، اور اس نے اپنے آپ کو ریڈ فاکس کہا تو عمران گیا کہ بولنے والا ہی سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔

"چیف آف سیکرٹ سروس پاکیشیا ——— ایکسٹو سپیکنگ" عمران نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— میں ریڈ فاکس ہوں ——— ولیسٹرن کارمن سیکرٹ کا چیف ——— آپ کی کال غیر متوقع ہے ——— فرمایئے" ——— د طرف سے بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ ولیسٹرن کارمن کا ایک شخص جس کا نام جان مَ بتایا گیا ہے۔ یہاں کسی جرم کے ارادے سے پہنچا ہے۔ ہماری فائلوں میں جان میکنزو کے بارے میں معلومات موجود نہیں ہیں ——— اس لئے سے رابطہ قائم کیا گیا ہے" ——— عمران نے باوقار لہجے میں کہا۔

"جان میکنزو ——— یہ تو بالکل ہی اجنبی سا نام ہے۔ کیا اُسے گرفتہ نہیں کیا جا سکتا" ——— ریڈ فاکس نے پوچھا۔ لیکن اس کا لہجہ سن کر عمرا چھٹی حس جاگ پڑی۔ اس کے لہجے میں ایسی بات واضح طور پر موجود تھی اُسے جان میکنزو کی گرفتاری سے انتہائی دلچسپی ہو۔

"ہم اس وقت تک کسی شخص کو گرفتار نہیں کرتے جب تک ہما اس بات کا واضح ثبوت نہ مل جائے کہ وہ واقعی جرم کرنے کی نیت آیا ہے ——— اگر آپ کو اس کے بارے میں معلومات ہوں تو ٹھیک

ورنہ پھر ہم اُسے گرفتار کر کے اس سے معلومات حاصل کر لیں گے"۔ ران نے جواب دیا۔

"جان میکنزو نام کا کوئی مجرم ہماری فائلوں میں موجود نہیں ہے۔ اور نہ ی سیکرٹ سروس کے سامنے اس کا نام کبھی آیا ہے ——— ہو سکتا ہے ں نے ہمارے ملک کا نام غلط طور پر استعمال کیا ہو۔ آپ کو اس پر شک یسے ہوا۔ جب بقول آپ کے ابھی اس نے کوئی جرم ہی نہیں کیا"۔ ڈ فاکس نے کہا۔

"ہماری معلومات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کے پاس ایک ایسی فائل یک کی گئی ہے جس میں سیکرٹ سروس سے تعاون کرنے والے ایک ں کا فوٹو موجود ہے اس پر ہم چونکے تھے" ——— عمران نے کہا۔

"واقعی آپ کی کارکردگی قابل رشک ہے کہ آپ صرف فوٹو دیکھ کر مشکوک گئے۔ ہو سکتا ہے وہ اس شخص کا دوست ہو" ——— ریڈ فاکس نے طنزیہ میں کہا۔

"اگر وہ دوست ہوتا تب بھی ہمیں اطلاع مل جاتی۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ ہم خود دیکھیں گے کہ وہ کیا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"ایسی صورت میں ہماری ایک درخواست ہے کہ اگر واقعی وہ ولیسٹرن ن کا مجرم ثابت ہو تو ہمیں ضرور اطلاع کریں" ——— ریڈ فاکس نے ب دیا۔

"او کے ——— ٹھیک ہے ——— گڈ بائی" ——— عمران نے کہا اور پھر نے پھرتی سے کریڈل دبایا اور فون رکھتے ہی اس نے تیزی سے اور نمبر نے شروع کر دیئے۔

"یس کال چیکنگ سنٹر" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— فرمائیے" ——— دوسری طرف سے لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہوگیا۔

"ویسٹرن کارمن سے وسیع حیطۂ عمل پر کوئی ٹرانسمیٹر کال شاید دارالحکومت میں کی جائے گی۔ اُسے چیک کرو اور نہ صرف ٹیپ کرو بلکہ اس سپاٹ کا بھی کہ جہاں کال کی جائے۔ اور مجھے فوراً رپورٹ کر دو" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر سر" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا مطلب ——— کیا ریڈ فاکس مشکوک ہے" ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— میں نے اس کے لہجے سے محسوس کیا ہے کہ وہ نہ صرف جان میکنزو سے واقف ہے بلکہ شاید وہ اس کا اپنا آدمی ہے۔ اگر میرا اندازہ درست نکلا تو وہ یقیناً اُسے کال کر کے ہوشیار کرے گا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو خاموش ہوگیا۔ عمران کی خداداد صلاحیتوں پر اُسے حیرت ہوئی تھی کہ اس کا ذہن کس طرح بات کو چیک کر لیتا ہے۔

عمران نے رسیور رکھ کر دوبارہ فائل اٹھائی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہوگیا۔ تقریباً دس منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو عمران نے

لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"قمری سی سے بول رہا ہوں جناب" ——— دوسری طرف سے کال چیکنگ سنٹر کے انچارج کی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ دو" ——— عمران نے کہا۔

"سر ——— ویسٹرن کارمن سے ایک کال چیک ہوئی ہے۔ یہ کال کسی عجیب سے کوڈ میں ہے۔ البتہ اس میں دو نام آتے ہیں ایک ریڈ فاکس اور دوسرا وائلڈ ٹائیگر ——— سپاٹ چیک کیا گیا ہے۔ یہ سپاٹ مضافاتی کالونی گلشن ٹاؤن میں ریسیو کی گئی ہے۔ گلشن ٹاؤن چونکہ ابھی حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے اس لئے تفصیلی نقشہ موجود نہیں ہے" ——— انچارج نے کہا۔

"کال ٹیپ کر لی گئی ہے" ——— عمران نے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں کامیابی کی چمک ابھر آئی تھی۔

"یس سر ——— ٹیپ موجود ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ——— اُسے دانش منزل بھجوا دو" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"وائلڈ ٹائیگر یقیناً اسی جان میکنزو کا کوڈ نام ہوگا۔ وائلڈ ٹائیگر کا نام میرے ذہن میں موجود ہے۔ لیکن اس کی تفصیلی فائل نہیں ہے" عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کا تکا درست نکلا" ——— بلیک زیرو نے لہجے میں ہلکی سی

حیرت تھی۔

مگر عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"کراس ورلڈ آرگنائزیشن" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ریکارڈ سیکرٹری سے بات کراؤ" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"او۔کے ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا چند لمحوں بعد کھٹک کی آواز سنائی دینے کے بعد ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"ریکارڈ سیکرٹری کے۔ڈبلیو۔اے سپیکنگ"

"ابھی تم سیکرٹری ہی ہو۔ یار میں نے سمجھا تھا کہ تم اب تک ترقی کر کے چیئرمین بن چکے ہو گے۔ لیکن تم ابھی تک سٹول پر ہی بیٹھے ہو" عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ارے عمران تم ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ تم ابھی زندہ ہو" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والا چہک پڑا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ تمہارے ریکارڈ سے اپنی فائل واش کرانے کے بعد میں مر چکا ہوں گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے فائل موجود ہوتی ہے تو ہمیں تازہ ترین اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ اور پھر مجھے جب احکامات ملے کہ تمہاری فائل ختم کر دی جائے۔ تو میں بڑا حیران ہوا ۔۔۔ کیوں کہ آج تک ایسا نہیں ہوا تھا"

ریکارڈ سیکرٹری نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں پتہ ہے کہ تمہارا چیئرمین میرا دوست ہے۔ تم نے جب ماسٹر فرنٹ کو میرا ریکارڈ دیا تو مجھے حقیقتاً تمہاری اس تنظیم پر بڑا غصہ آیا۔ میں نے تو فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہارا پورا ریکارڈ روم ہی واش کر دوں ۔۔۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ مجھے بھی تو معلومات مل جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے چیئرمین سے بات کی۔ اور نتیجہ تمہارے سامنے ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ۔۔۔ تو یہ بات ہے ۔۔۔ چیئرمین تمہاری دھمکی میں آ گیا ہو گا۔ بہرحال فون کیسے کیا" ۔۔۔ ریکارڈ سیکرٹری نے کہا۔

"دائمنڈ مائنگر کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں" عمران نے کہا۔

"حسب ضابطہ یا بلے ضابطہ" ۔۔۔ ریکارڈ سیکرٹری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بے ضابطہ نہیں بلکہ الف ضابطہ" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ریکارڈ سیکرٹری بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہولڈ آن کرو ۔۔۔ میں اس کی فائل لے آتا ہوں"

ریکارڈ سیکرٹری نے کہا اور عمران مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ کراس ورلڈ آرگنائزیشن جس کا کاروبار ہی یہی تھا کہ وہ معلومات فروخت کرتی تھی۔ اس لئے اس تنظیم نے بڑی محنت کر کے دنیا بھر کے مشہور مجرموں اور سیکرٹ سروسز کے ارکان کے بارے میں خفیہ معلومات کو ریکارڈ کیا ہوا تھا ۔۔۔ جسے وہ قیمتاً فروخت کرتے تھے۔ عمران کا ریکارڈ بھی وہاں

(اس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول پڑھیے (عمران کی موت)

موجود تھا۔

جب عمران کو پتہ چلا تو اس نے چیئرمین سے بات کی۔ اب
تھا کہ چیئرمین ایک سابقہ مجرم تھا اور آکسفورڈ کے زمانے میں ایک
اُسے عمران نے اس کے دشمنوں سے بچایا تھا ـــــ چنانچہ چیئرمین ع
کی بات مان گیا اور اس کی فائل واش کر دی گئی۔ ریکارڈ سیکر
آرنلڈ بھی آکسفورڈ کے زمانے سے عمران کا واقف تھا۔ اس لئے عمر
بغیر کسی معاوضے کی ادائیگی کے اس سے معلومات حاصل کر
رہتا تھا۔

"عمران ـــــ کیا تم لائن پر ہو" ـــــ چند لمحوں بعد سیکرٹ
آرنلڈ کی آواز سنائی دی۔

"نہیں ـــــ کرسی پر ہوں ـــــ ابھی ریلوے انجن نہیں بنا ہو
عمران نے جواب دیا۔

"ریلوے انجن ـــــ کیا مطلب" ـــــ آرنلڈ نے حیرت بھ
لہجے میں کہا۔ وہ یقیناً عمران کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔

"یار ـــــ مجرموں کا ریکارڈ رکھتے رکھتے تم میں حس لطافت ہی ختم
گئی ہے۔ بھئی۔ لائن پر تو ریلوے انجن اور گاڑی ہوتی ہے اور جب انسا
شادی کر لے تو پھر وہ ریلوے انجن بن جاتا ہے ـــــ اور لائن پر چڑھ جا
ہے۔ پہلے اس کے ساتھ گارڈ کا ڈبہ ہوتا ہے یعنی بیگم ـــــ اور پھر سا
ڈبوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اور ریلوے انجن بے چارہ ختم ہونے تک
انہیں کھینچتا ہوا لائن پر دوڑتا رہتا ہے۔ اس لئے میں ابھی فی الحال کر
پر ہوں لائن پر نہیں" ـــــ عمران نے پوری تفصیل سے بات سمجھا

ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ یار ـــــ تم تو بڑے گہرے مذاق کرتے ہو۔ اب مجھے
کیا پتہ ریلوے انجن نہ ہونے سے مطلب کنوارہ ہوتا ہے۔ میں تو ٹیلی فون
کی لائن کی بات کر رہا تھا" ـــــ آرنلڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ تم نے فائل ڈھونڈھ لی۔ یہاں فون لائن ڈائریکٹ ہونے
کی وجہ سے میرا کباڑہ ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہاں ـــــ مختصر بتا دیتا ہوں۔ وائلڈ ٹائیگر کا تعلق ویسٹرن کارمن
سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس کا اصل نام جان میکنزو ہے۔ تفصیلی حلیہ
معلوم نہیں ہے نہ ہی اس کا فوٹو دستیاب ہو سکا ہے ـــــ صرف
اتنا معلوم ہے کہ وہ لمبا تڑنگا نوجوان ہے۔ چہرہ بھی لمبا ہے۔ اس کی خاص
بات یہ ہے کہ اس کی آنکھوں میں ہر وقت گہری سرخی چھائی رہتی ہے۔
انتہائی خطرناک اور عیار سیکرٹ ایجنٹ ہے ـــــ اس کے ساتھ
زبردست کارنامے منسوب ہیں۔ اس نے اپنا ایک سیکشن بنا رکھا ہے۔
انتہائی اہم مشن اُسے سونپا جاتا ہے اور بس" ـــــ سیکرٹری آرنلڈ
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تھینک یو ـــــ بس اتنا کافی ہے ـــــ گڈ بائی"
عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تو یہ جان میکنزو ہی وائلڈ ٹائیگر ہے۔ اور کسی ایسے اہم مشن پر آیا ہے۔
جس کا تعلق براہ راست مجھ سے ہے" ـــــ عمران نے رسیور رکھ کر
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا فوٹو اس کی فائل میں موجود ہونا تو اسی بات پر دلالت کرتا ہے" بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر ٹیلی فون کو دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب" ——— دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"جناب ——— ایرو کلب میں ایک غیر ملکی آیا۔ اس وقت ایرو کا مالک اور دارالحکومت کا مشہور غنڈہ باربر خود کاؤنٹر پر موجود تھا۔ اس غیر ملکی نے باربر سے بات چیت کی۔ باربر نے اس کا پاسپورٹ چیک کیا ——— اس کے بعد وہ دونوں اوپر بنے ہوئے دفتر میں چلے گئے بعد میں باربر نے ایک کوٹھی اور کار مہیا کرنے کے احکامات دیئے اور پھر اسی کار میں بیٹھ کر وہ دونوں چلے گئے ——— ہوٹل سے اس غیر ملکی کا سامان بھی باربر کے حکم پر منگوایا گیا ہے۔ اور عمران پر حملہ کرنے والا باربر کا ہی آدمی تھا لیکن وہ ایک کار ایکسیڈنٹ میں مر چکا ہے" صفدر نے کہا۔

"اس کار کا نمبر ماڈل" ——— عمران نے پوچھا۔

"یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ باربر کا کوئی آدمی بھی کسی قیمت پر نہیں بکتا۔ تمام معلومات میں نے ایک ایسے آدمی سے ہتھیائی ہیں جو اس وقت

کاؤنٹر پر بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ وہ بس اتنا ہی جانتا تھا" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"اُسے عمران پر حملہ کرنے والے کے متعلق کیسے علم ہوا" ——— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"اوہ ——— سوری ——— میرا مطلب ہے کہ وہ میں نے ہوٹل سلور لینڈ کے ایک ویٹر سے معلومات حاصل کی تھیں" ——— صفدر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس غیر ملکی کی رہائش گاہ کا علاقہ تو میں نے معلوم کر لیا ہے۔ وہ گلشن ٹاؤن میں رہ رہا ہے۔ وہاں کوٹھی یقیناً اُسے باربر نے مہیا کی ہوگی۔ لیکن گلشن ٹاؤن بہت بڑا علاقہ ہے ——— وہاں ہمیں اُسے تلاش کرنا پڑے گا" ——— عمران نے کہا۔

"اگر آپ حکم کریں تو میں باربر کے کسی اہم آدمی کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دوں تاکہ اس سے معلومات حاصل کی جا سکیں" صفدر نے کہا۔

"نہیں ——— ابھی میں انہیں ہوشیار نہیں کرنا چاہتا۔ ٹھیک ہے تم واپس فلیٹ چلے جاؤ۔ فی الحال ہمارے لئے اتنی معلومات کافی ہیں" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"صفدر کی تجویز تو اچھی تھی" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ——— لیکن میرا ارادہ بدل گیا ہے۔ وائلڈ ٹائیگر کسی اہم مشن پر ہی آیا ہوگا۔ اُسے تھوڑا سا چلنے پھرنے دو تاکہ اس کا مشن سامنے آ جائے۔ اگر ہم نے اُسے فوری طور پر پکڑ لیا تو ریڈ فاکس اس مشن کے لئے

کسی اور کو بھیج دے گا۔ اور اس بار تو اتفاق سے دائلڈ ٹائیگر سامنے آ گئے پھر ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو۔ اور وہ ہماری لاعلمی میں ہی وار کرنے میں کامیاب ہو جائیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ کا اس سلسلے میں کیا پروگرام ہو گا"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم نے تیل دیکھا ہوا ہے"۔۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے پوچھا۔

"تیل۔۔۔۔۔۔ کون سا تیل۔۔۔۔۔۔ یہاں تیل کا کیا مقصد"۔ بلیک زیرو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"کوئی سا بھی تیل۔۔۔۔۔۔ سرسوں کا تیل۔۔۔۔۔۔ تلوں کا تیل۔۔۔۔۔۔ مٹی کا تیل۔۔۔۔۔۔ تارپین کا تیل۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔۔ عمران نے باقاعدہ تیل کی قسمیں گنوانی شروع کر دیں۔

"ہاں ہاں۔۔۔۔۔۔ سب تیل دیکھے ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دھار بھی دیکھی ہوئی ہے۔ اور اب تم پوچھو گے کس کی دھار۔۔۔۔۔۔ میں پہلے ہی بتا دوں۔۔۔۔۔۔ تلوار کی دھار۔۔۔۔۔۔ خنجر کی دھار۔۔۔۔۔۔ چاقو کی دھار۔۔۔۔۔۔ استرے کی دھار۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"بس بس۔۔۔۔۔۔ دیکھی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔۔" بلیک زیرو نے ایک بار پھر ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اصل دھار تم نے نہیں دیکھی۔۔۔۔۔۔ ایسا کرو۔ تیل منگا لو پھر تیل بھی دیکھو اور تیل کی دھار بھی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ

لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"تو آپ محاورہ بولنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں سمجھ گیا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا سمجھ گئے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پہلے سے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یعنی ابھی حالات دیکھو اور انتظار کرو۔۔۔۔۔۔ یہی مطلب ہوتا ہے نا اس محاورے کا"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں تیل کی بات کر رہا ہوں تم حالات کی طرف چل نکلے۔ بلیک زیرو جس بے دردی سے ہمارے ملک میں تیل ضائع ہو رہا ہے۔ اس کے لئے بہتر ہے کہ تم اپنی زندگی میں تیل بھی دیکھ لو اور اس کی دھار بھی۔۔۔۔۔۔ ورنہ بعد میں تیل کا نام ہی سنتے رہ جاؤ گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اُسے باقاعدہ نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"کمال ہے۔۔۔۔۔۔ آج تو ساری دنیا مجھے ہی ٹیلی فون کرنے پر تُل گئی ہے"۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو سپیکنگ آل سو"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بھی ایکسٹو کے لہجے میں ہی آواز سنائی دی اور عمران بُری طرح چونک پڑا۔

"کون بول رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے پناہ سخت ہو گیا۔

"ایکسٹو ــــ کیا تم بہرے ہو" ــــ دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیوں کہ لہجہ بالکل ایکسٹو والا ہی تھا۔ ادھر لاؤڈ سپیکر چونکہ فون کی باقاعدہ نشر ہو رہی تھی اس لئے بلیک زیرو کی آنکھیں بھی حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔

"فرمائیے" ــــ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"عمران کہاں ہے ــــ اسے فون پر بلاؤ" ــــ دوسری طرف سے بولنے والے ایکسٹو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کون عمران" ــــ عمران کے لہجے میں اب حیرت تھی۔ اس کا ذہن بجلی کی طرح قلابازیاں کھا رہا تھا کہ آخر یہ چکر کیا ہے۔

"وہی احمق ــــ مسخرہ ــــ اور کون عمران ــــ جس کا باورچی عزت مآب سلیمان پاشا ہے" ــــ اس بار لہجہ اور بھی سنجیدہ ہو گیا اور عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدہ کیفیت مسکراہٹ میں تبدیل ہو گئی۔

"ارے ــــ کس باورچی کی بات کر رہے ہو۔ اس بیٹر سلیمان کی جسے مونگ کی دال بھی پکانی نہیں آتی اور بن جاتا ہے شاہی باورچی" عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"یہ سلیمان پاشا کی بے عزتی ہے جناب ــــ میں آل پاکستان باورچی ایسوسی ایشن میں اس پر بھرپور احتجاج کروں گا" ــــ اس بار دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ارے ــــ تمہیں ایک بار ایکسٹو[1] کیا بنا دیا اب تم نے ہمیں

[1] اس کے لیے انتہائی دلچسپ کتاب پڑھیے "ایکسٹو۔ ایکسٹو کون"

چکر دینا شروع کر دیا" ــــ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تو ریہرسل کر رہا تھا۔ شاید حکومت کسی وقت میری اعلیٰ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے مجھے ایکسٹو بنا دے" ــــ سلیمان نے جواب دیا۔

"منہ دھو رکھو ــــ اگر حکومتیں اس طرح صلاحیتوں کا اعتراف کرتیں تو ملک میں دس لاکھ ایکسٹو موجود ہوتے۔ یہاں تو تم جیسے اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک باورچی ہی بن سکتے ہیں" ــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا صاحب ــــ کبھی تو موقع آئے گا۔ ہم صابر شاکر آدمی ہیں۔ بہرحال میں نے یہ اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے۔ کہ کچھ اجنبی سے لوگ فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں ــــ ماچس ختم ہو گئی تھی میں ماچس لینے باہر گیا تو میں نے چیک کر لیا" ــــ سلیمان نے کہا۔

"اچھا ــــ تو پھر تو واقعی تمہاری صلاحیتوں کی قدر کرنی پڑے گی۔ مقامی ہیں یا غیر ملکی۔ کتنے آدمی ہیں" ــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چار تو میں نے دیکھے ہیں ــــ ہو سکتا ہے اور بھی ہوں۔ مقامی غنڈے لگتے ہیں۔ ایک نیلے رنگ کی کار بھی موجود ہے" ــــ سلیمان نے جواب دیا۔

"کیا نمبر ہے اس کار کا" ــــ عمران نے پوچھا۔

"زیڈ۔ این۔ بی۔ تیرہ تیرہ" ــــ سلیمان نے باقاعدہ جاسوسوں کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ــــ بس سمجھ لو کہ تم ایکس بھتری بننے کے قابل ہو گئے ہو۔"

اب صرف میرے مرنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کیوں کہ ہمارے ملک میں رواج ہے کہ جو ایک بار کرسی پر بیٹھ جائے وہ پھر جیتے جی تو نہیں ہٹتا "۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"بڑا چکر دیا ہے سلیمان نے ۔۔۔۔۔ میں بھی گھبرا گیا تھا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سچ پوچھو تو اس نے میری ریڈی میڈ کھوپڑی بھی فیل کر دی تھی اگر وہ اپنا نام نہ لیتا تو شاید میں بھی اُسے نہ پہچان پاتا "۔۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کے فلیٹ کی نگرانی کرنے والے کون ہو سکتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کار کا نمبر چیک کراؤ ابھی معلوم ہو جائے گا "۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے ٹیلی فون اپنی طرف گھسیٹ لیا اور پھر اس نے سنٹرل ایکسائز کے نمبر گھمانے شروع کر دیے اُسی لمحے کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر اٹھا ۔۔۔۔۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کیوں کہ گھنٹی کی آواز کا مطلب تھا کہ رسیور روم میں کوئی میٹریل ڈالا گیا ہے۔ عمران نے دانش منزل میں ایسا سسٹم قائم کیا ہوا تھا کہ اگر کوئی چیز باہر سے منگوانی ہوتی تو لے آنے والے کو اندر آنے کی ضرورت نہ تھی گیٹ کے قریب ہی ایک چھوٹا سا کمرہ موجود تھا ۔۔۔۔۔ جس کے باہر کی طرف ایک اینٹ کو دبانے سے بڑا سا رخنہ بن جاتا تھا اور وہ چیز اس رخنے میں ڈال دی جاتی تھی ۔۔۔۔۔ چیز کے اندر آتے ہی آپریشن روم میں

گھنٹی بج پڑتی۔ اور رسیور روم میں موجود آلات اُسے چیک کر لیتے کہ وہ چیز بے ضرر ہے یا ضرر رساں۔ تھوڑی دیر بعد عمران ہاتھ میں ایک پیکٹ لئے اندر داخل ہوا۔

"تھری سی سے ٹیپ آئی ہو گی "۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑا رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔۔ وہی ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھ کر سیل شدہ پیکٹ کھولتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کار ایرو کلب کی ملکیت ہے ۔۔۔۔۔ میں نے چیک کرا لیا ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ وائلڈ ٹائیگر نے ایرو کلب کی خدمات حاصل کی ہیں۔ اب یا تو وہ مجھے قتل کرانا چاہتا ہے یا پھر اغوا ۔۔۔۔۔ دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے پیکٹ کھولتے کھولتے رک کر کہا۔

"میرے خیال میں اغوا والی صورت زیادہ قرین قیاس ہے۔ کیوں کہ ہوٹل چھوڑ کر کوٹھی میں منتقل ہونے سے تو یہی نظر آتا ہے ۔۔۔۔۔ وہ آپ کو اغوا کرا کر آپ سے کوئی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو گا "۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال درست ہے۔ چلو دیکھ لیں گے۔ تم اس ٹیپ کو ٹائپ کرلاؤ۔ اس کا کوڈ تو حل کریں "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو سر ہلا کر ٹیپ لے کر مشین روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دس منٹ بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس پر ٹیپ پر موجود گفتگو ٹائپ شدہ تھی۔ عمران نے کاغذ سامنے رکھا اور اُسے

پڑھنا شروع کر دیا۔ کوڈ کچھ نامانوس سا تھا۔ عمران سوچتا رہا۔ مختلف کوڈ حل استعمال کرتا رہا۔ اور پھر اچانک اُسے کوڈ کا حل مل گیا۔

"ارے یہ تو الفابیٹا کوڈ ہے۔ میں خواہ مخواہ گھبرا کسی قسم کے کوڈ کا سوچتا رہا"۔ ——— عمران نے کہا اور پھر ایک طرف پڑا ہوا کاغذ اٹھا کر اس نے کوڈ حل کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد تمام گفتگو حل شدہ اس کے سامنے تھی۔ تمام بات چیت میں اصل بات وہی تھی کہ ریڈ فاکس نے وائلڈ کو مطلع کیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو تمہاری وہاں آمد کی اطلاع مل گئی ہے ——— تمہاری فائل چیک کر لی گئی ہے۔ تم ہوشیار ہو جاؤ۔ پھر وائلڈ ٹائیگر نے حیرت کا اظہار کیا تھا۔ اور یہ کہا تھا کہ اب وہ پوری طرح محتاط ہو جائے گا۔

عمران نے کاغذ ایک طرف ڈالا اور پھر ٹیلی فون اٹھا کر اس نے نمبر گھمانا شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے کہا۔

"یس سر" ——— جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل کو لے کر عمران کے فلیٹ پر پہنچ جاؤ۔ وہاں کچھ لوگ عمران کو اغوا کرنے کے لئے اس کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ تم نے کوئی مداخلت نہیں کرنی بلکہ صرف نگرانی کرنی ہے ——— اگر ضرورت پڑی تو عمران تمہیں کاشن دے دے گا" ——— عمران نے کہا۔

"بہتر سر ——— ویسے کوئی کیس شروع ہو گیا ہے" ——— جولیا

نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ——— آثار تو ایسے ہی نظر آتے ہیں۔ ابھی صورت حال واضح نہیں ہے۔ صورت حال کی وضاحت کے لئے ہی میں نے عمران کو اغوا ہونے کا حکم دیا ہے" ——— عمران نے بطور ایکسٹو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ——— جولیا نے جواب دیا اور عمران نے "اوکے" کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب باقی تم سنبھالو ——— میں ذرا اس وائلڈ ٹائیگر کا حدود اربعہ معلوم کر لوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ہارپر کو جب اطلاع ملی کہ عمران اپنے فلیٹ پر موجود نہیں ہے تو اس نے اپنے مخصوص آدمیوں کو فلیٹ کی نگرانی کا حکم دیا تاکہ جس وقت بھی عمران وہاں پہنچے اُسے اغوا کر کے کوٹھی پہنچایا جا سکے۔

"مجھے اجازت دیجئے جناب ——— میں نے کلب میں ایک پارٹی کو وقت دیا ہوا ہے۔ عمران کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی ہے۔ جیسے ہی عمران وہاں پہنچا اُسے اغوا کر کے یہاں لے آیا جائے گا" ——— ہارپر نے مؤدبانہ لہجے میں دائمنڈ ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تمہارے آدمی عمران کو پہچانتے ہیں" ——— جان میکنزو نے پوچھا۔

"یس سر ——— ایک آدمی ان میں ایسا ہے جو اُسے اچھی طرح پہچانتا ہے" ——— ہارپر نے جواب دیا اور پھر دائمنڈ ٹائیگر کے سر ہلاتے ہی وہ

تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

دائمنڈ ٹائیگر اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اور وہ ان ضربوں کا احساس ہوتے ہی بُری طرح چونک پڑا ——— یہ ضربیں کلائی کی گھڑی سے نکلنے والی ایک پن کی وجہ سے تھیں۔ اس نے بڑی تیزی سے رسٹ واچ کا ونڈ بٹن دبایا اور پھر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بھاگتا چلا گیا ——— اس کا سامان ڈریسنگ روم میں رکھا ہوا تھا۔ اس نے بیگ کو کھولا اور پھر وحشیانہ انداز میں سے اس میں موجود کپڑے اور دیگر سامان نکال کر باہر پھینک دیا۔ بیگ کی سطح پر لگے ہوئے ایک کلپ کو اس نے دبایا تو سطح کسی ڈھکن کی طرح ایک طرف سے اٹھتی چلی گئی ——— اب نیچے ایک جدید ترین ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ جس کی رینج بے حد وسیع تھی۔ کلائی میں لگنے والی ضربوں کا مقصد یہی تھا کہ اس ٹرانسمیٹر پر اُسے کال کیا گیا ہے۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— ریڈ فاکس کالنگ اوور" ——— دوسری طرف سے ریڈ فاکس کی آواز مخصوص کوڈ میں ابھری۔

"یس ——— دائمنڈ ٹائیگر اٹنڈنگ اوور" ——— جان میکنزو نے بھی کوڈ میں ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دائمنڈ ٹائیگر ——— مشن کے متعلق کیا رپورٹ ہے اوور"

ریڈ فاکس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ابھی کام کا آغاز بھی نہیں ہوا جناب ——— میں حالات کا جائزہ لے رہا ہوں اوور" ——— جان میکنزو نے جواب دیا۔ ویسے وہ ریڈ فاکس کی بات

سن کر خاصا حیران ہوا تھا کہ آج ہی وہ یہاں پہنچا ہے اور آج ہی ریڈ فاکس سے رپورٹ مانگ رہا ہے۔

"تم حالات کا جائزہ لے رہے ہو اور تمہارا جائزہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے لینا شروع کر دیا ہے۔ تم ان کی نگاہوں میں ہو اوور" ـــــــ ریڈ فاکس نے انتہائی طنزیہ اور سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ـــــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے اوور"

جان میکرو کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ تمہاری فائل چیک کی گئی ہے۔ جس میں علی عمران کا فوٹو ہے اور اسی بات سے وہ مشکوک ہو گئے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے ابھی مجھے فون پر پوچھا تھا کہ میں جان میکرو کو جانتا ہوں گو میں نے انکار کر دیا ـــــــ لیکن میں نے ان سے اتنا پوچھ لیا ہے وہ فائل میں موجود فوٹو سے چونکے ہیں اوور" ـــــــ ریڈ فاکس نے کہا۔

"اوہ ـــــــ انتہائی حیرت انگیز ـــــــ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ لوگ اس قدر تیز بھی ہو سکتے ہیں اوور" ـــــــ جان میکرو نے کہا۔

"انتہائی محتاط ہو جاؤ اور جگہیں تیزی سے بدلتے رہو۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے مشن مکمل کرواؤ اوور" ـــــــ ریڈ فاکس نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب اوور" ـــــــ جان میکرو نے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کا لفظ سنتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور بیگ کی سطح برابر کرنے کے بعد اس نے سامان واپس بیگ میں ڈالا۔ اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا ـــــــ ریڈ فاکس کی طرف سے ملنے والی اطلاع نے اسے بے حد حیران کر دیا تھا وہ تصور بھی نہ کر

سکتا تھا کہ آتے ساتھ ہی اس طرح وہ نگرانی میں آجائے گا۔ باتھ روم میں داخل ہونے کے بعد اس نے ایک الماری میں سے میک اپ باکس نکالا اور اپنے چہرے پر میک اپ شروع کر دیا ـــــــ اس کے ہاتھ خاصی تیزی سے چل رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کے ہاتھ رکے تو وہ میک اپ تبدیل کر چکا تھا۔ اب وہ ایک نئے چہرے کا مالک تھا۔ اس نے لباس بدلا اور جیب میں ریوالور ڈال کر وہ دوبارہ سٹنگ روم میں آگیا تھا ـــــــ اب اس نے خود حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے میز پر پڑی ہوئی ڈائریکٹری اٹھائی اور اس میں سے پراپرٹی ڈیلرز کے نمبر چیک کرنے شروع کر دیئے ـــــــ ایک پراپرٹی ڈیلر کا نمبر چیک کرنے کے بعد اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جان میکرو نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــــ جان میکرو نے محتاط لہجے میں کہا۔

"ہاربر بول رہا ہوں جناب ـــــــ میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ میں نے اپنے آدمیوں سے رپورٹ لے لی ہے۔ ابھی تک وہ عمران وہاں نہیں پہنچا" ـــــــ ہاربر نے کہا۔

"سنو ہاربر ـــــــ اپنے آدمیوں کو وہاں سے ہٹا لو فوراً ـــــــ ہم لوگ سیکرٹ سروس کی نظروں میں آچکے ہیں اور اب ہمیں ٹریپ کیا جانے لگا۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ تمہارے آدمیوں کی وجہ سے مجھ تک پہنچ سکیں"

جان نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب ـــــــ ابھی تو کام شروع بھی نہیں ہوا اور سیکرٹ سروس کو کیسے پتہ چل گیا" ـــــــ ہاربر نے

حیرت اور گھبراہٹ سے پُر لہجے میں پوچھا۔

"تم ان کاموں کو نہیں جانتے۔ سب کچھ ممکن ہوتا ہے۔ سیکرٹ کی ہزاروں آنکھیں ہوتی ہیں۔ اور سنو ــــ میں فوری طور پر یہ کوٹھی چھوڑ رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ میرے لئے کسی ایسی جگہ کا بندوبست کرو جس کا سوائے تمہارے کسی اور کو علم نہ ہو اور کوئی ایسی کار بھی جس کا تعلق ہے یا تمہارے کسی آدمی سے نہ ہو ــــ اگر کرایہ کی کار مل جائے تو بہتر ہے" ــــ جان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ــــ میں سمجھ گیا ــــ آپ بے فکر رہیں میرے پاس ایسی جگہ موجود ہے۔ جہاں کسی کے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے۔ میں کار بھی بھیج رہا ہوں" ــــ ہاربر نے جواب دیا۔

"تم کار میرے پاس مت بھیجو ــــ مجھے صرف اس جگہ کا پتہ بتا دو اور کار وہاں بھیج دو۔ میں ٹیکسی میں وہاں پہنچ جاؤں گا" ــــ جان میکنزو نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ــــ نوٹ کر لیں۔ ماڈل ٹاؤن کوٹھی نمبر دو سو بار اے بلاک۔ کوٹھی کا گیٹ کھلا ہوا ہو گا۔ کار معہ چابیوں کے اندر موجود ہو گی" ــــ ہاربر نے فوراً ہی کہا۔

"او۔کے ــــ تمہارے پاس کوئی ایسا آدمی ہو جو ہر لحاظ سے میرا ساتھ بھی دے سکے اور کسی صورت بِک بھی نہ سکے" ــــ جان میکنزو نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"بالکل ہے جناب ــــ آپ اس معاملے میں قطعی بے فکر رہیں۔ مائیکل اور ڈیسی۔ دو سگے بھائی ہیں۔ انتہائی ذہین ــــ لڑاکے اور حکم پر جان

دینے والے۔ ان پر آپ آنکھیں بند کر کے اعتماد کر سکتے ہیں۔ اور وہ آپ کے لئے مخلص ساتھی ثابت ہوں گے" ــــ ہاربر نے جواب دیا۔

"او۔کے ــــ ان دونوں کو میرے پاس ماڈل ٹاؤن میں بھیج دو۔ یہاں سے میرا سامان بھی وہی لے جائیں گے" ــــ جان میکنزو نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ــــ ایسا ہی ہو گا" ــــ ہاربر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب میرا نام ڈاکر ہو گا۔ کیونکہ اب میں میک اپ میں رہوں گا"
جان میکنزو نے کہا۔

"او۔کے جناب" ــــ ہاربر نے کہا اور جان میکنزو نے بھی جواب میں او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب وہ ذہنی طور پر خاصا مطمئن ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے وہاں موجود آدمیوں کے انچارج کو بلایا اور اُسے احکامات دینے کے بعد وہ پیدل چلتا ہوا کوٹھی سے باہر نکل آیا ــــ مختلف سڑکوں پر پیدل چلنے کے بعد وہ ایک چوک پر پہنچا اور وہاں سے اس نے خالی ٹیکسی پکڑی اور اُسے کنگ روڈ پر لے چلنے کے لئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی کنگ روڈ کے پہلے چوک پر پہنچ گئی۔ جان میکنزو نے ٹیکسی وہیں چھوڑی اور پھر پیدل ہی عمران کے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ اب اس نے اپنے طور پر مشن کے لئے پلاننگ کر لی تھی ــــ اور وہ اس پر عمل کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔

عمران ⬭ جب فلیٹ پر پہنچا تو اُسے وہاں صرف اپنے ہی ساتھی نظر آئے۔ اور کوئی مشکوک آدمی نظر ہی نہ آر ہا تھا۔

"ایکس ٹو صاحب ——— کہیں تم نے دن میں خواب دیکھنے تو شروع نہیں کر دیئے" ——— عمران نے فلیٹ میں داخل ہوتے ہی سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دن میں خواب تو وہ دیکھتے ہیں جن کا عشق ناکام ہو گیا ہو۔ مجھے تو رات میں بھی خواب نظر نہیں آتے" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ——— اتنی نظر کمزور ہو گئی ہے تمہاری ——— کہ رات کو بھی کچھ نظر نہیں آتا" ——— عمران نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اُلّو ہی پرندہ ہے جسے رات کو نظر آتا ہے۔ اب آپ کو بھی نظر آتا ہو تو میں کیا کہہ سکتا ہوں" ——— سلیمان نے بڑے بھرپور انداز میں طنز کرتے ہوئے کہا۔

"جس پرندے کا نام تم لے رہے ہو وہ مونگ کی دال کھاتا ہے۔ یا پکاتا ہے" ——— عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"پکاتا تو بہرحال نہیں ——— کھانے کا میں نہیں کہہ سکتا"۔

سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران اس خوب صورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

ابھی اس کی ہنسی ختم نہ ہوئی تھی کہ کال بیل کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ارے دیکھو ——— کس کی انگلی میں خارش اٹھی ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سلیمان سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ایک غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اور عمران اُسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

"علی عمران آپ ہیں" ——— غیر ملکی نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ——— خاکسار کو ہی علی عمران کہتے ہیں ——— کیوں ——— کیا آپ کے ملک میں میری نوکری کا بندوبست ہو گیا ہے" ——— عمران نے مصافحے کو بڑھتے ہوئے ہاتھ کو بڑی عقیدت سے تھامتے ہوئے کہا۔

"نوکری ——— کیسی نوکری ——— میرا نام ڈاکر ہے۔ میں ایکریمیا کا ہرکارہ ہوں۔ مجھے کہا گیا تھا کہ آپ سے مل لوں" ——— آنے والے

پاک سوسائٹی

غیر ملکی نے بڑے سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ مل لیں ۔۔۔۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ جب اتنی دور سے کوئی آدمی آئے تو پھر ملنے میں کوئی حرج نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ آپ بڑے خطرناک آدمی ہیں۔ لیکن آپ کا تو کہنا رہا ہے کہ آپ انتہائی معصوم نوجوان ہیں" ۔۔۔۔ غیر ملکی نے سامنے والی کرسی پر اطمینان سے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔ بہرحال فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ کھانے پینے کی کوئی چیز پیش نہ کر سکوں گا۔ کیونکہ میرا باورچی آج کل ہڑتال پر ہے ۔۔۔۔ بس خود اپنے لئے پکاتا ہے اور خود ہی کھاتا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور غیر ملکی بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے ڈاکٹر داور سے ملنا ہے" ۔۔۔۔ غیر ملکی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر داور ۔۔۔۔ یہ کون صاحب ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"آپ انہیں نہیں جانتے ۔۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔۔ آپ کے ملک کے معروف سائنسدان ہیں۔ سنیئے۔ میرا تعلق ایکریمیا کی دفاعی لیبارٹری "زیکو" سے ہے۔ زیکو کے سربراہ سر ہیڈلے نے ایک سائنسی تجربہ کے سلسلے میں ڈاکٹر داور سے ملنا ہے ۔۔۔۔ ایکریمیا کے پاکیشیا سفارت خانے سے جب ان کا پتہ پوچھا گیا تو انہوں نے معذرت کر لی اور کہا کہ وہ حکومت کی کسی خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں۔ اس

لئے ان کا پتہ کسی کو نہیں معلوم ۔۔۔۔ البتہ انہوں نے آپ کو ریفر کیا۔ کہ پاکیشیا میں آپ ہی ایک ایسے شخص ہیں جو ڈاکٹر داور کا پتہ جانتے ہیں۔ اس پر سر ہیڈلے نے مجھے خصوصی طور پر یہاں بھیجا ہے ۔۔۔۔ اب آپ مجھے ڈاکٹر داور سے ملوا دیجئے۔ یا اگر ان سے ملنا ناممکن ہے تو ان سے فون پر بات کرا دیجئے اور اگر فون پر بھی بات نہیں ہو سکتی تو آپ ان کا فون نمبر دے دیجئے۔ تاکہ میں یہ فون نمبر سر ہیڈلے کو پہنچا دوں۔ وہ پھر خود ہی بات کر لیں گے" ۔۔۔۔ واکر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی طرف سے سر ہیڈلے کی طرف سے کوئی اتھارٹی لیٹر ہے"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا ۔۔۔۔ کیونکہ سر ہیڈلے کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔

"جی ہاں ہے ۔۔۔۔ میری رہائش گاہ پر موجود ہے"۔ واکر نے جواب دیا۔

"آپ نے رہائش گاہ کا لفظ لیا ہے۔ اس کا مطلب ہے آپ ہوٹل کی بجائے کسی پرائیویٹ جگہ پر رہ رہے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔۔ میں ہوٹل میں رہنے سے گھبراتا ہوں۔ ماڈل ٹاؤن میں میرا ایک دوست رہتا ہے۔ میں اس کے پاس رہ رہا ہوں۔ اگر آپ میرا اتھارٹی لیٹر دیکھنا چاہتے ہیں تو میں جا کر لے آتا ہوں"۔ واکر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران کا شک تو ماڈل ٹاؤن کا سنتے ہی دور ہو گیا۔ کیونکہ ظاہر ہے جان میکنزو یا وائلڈ ٹائیگر تو اس ٹاؤن میں موجود تھا ۔۔۔۔ جبکہ یہ اس سے بالکل مخالف سمت

میں موجود ماڈل ٹاؤن کا نام لے رہا تھا۔ اور پھر ظاہر ہے ایک سیکرٹ سروس کے رکن کو ڈاکٹر داور کے ٹیلی فون نمبر سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو سکتا تھا۔

"ارے ارے ——— ایسی کوئی بات نہیں ——— آپ تشریف رکھیں" عمران نے اس بار بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا اور واکر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

"آپ نے خواہ مخواہ پاکیشیا آنے کی تکلیف کی۔ سر ہیڈلے مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ مجھ سے فون پر بھی بات کر سکتے تھے" عمران نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا۔ لیکن مسئلہ ان کی بین الاقوامی عزت کا تھا۔ یہ مشورہ وہ نجی طور پر لینا چاہتے ہیں۔ انہوں نے پاکیشیا کی سفارت خانہ کے سائنسی اتاشی سے بھی نجی طور پہ بات کی تھی ——— میں نے بھی ان سے یہی بات کہی تھی کہ وہ آپ کو براہ راست فون کر لیں۔ لیکن انہوں نے فرمایا کہ دفاعی لیبارٹری ہونے کی وجہ سے ان کی کالز ٹیپ ہوتی ہیں اور وہ فون پہ بات کر کے اپنا بھرم یا دوسرے لفظوں میں سائنسی عزت سمجھ لیں خراب نہیں کرنا چاہتے ——— اس لئے انہوں نے مجھے کہا اور میں بھی ایک نجی ٹور پہ یہاں آیا ہوں۔ ویسے اگر آپ کو مزید شک ہو تو آپ سر ہیڈلے سے براہ راست بات کر لیں لیکن ڈاکٹر داور یا فارمولے کے سلسلے میں کوئی بات نہ کریں۔ میرے متعلق بے شک پوچھ لیں" ——— واکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں تو غریب آدمی ہوں جناب ——— ایکریمیا کال کرنے پہ جو

سی رقم خرچ آجائے گی" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ——— اگر ایسی بات ہے تو آپ میری رہائش گاہ پہ چلیں وہاں سے فون کر لیں ——— بلکہ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ آپ براہِ راست انہیں بھی فون نمبر بتا سکتے ہیں۔ میں اٹھ کر باہر چلا جاؤں گا۔ کیونکہ بہرحال خفیہ لیبارٹری میں ڈاکٹر داور کام کرتے ہیں" ——— واکر نے کہا۔

"ارے ہاں ——— یہ ٹھیک رہے گا۔ آپ کا باورچی تو ہڑتال پہ نہیں ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ——— ایسی کوئی بات نہیں" ——— واکر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"شکر ہے ——— اللہ تعالیٰ بیشک مسبب الاسباب ہے۔ میں نے دوروز سے کھانا تو ایک طرف چائے تک نہیں پی" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور واکر ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آپ کے پاس کار تو یقیناً ہو گی" ——— عمران نے فلیٹ کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— میں ٹیکسی پہ آیا ہوں" ——— واکر نے جواب دیا۔

"مارے گئے ——— پھر تو پیٹرول کی رقم ہی اتنی بن جائے گی کہ میں وہاں سے فون ایکریمیا کر سکتا ہوں" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہاں اتنا مہنگا پٹرول ہے۔ حیرت ہے۔ بہرحال آپ چلیں ٹیکسی کا کرایہ میں ادا کردوں گا"۔۔۔۔ واکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔۔ اس دور میں بھی حاتم طائی پیدا ہو رہے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ واکر سمیت سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آگیا۔ فلیٹ کے باہر کھڑے ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک خالی ٹیکسی انہیں مل گئی۔۔۔۔ اور واکر نے اسے ماڈل ٹاؤن چلنے کے لئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"آپ بھی زیکو میں کام کرتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے واکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔۔۔۔ میں سر جیڈلے کا سپیشل اسسٹنٹ ہوں"۔ واکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔۔۔۔ پھر تو آپ بھی سائنسدان ہوں گے"۔۔۔۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔۔۔۔ میں نے طبیعات میں آر کو پی کیا ہے۔ سپیشلائزڈ میرا خاص موضوع ہے"۔۔۔۔ واکر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"آر کو پی میں تو مسٹر بنجمن نے بڑی شہرت حاصل کی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں"۔۔۔۔ واکر نے مختصر سا جواب دیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ اور عمران کی پیشانی پر ایک لمحے کے لئے چند لکیریں ابھریں اور پھر غائب ہو گئیں۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ماڈل ٹاؤن کے پہلے چوک پر پہنچ گئی۔

"کہاں جانا ہے صاحب"۔۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مڑ کر پوچھا۔

"اے بلاک کوٹھی نمبر دو سو بارہ"۔۔۔۔ واکر نے جواب دیا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ اور پھر ایک چھوٹی سی نو تعمیر شدہ کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ کر اس نے گاڑی روک دی۔۔۔۔ گیٹ پر دو سو بارہ اے کا ہندسہ چمک رہا تھا۔ واکر نیچے اترا تو عمران بھی اتر آیا۔ واکر نے میٹر دیکھ کر جیب سے ایک نوٹ نکال کر ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور ڈرائیور نے جیب سے چینج نکال کر واپس دیا جسے واکر نے لے کر جیب میں ڈال لیا۔۔۔۔ اور پھر وہ گیٹ پر لگے ہوئے آڈیو فون سسٹم کے بیل بٹن کی طرف بڑھا اس نے بیل بٹن دبا دیا۔

"کون ہے"۔۔۔۔ بیل بٹن کے ساتھ لگے ہوئے سپیکر سے ایک کرخت آواز ابھری۔

"واکر"۔۔۔۔ واکر نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"او کے سر"۔۔۔۔ فوراً ہی دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا اور پھر پھاٹک میکانکی انداز سے خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"آیئے جناب"۔۔۔۔ واکر نے کہا اور عمران خاموشی سے سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ پورچ میں سرخ رنگ کی ایک کار موجود تھی۔ اور کار کے قریب ہی دو لمبے تڑنگے افراد نیلے رنگ کی یونیفارم میں ملبوس کھڑے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر سے عیاری اور خباثت صاف جھلک رہی تھی۔ دونوں مقامی تھے۔

"میرا کمرہ کھلا ہوا ہے نا"۔۔۔۔ واکر نے ان کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

"جی ہاں ——— آئیے" ——— ان میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر ان دونوں کے آگے آگے چلنے لگا جب کہ دوسرا آدمی پیچھے تھا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ سٹنگ روم لگتا تھا۔

"تشریف رکھیے جناب علی عمران صاحب" ——— ڈاکر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری ——— آپ مجھے کم از کم پہلے بتاتے میں ساتھ ہی لے آتا۔ اب پھر مجھے جانا پڑے گا" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ——— ڈاکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تشریف کی بات کر رہے ہیں نا۔ وہ میرے پاس ہوتی تو اُسے رکھوں" ——— عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور ڈاکر بے ہنس پڑا۔

نیلی وردیوں میں ملبوس دونوں افراد بھی عمران کی بات سن کر مسکرا دیئے۔

"میرا مطلب تھا بیٹھ جائیے" ——— ڈاکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اچھا اچھا ——— بیٹھئے بیٹھ گیا" ——— عمران نے ایک بڑے اطمینان سے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے ——— کیا آپ سرداور کا پتہ بتا رہے ہیں"

"سر ہیڈلے کو فون کریں گے" ——— ڈاکر نے اس بار قدرے

لہجے میں کہا۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ آخر ولیسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کو یکایک سرداور سے کیوں دلچسپی ہو گئی ہے" ——— عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات کا ڈاکر پر بڑا شدید ردعمل ہوا وہ یک لخت چونک پڑا۔

"ولیسٹرن کارمن سیکرٹ سروس ——— کیا مطلب" ——— ڈاکر نے اپنے آپ کو فوری طور پر سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں البتہ اب تک حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"مسٹر جان ہیگز عرف ڈائمنڈ ٹائیگر صاحب ——— ابھی آپ فن میک اپ میں طفل مکتب ہیں۔ آپ نے اپنے طور پر میک اپ بہت اچھا کر رکھا ہے۔ لیکن شاید آپ بھول گئے کہ آپ کی آنکھوں میں موجود سرخی میک اپ کا بھانڈا پھوڑ دیتی ہے" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تم مجھے پہچان گئے" ——— ڈاکر نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکال لیا۔ اس کے ریوالور نکالتے ہی نیلی وردیوں میں ملبوس دونوں افراد کے ہاتھوں میں بھی ریوالور نظر آنے لگے۔

"اب تھوڑی پہچانا ہوں جب تم میرے فلیٹ میں داخل ہوئے تھے۔ اسی وقت پہچان گیا تھا ——— چونکہ مجھے معلوم تھا کہ تمہیں مجھے اغوا کر کے لے جانے میں خاصی تکلیف ہو گی اس لئے میں خود چلا آیا" ——— عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور جان ہیگز و

کے چہرے پہ ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ شاید ایسی سچوئیشن میں عمران کے اطمینان پہ حیران تھا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں تمہیں اغوا کرنا چاہتا ہوں؟" جان میکنزو نے پوچھا۔

"تمہارے مقامی دوست میرے فلیٹ کی نگرانی کر رہے تھے۔ پہلے شاید تم نے میرے اغوا کے لئے ان کی خدمات حاصل کی تھیں۔ پھر شاید تم نے خود ہی ہیرو بننے کا فیصلہ کر لیا ــــ پھر سر ہیڈلے کی بات اور ڈاکٹر داور کا مسئلہ میں سمجھ گیا کہ تم یہ سب اس کام کے لئے بہانہ تراش رہے ہو۔ اور یہ بات بھی میں جانتا ہوں کہ تم نے صرف سر ہیڈلے اور آرکومی کے نام ہی سنے ہوئے ہیں ــــ کیوں کہ سر ہیڈلے کو ایک سال ہو گئے ہیں فوت ہوئے اور آرکومی طبیعات کا مضمون نہیں بلکہ کیمیا کلب ہے۔ اور سنو گے؟" ــــ عمران نے باقاعدہ دلائل دینے شروع کر دیئے

"حیرت انگیز ــــ تم واقعی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو" جان میکنزو نے کہا۔

"اور یہ بھی بتا دوں کہ تم اس کوٹھی میں پہلی بار آئے ہو۔ اور شاید اس کوٹھی کا بندوبست ایڈولف کے ہاربر نے کیا ہوگا۔ اس سے پہلے تم گلشن ٹاؤن میں مقیم تھے ــــ یہ دونوں افراد بھی ہاربر کی طرف سے تمہاری خدمت کے لئے بھیجے گئے ہیں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم انہیں جانتے ہو؟" ــــ جان میکنزو نے کہا۔

"نہیں ــــ البتہ ان کی کلائیوں پہ ایرو کا مخصوص نشان موجود

عمران نے یوں جواب دیا جیسے وہ شرلاک ہومز کا بھی استاد رہا ہو۔

"اوہ ــــ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ اور ضرورت سے زیادہ جانتے ہو۔ بہرحال اب مزید تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنی شہ رگ کٹنے سے بچالو تو مجھے ڈاکٹر سر داور کا پتہ بتا دو۔ تم یقین رکھو کہ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا" ــــ جان میکنزو نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"کیا واقعی تم سر داور کا پتہ معلوم کرنا چاہتے ہو اور بس" عمران نے پوچھا۔

"ہاں ــــ صرف اتنی سی بات ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ میرا نام وائلڈ ٹائیگر ہے۔ میں پتھروں کو بھی بولنے پہ مجبور کر دیتا ہوں" ــــ جان میکنزو نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ــــ یہ پتھر کون سی زبان بولتے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی پتھریلی زبان ہوگی" ــــ عمران نے مضحکہ اڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو عمران ــــ میں تمہاری ذہانت کا قدردان ہو گیا ہوں۔ اس لئے میں تمہیں اتنا موقع بھی دے رہا ہوں۔ ورنہ میں زبان سے زیادہ ہاتھ چلانے کا قائل ہوں" ــــ جان میکنزو نے غراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ــــ سائیکل چلانا ــــ کار چلانا تو سنا تھا۔ اب یہ ہاتھ بھی چلنے لگ گئے ہیں۔ خوب اچھی ایجاد ہے ولیسٹرن کا ذہن کی" عمران کا لہجہ بدستور مضحکہ اڑانے والا تھا۔

"تو تم اپنے آپ نہیں بتاؤ گے" ــــ جان غراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پہ یک لخت کرختگی کے بے پناہ آثار ابھر آئے تھے۔ آنکھوں

میں پھیلی ہوئی سرخی اور گہری ہو گئی تھی۔

"تمہارے کیا نام ہیں دوستو ــــــ کم از کم تعارف تو ہو ہی جائے"

عمران اُسے جواب دینے کی بجائے نیلی وردیوں سے مخاطب ہو گیا۔

مگر دوسرے لمحے اس نے تیزی سے قلابازی کھائی اور اچھل کر کرسی کی پشت پر پہنچ گیا۔ جان میکنزو کو قہقہہ مارنے کی حسرت ہی رہ گئی۔

"ارے ارے ــــــ اتنی بھی کیا جلدی ــــــ چائے وائے پلواؤ ــــــ کچھ کیا تا بھی ہو جائے۔ تو زیادہ بہتر ہے۔ بتا دوں گا" ــــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ مگر بات ختم کرتے ہی وہ تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ اور جان میکنزو کے ریوالور سے نکلنے والی گولی اس کے پہلو کے قریب سے ہوتی گزر گئی ــــــ اس کے بعد تو عمران کو مسلسل ناچنا پڑ گیا۔ کیوں کہ جان میکنزو پر تو شاید دورہ سا پڑ گیا تھا وہ بجلی کی سی تیزی سے ٹریگر دبائے چلا جا رہا تھا۔ مگر عمران کا جسم اس قدر تیزی سے حرکت میں تھا کہ ایک گولی بھی اُسے نہ چھو سکی ــــــ اور جب ریوالور سے گولی کے دھماکے کی بجائے ٹرچ کی آواز نکلی تو جان میکنزو نے جھلا کر ریوالور ہی عمران پر مار دیا۔ جسے عمران نے یوں کیچ کیا جیسے وہ گراؤنڈ میں کھڑا کیچ کرنے کی پریکٹس کر رہا ہو۔

"باس ــــــ حکم ہو تو میں اسے ڈھیر کر دوں" ــــــ اسی لمحے ایک نیلی وردی والے نے جان میکنزو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ــــــ ٹھہرو ــــــ یہ ڈائمنڈ ٹائیگر کی توہین ہے کہ وہ اپنا شکار دوسرے کے حوالے کر دے" ــــــ جان میکنزو نے چیخ کر کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔ خنجر

کی ساخت ہی بتاتی تھی کہ اُسے مخصوص طور پر تیار کیا گیا ہے۔ اور جان میکنزو کے خنجر پکڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ خنجر زنی میں خاص مہارت رکھتا ہے۔ وہ خنجر کو تیزی سے دائیں بائیں ہاتھوں میں منتقل کرتا ہوا قدم بہ قدم عمران کی طرف بڑھنے لگا ــــــ جب کہ عمران اُسی طرح اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا۔

"سنو جان میکنزو ــــــ تم سیکرٹ سروس کے رکن ہو عام مجرم نہیں ہو۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ مجھے اس بات پر مجبور نہ کرو کہ میں تمہارے ساتھ عام مجرموں جیسا سلوک کر دوں" ــــــ اس بار عمران کے لہجے میں بھی غراہٹ کا عنصر ابھر آیا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسی سنجیدگی طاری ہو گئی تھی کہ جان میکنزو کے قدم خود بخود رک گئے۔

"مجھے سردار کا پتہ بتا دو ورنہ" ــــــ جان میکنزو نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"تم ان کا پتہ معلوم کر کے کیا کرو گے۔ تمہارا ریڈ فاکس چاہتا تو براہ راست ایکسٹو کو فون کر کے بھی پتہ معلوم کر سکتا تھا۔ ویلسٹرن کارمن کے ساتھ ہمارے ملک کے بہترین دوستانہ تعلقات موجود ہیں ــــــ پھر یہ سب چکر کیوں چلایا گیا ہے" ــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم یہ سب باتیں جاننے کے باوجود اتنے اطمینان سے یہاں چلے آئے" ــــــ ایک بار پھر جان میکنزو کے لہجے میں حیرت ابھر آئی تھی۔

"سنو جان میکنزو ــــــ میرا نام علی عمران ہے۔ یہ تمہارے مقامی

چوہے ہو اور تم خود میری مرضی کے بغیر دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتے تم نے اپنی گولیوں کا حشر دیکھ لیا ــــ اس کے باوجود میں جب بھی چاہوں ایک لمحے میں تم تینوں کو مفلوج کر دوں۔ اور اس کے علاوہ یہ کوٹھی سیکرٹ سروس کے گھیرے میں ہے۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ تمہارے ارادوں کے علم کے باوجود میں احمقوں کی طرح تمہارے ساتھ چل کر آ جاؤں گا" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ــــ تم مجھے ڈاج نہیں دے سکتے۔ میں تمہیں صرف ایک منٹ مزید دے سکتا ہوں ــــ سر داور کا پتہ بتا دو" جان میکنزو نے جواب دیا۔ لیکن اس بار اس کے لہجے میں کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

"جاسوسی تمہارے بس کا روگ نہیں ہے وائلڈ ٹائیگر صاحب۔ تم ایسا کرو اس چاقو سے جا کر چڑیاں ذبح کیا کرو" ــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گولی مار دو ــــ اسے گولی مار دو" ــــ جان میکنزو عمران کی بات پر اتنا مشتعل ہوا کہ بے اختیار چیخ پڑا۔ اس نے وہاں موجود مقامی افراد کو حکم دیا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں جان میکنزو کا حکم پا کر حرکت میں آتے ــــ عمران بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور دوسرے لمحے جیسے برق کوندتی ہے۔ اس طرح ان دونوں افراد پر جا پڑا اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھلے اور ان میں سے ایک جان میکنزو پر گرا ــــ جب کہ دوسرا مخالف سمت کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ دوسرے لمحے عمران کا جسم ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ اور اس بار جان میکنزو سے ٹکر

والے کی گردن کے گرد اس کے دونوں پیر قینچی کی صورت میں پڑے۔ اور عمران نے تیزی سے اپنے جسم کو حرکت دے کر اُسے اپنے ساتھی پر اچھال دیا ــــ اسی لمحے دھماکے کے ساتھ ساتھ ایک زوردار چیخ بلند ہوئی۔ اور جسے عمران نے اس کے ساتھی پر پھینکا تھا۔ وہ چیختا ہوا فرش پر دھم سے گرا۔ دراصل اس کا ساتھی عمران کا نشانہ لے رہا تھا۔ لیکن عمران کی پھرتی اور تیزی کی وجہ سے عمران کی بجائے اس کا ساتھی اس پر جا گرا ــــ اور یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہو گیا کہ وہ فائر نہ روک سکا اور ریوالور سے نکلنے والی گولی اس کے اپنے ساتھی کے سینے میں گھستی چلی گئی۔

عمران جان میکنزو کے ساتھی کو اچھالتے ہی تیزی سے مڑا۔ اور اس کا یہ مڑنا اس کی جان بچا گیا کیوں کہ اس طرح وہ جان میکنزو کے چاقو کے وار سے بال بال بچ گیا ــــ کیوں کہ جان میکنزو نے بڑی مہارت سے عمران پر چاقو کا وار کر دیا تھا۔ لیکن عمران ایسے داؤ پیچ تو کھیل ہی سمجھتا تھا۔ چنانچہ چاقو کا وار بچانے کے ساتھ ساتھ عمران نے اپنے جسم کو دائیں طرف جھکاتے ہوئے جان میکنزو کا چاقو والا ہاتھ پکڑا ــــ اور اس کے بعد جیسے ہی وہ نیچے کو جھکا۔ جان میکنزو ایک زوردار جھٹکے سے اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اپنے ساتھی کے عین اوپر جا گرا۔ جو اپنے ہی بھائی کے سینے میں گولی اتار کر ششدر کھڑا تھا ــــ عمران نے جان میکنزو کو جھٹکا اس انداز میں دیا تھا کہ جان میکنزو کا چاقو والا ہاتھ اسی طرح اکڑا رہ گیا۔ اور پھر پلک جھپکنے میں جیسے ہی جان میکنزو اپنے ساتھی پر گرا۔ اس کا چاقو اپنے ہی ساتھی کے سینے میں گھستا چلا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

ایک اور انسانی چیخ بلند ہوئی اور جان میکنزو تڑپ کر سیدھا ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"میں ان دونوں کی ہلاکت سے بری الذمہ ہوں جان میکنزو ——— ایک کو تم نے قتل کیا ہے اور دوسرے کو اس کے اپنے ساتھی نے"۔

عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور جان میکنزو خاموش کھڑا یوں حیرت اور خوف کے ملے جلے انداز سے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی انسان کی بجائے کسی مافوق الفطرت آدمی کو دیکھ رہا ہو ——— کیوں کہ زیادہ سے زیادہ چند سیکنڈ میں عمران نے اس کے دونوں ساتھی اپنے ہی ہاتھوں سے ہلاک کرا دیئے تھے۔ اور اسے خود خراش تک نہ آئی تھی۔

"تت ——— تت ——— تم انسان نہیں ہو"۔ ——— جان میکنزو کے منہ سے کافی دیر بعد ٹوٹے ہوئے الفاظ نکلے۔

"ارے ——— تم تو ڈر گئے۔ اب" "اتنا بھی بدصورت نہیں ہوں میں"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ ناممکن ہے ——— میں اپنے آپ کو مارشل آرٹ میں سب سے بڑا ماہر سمجھتا تھا۔ لیکن تمہارے مقابلے میں واقعی میری کوئی حقیقت نہیں ہے"۔ ——— جان میکنزو نے اپنے آپ پر کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے الفاظ اس کے منہ سے خود بخود نکلتے جا رہے ہوں۔

"تو پھر دوستی کر لو جان میکنزو صاحب"۔ ——— عمران مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور جان میکنزو نے بالکل مشینی انداز میں آگے بڑھ کر عمران کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ دراصل ذہنی طور پر شکست کھا چکا تھا۔ اس لئے اب اس میں قوت مدافعت نہ رہی تھی۔

"اب اطمینان سے بیٹھو ——— اور مجھے بتاؤ کہ آخر سردا ور کے پیچھے کی تمہیں کیوں ضرورت پڑ گئی"۔ ——— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہماری قومی لیبارٹری میں ایک جنگی فارمولے پر کام ہو رہا ہے۔ اس فارمولے میں ایک ایسی الجھن آپڑی ہے جسے ہمارے ملک کے سائنسدان حل کرنے سے قاصر ہیں ——— ہمیں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں ایک سائنسدان ایسا ہے جو اس مضمون میں سپیشلسٹ ہے۔ اور وہ ہیں پاکیشیا کے سردا ور۔ لیکن اب مسئلہ یہ آن پڑا ہے کہ ہم اس فارمولے کو دنیا پر ظاہر نہیں کر سکتے ——— اگر ریڈ فاکس آپ سے براہِ راست گفتگو کرتا تو بات پھیل سکتی تھی۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ سردا ور کا پتہ خفیہ طور پر معلوم کیا جائے اور پھر اس الجھن کے لئے سردا ور کی خدمات حاصل کی جائیں ——— اور انہیں راضی کیا جائے کہ وہ ہمارے سائنسدانوں سے کوڈ ورڈز میں گفتگو کر کے اس مسئلے کو حل کریں۔ اس کے لئے چاہیے وہ ہمارے ملک میں معزز مہمان کے طور پر تشریف لے آئیں لیکن ہمارے سائنس دانوں کو یہاں بلا لیں ——— وہ چوں کہ ایک انکس دان ہیں اس لئے ہمیں یقین تھا کہ وہ اس مسئلے میں ہماری دلچسپی کریں گے اور پیشہ وارانہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ اس

فارہولے کو کسی پر ظاہر بھی نہ کر سکے۔ لیکن سردادر کا پتہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ صرف اتنا پتہ چل سکا کہ پاکیشیا کے علی عمران کو ان کا پتہ معلوم ہے ـــــ چنانچہ مجھے یہاں بھیجا گیا۔ کہ میں تم سے سردادر کا پتہ اور فون نمبر معلوم کر کے ان سے براہِ راست ملوں یا ٹیلی فون پر۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ علی عمران یعنی تم ایک عام سے آدمی ہو اور کبھی کبھی سیکرٹ سروس کی امداد کر کے اپنی روزی کما رہے ہو" ـــــ جان میکنزی نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی میں سیکرٹ سروس کا مخبر ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی سمجھ لو" ـــــ جان میکنزی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اب اس کے اعصاب نارمل ہو چکے تھے۔

"چنانچہ تم اپنے طریقہ کار کے مطابق یہاں آ گئے۔ مقامی بدمعاش کرایہ پر لئے اور مجھے اغوا کر کے یہاں لائے تاکہ مجھ سے پتہ معلوم کر سکو ـــــ یہی بات ہے نا؟" ـــــ عمران نے کہا۔

"بالکل یہی بات ہے۔ اور میں اپنے اس طریقہ کار پر اب تمہاری طرح شرمندہ ہوں" ـــــ جان میکنزی نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں شرمندہ ہونے والی کوئی بات نہیں۔ سیکرٹ ایجنٹوں کی ٹریننگ ہی ایسی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے تو میں سیکرٹ ایجنٹ بننے پر تیار نہیں ہوتا بلکہ مخبری پر گزارا کر رہا ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں ہے" ـــــ جان میکنزی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں بھائی ـــــ میں ایسے چکروں میں نہیں پڑا کرتا۔ میں تو بس روٹی کماتا ہوں اور میرا باورچی سلیمان اسے پکاتا ہے اور پھر تمہارے جیسے مہمان آ کر اسے کھا جاتے ہیں" ـــــ عمران نے بڑے معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب ان لاشوں کا کیا ہوگا" ـــــ جان میکنزی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ یقیناً باربر کے آدمی ہوں گے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ اسی کے آدمی ہیں" ـــــ جان میکنزی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے ـــــ خود ہی ان کے کفن دفن کا خرچہ کرتا پھرے گا۔ ہمارے پاس رقم فالتو نہیں ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں سردادر سے ملاتا ہوں۔ تاکہ تمہارا مسئلہ حل ہو" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جان میکنزی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چلنے لگا البتہ اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرانے لگی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

سر داور اپنے دفتر میں بیٹھے کسی اہم فائل کے مطالعے میں مصروف تھے کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ـــــ انہوں نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ سر داور نے میکانکی انداز میں کہا۔ ان کی نظریں ابھی تک فائل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"اگر آپ یس کے ساتھ سر بھی لگا دیتے تو کم از کم میں فخر کے ساتھ تو کہہ سکتا تھا کہ دنیا کا ایک بڑا سائنسدان مجھے یس سر کہتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے لوگ ادب آداب ہی بھول گئے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے ایک چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور سر داور کے سنجیدہ چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑتی چلی گئی۔

"اوہ ـــــ تو عمران بول رہے ہیں۔ خادم کو کیسے یاد فرما

جناب نے" ـــــ سر داور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ـــــ یہ تو بہت وزنی آداب ہیں۔ اتنا بوجھ تو میرے جیسا نحیف و نزار آدمی اٹھا بھی نہیں سکتا" ـــــ دوسری طرف سے عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور سر داور قہقہہ مار کر ہنس دیئے۔

"میں جانتا ہوں تم جتنے نحیف و نزار واقع ہوئے ہو۔ بہرحال آج کیسے یاد کر لیا" ـــــ سر داور نے ہنستے ہوئے کہا۔ سر داور عام طور پر انتہائی سنجیدہ قسم کے آدمی تھے۔ اور قہقہہ تو ایک طرف ان کے گھر والوں نے ان کے چہرے پر کبھی مسکراہٹ نہ دیکھی تھی ـــــ لیکن عمران ایک ایسی شخصیت تھی جس سے بات کرتے ہوئے وہ بچوں کی طرح کھل کر ہنسنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

"سنا ہے آج کل آپ حکومت سے لمبی تنخواہیں مار رہے ہیں۔ میرا فنانسر ملک سے باہر ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ کو ہی اپنا فنانسر سمجھ لوں" ـــــ عمران کی آواز سنائی دی اور سر داور ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"میں جانتا ہوں تمہارے فنانسر کو ـــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض کی بات کر رہے ہو نا" ـــــ سر داور نے کہا۔

"بالکل ـــــ کیوں کیا اس نے آپ سے شکایت کی تھی۔ پلیز مجھے اس کا ادھار واپس کرنے کے لئے نہ کہیے۔ آج کل مجھ پر معاشی میدان بڑا تنگ ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں جواب دیا اور سر داور اس کی بات پر ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"اچھا ـــــ نہیں کہتا ـــــ بولو کتنی رقم چاہیئے" ـــــ سر داور

نے کہا۔

"جتنا کمیشن بن جائے۔ میں بڑا ایماندار ٹائپ کا کمیشن ایجنٹ ہوں ایک دھیلا بھی کمیشن سے زیادہ نہیں لیتا"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کمیشن ۔۔۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔۔ سر داور نے واقعی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جناب ۔۔۔۔ آپ کے لئے میں نے ایک پارٹی ڈھونڈھی ہے۔ امید ہے کافی بڑا سودا ہو جائے گا۔ اور مجھے بھی کچھ اچھا ہی کمیشن ملے گا۔ ویسے اب میں نے کمیشن کے ریٹ بڑھا دیئے ہیں۔ اب پانچ فیصد کمیشن ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"یہ کیا چکر چلا رہے ہو تم ۔۔۔۔ کیسا سودا ۔۔۔۔ کیسا کمیشن"۔

سر داور اب پوری طرح سنجیدہ ہو چکے تھے:

"ارے ارے ۔۔۔۔ اتنا بڑا سودا نہیں ہے جتنی آپ کے لہجے سے سنجیدگی ٹپکنے لگی ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ویسٹرن کارمن کے سائنسدانوں کو ایک فارمولے میں آپ کی امداد کی ضرورت پیش آگئی ہے ۔۔۔۔ چنانچہ میں نے کمیشن بنانے کے لئے سودا کر لیا۔ پورے دس لاکھ روپے میں سودا ہوا ہے۔ ان کا آدمی میرے پاس پہنچ چکا ہے۔ اب آپ وقت دیں تو آپ سے مل کر سودا فائنل کر دیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ویسٹرن کارمن کے سائنسدانوں کو میری امداد اور سودا بازی۔ آخر یہ کیا بکواس ہے ۔۔۔۔ کیا شرارت کے لئے میں ہی رہ گیا تھا"۔ سر داور نے مصنوعی طور پر غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کیونکہ اب

بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ عمران شرارت کر رہا ہے۔

"بکواس اور شرارت کے لئے آپ کی امداد کی ضرورت نہ پڑتی اس کے لیے تو میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ واقعی ایک سائنسی فارمولے میں آپ کی امداد کی ضرورت ہے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"کھل کر بات کرو ۔۔۔۔ آخر چکر کیا ہے۔ میرا وقت بے حد قیمتی ہے"۔ سر داور نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے قیمت بھی زیادہ لگائی ہے پورے دس لاکھ روپے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"میں فون بند کر رہا ہوں"۔۔۔۔ سر داور نے اس بار واقعی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔۔ میرا کمیشن مارا جائے گا ۔۔۔ پلیز"۔ عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ٹھیک طرح بتاؤ ۔۔۔۔ کیا چکر ہے"۔۔۔۔۔ سر داور نے کہا۔

"آپ ملاقات کا کوئی وقت دے دیجئے۔ ایک صاحب ویسٹرن کارمن سے آئے ہیں۔ آپ سے بات چیت کرنی ہے"۔ عمران کے لہجے میں اس بار سنجیدگی تھی۔

"کس سلسلے میں"۔۔۔۔ سر داور نے پوچھا۔

"کسی سائنسی فارمولے میں آپ کی امداد کی ضرورت ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــــ مگر میں تو ایک اہم کام میں مصروف ہوں۔ ایک دو بجے ......" ـــــــ سر داور نے شاید ٹالنا چاہا تھا۔

"ارے ارے ـــــــ اتنا لمبا وقت نہ دیں۔ میں تو غریب آدمی ہوں اتنے لمبے عرصے تک مہمانداری نہیں کر سکتا۔ سلیمان تو مجھے بھی گھر نکال دے گا" ـــــــ عمران نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــــ ٹھیک ہے ـــــــ بولو کہاں ملاقات ٹھیک رہے؟" سر داور نے سوچا کہ عمران جب خود اس ملاقات میں دلچسپی لے رہا ہے تو ظاہر ہے وہ اب پیچھا نہ چھوڑے گا۔

"اگر آپ میرے فلیٹ پر تشریف لے آئیں تو ایک کپ چائے پلا سکتا ہوں۔ یقین جانئے بڑی مفلسی کا زمانہ ہے" ـــــــ عمران نے دینے والے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی شیطان ہو۔ اچھا ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں" سر داور نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے فائل بند کر کے اُسے الماری میں رکھا اور ایک طرف سٹینڈ پر لٹکا کوٹ پہننے میں مصروف ہو گئے ـــــــ ویسے ان کے ذہن میں یہی گردش کر رہا تھا کہ کوئی الٹا ہی چکر ہو گا۔ ورنہ عمران کی معرفت سائنسی میں امداد کی بات ان کے پلے نہ پڑ رہی تھی۔ لیکن اب بہرحال جانا تو اس لئے وہ جانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

سر داور جیسے بین الاقوامی شہرت یافتہ سائنسدان سے آپ اتنی بے تکلفی کیسے ہو گئی" ـــــــ جان میکنرو نے حیرت بھرے لہجے عمران سے پوچھا۔ ظاہر ہے سر داور سے عمران نے فون پر جس قسم کی گفتگو کی تھی اس کے بعد اس کی حیرت بجا تھی۔ عمران اُسے ماڈل ٹاؤن کی کوٹھی سے اپنے فلیٹ پر لے آیا تھا ـــــــ اور یہاں آ کر اس نے اس کے سامنے سر داور سے فون پر گفتگو کی تھی۔

"اسی بے تکلفی کی وجہ سے تو وہ بین الاقوامی شہرت کے سائنسدان بنے ہیں۔ ورنہ کہیں گھاس کھودتے پھرتے" ـــــــ عمران نے جواب دیا۔

"گھاس کھودتے پھرتے ـــــــ میں سمجھا نہیں" ـــــــ جان میکنرو کی آنکھیں اور چوڑی ہو گئیں۔

"یار ـــــــ ایک تو تم بات کم سمجھتے ہو۔ سر داور پہلے بھینسوں کا

کاروبار کرتے تھے ۔ اور مجھ سے بے تکلف نہ تھے ۔ ایک دن میں نے بڑ
سے انہیں اتنا بے تکلف کر لیا کہ انہوں نے اپنی ساری بھینسیں مجھے تحفے
دے دیں ____ اور جب وہ دوبارہ تکلف میں آئے تو بے تکلفی پر
پر غور کرتے کرتے کسانمسدان بن گئے ۔ اب اگر بے تکلفی درمیان میں
تو ظاہر ہے کہیں گھاس کھود رہے ہوتے اپنی بھینسوں کے لئے "
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور جان میکنز
قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔

" تمہاری کتنی بھینسیں ہیں " ____ عمران نے بڑے سنجیدہ لہ
پوچھا ۔ اور جان میکنزو ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔

" اب مجھے سمجھ آگئی ہے کہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں " ____ جا
نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" ہو گیا ناں نقصان ____ جہاں سمجھ آنی چاہیئے وہاں نہیں آتی او
نہیں آنی چاہیئے وہاں آجاتی ہے " ____ عمران نے یوں منہ بنات
کہا جیسے اس کا زبردست کاروباری نقصان ہو گیا ہو ۔ اور جان
مستقل ہنستا چلا گیا ۔

اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا ۔ ٹرالی پر چائے او
بسکٹ موجود تھے ۔

" یہ جناب ہز ہائی نس سلیمان پاشا ہیں ۔ آل ورلڈ باورچی ایسوسی ای
کے آنریری صدر " ____ عمران نے باقاعدہ سلیمان کا تعارف کر
ہوئے کہا ۔

" آنریری نہیں جناب ____ مکمل صدر ہوں ۔ اگر آپ کہیں تو اند

کمرے سے سرٹیفکیٹ لا کر دکھاؤں " ____ سلیمان نے بڑے سنجیدہ
لہجے میں کہا ۔

" ارے ارے ____ مفت دکھا دو گے سرٹیفکیٹ ____ ایسا کرو کہیں
اس سرٹیفکیٹ کی نمائش لگا دو ۔ ایک ایک روپیہ ٹکٹ کافی رہے گا ۔
کم از کم روٹی تو کھلی مل جایا کرے گی " ____ عمران نے اسے مشورہ
دیتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ____ سرٹیفکیٹ میرا اور روٹی کھائیں آپ یہ کیسے
ہو سکتا ہے " ____ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر تیزی
سے واپس مڑتا چلا گیا ۔

" آپ چائے بنائیں ۔ میں اسے ذرا منا لوں ۔ بڑا نخریلے باز باورچی
ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ اس چائے سے بھی چلا جاؤں " ____ عمران نے کہا
اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا ۔ دراصل سلیمان اسے
اشارہ کر گیا تھا کہ اندر کمرے میں مخصوص فون پر کال ہے ۔

تھوڑی دیر بعد جب عمران واپس آیا تو جان میکنزو بڑے مطمئن
انداز میں بیٹھا چائے پی رہا تھا ۔

اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی ۔ اور عمران دروازے کی طرف
مڑتا چلا گیا ۔ اور چند لمحوں بعد وہ ایک بوڑھے مگر انتہائی باوقار شخصیت
کے ساتھ واپس آیا ____ اور جان میکنزو اس بوڑھے اور باوقار شخص
کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ سر داور ہوں گے ۔ اس لئے وہ انہیں دیکھتے ہی
پیالی میز پر رکھ کر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا ۔

" مسٹر جان میکنزو عرف وائلڈ ٹائیگر فرام ولیسٹرن کارمن سیکرٹ سروس

اور بے تکلفی کا شکار سردادر" ـــــ عمران نے ان دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بے تکلفی کا شکار ـــــ کیا مطلب" ـــــ سردادر نے جان سے ہاتھ ملانے کے بعد حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر

"یعنی شکار ہو کر بھی مطلب پوچھ رہے ہیں" ـــــ عمران نے مسکر ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کہہ رہے تھے کہ آپ پہلے بھینسوں کا کاروبار کر تھے۔ عمران صاحب نے آپ کو بے تکلف کر کے آپ سے بھینسیں لیں اور آپ اس فکر میں سائنسدان بن گئے" ـــــ جان میکنزو۔ مسکرا کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تم باز نہیں آؤ گے ایسی باتیں کرنے سے۔ کم از کم مہمان کا تو خیال کر لیا کرو" ـــــ سردادر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مہمان کا خیال کر کے تو میں چپ ہو گیا ورنہ تعداد نہ بتا دیتا ان بھینسوں کی" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جان میکنزو اور سردادر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"دیکھو عمران ـــــ میرا وقت بے حد قیمتی ہے" ـــــ سردادر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ریٹ بتائیے ـــــ میں چیک دے دیتا ہوں" ـــــ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور جان میکنزو کے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"ٹھیک ہے ـــــ پھر میں جان میکنزو صاحب کو اپنے ہمراہ لے

ہوں، میں خود ان سے بات کر لوں گا۔ تم نے تو سنجیدگی اختیار کرنی ہی نہیں" ـــــ سردادر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے بھی چائے بھجوا دیجئے۔ اب سلیمان نے مجھے چائے بنا کر نہیں دینی" ـــــ عمران نے ڈھیٹ بن کر کہا۔

"آیئے میکنزو صاحب ـــــ آپ سے بات کر لیں" سردادر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جان میکنزو حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جائیے جائیے ـــــ شوق سے جائیے۔ سردادر بڑے سخی آدمی ہیں ہو سکتا ہے آپ کو رات کا کھانا بھی کھلا دیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور جان میکنزو کندھے جھٹکتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ شاید اب تک عمران کی فطرت نہ سمجھ سکا تھا۔

جب سردادر اور جان میکنزو ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے سیڑھیاں اتر گئے تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بے چارہ بھی عقل سے پیدل ہے۔ مجھے عقل مند سمجھتا ہے" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اندرونی کمرے میں پہنچ کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر باہر میز پر رکھ دی۔ اس مشین کے درمیان ایک سکرین نصب تھی ـــــ عمران نے بڑی پھرتی سے اس کا ایریل کھینچا اور پھر مشین کے مختلف بٹن دبا دیئے۔ بٹن دبتے ہی سکرین روشن ہو گئی۔ اور دوسرے لمحے سکرین پہ سردادر اور جان میکنزو کی تصویر ابھر آئی۔ وہ دونوں کار میں بیٹھ رہے تھے۔ کار سردادر کی تھی۔

دراصل عمران نے انتہائی عیاری سے دی۔ٹی۔آر بٹن جان میکنزو
کوٹ کی اوپر والی چھوٹی جیب میں کھسکا دیا تھا ۔۔۔ کیوں کہ اُسے
تھا کہ اس جیب میں کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا۔ دی۔ٹی۔آر بٹن سے نکلنے
والی مخصوص شعاعیں نکل کر ماحول میں پھیل جاتی تھیں۔ اور اُسے رسیو
سیٹ پر باقاعدہ چیک کیا جا سکتا تھا ۔۔۔ مشین پر موجود سکر
صرف ماحول کو دکھاتی تھی بلکہ سو گز کے دائرے میں پیدا ہونے وا
آوازیں بھی کیچ کر لیتی تھیں۔ اس طرح عمران کمرے میں بیٹھے بیٹھے جان
اور سردادر کے درمیان ہونے والی گفتگو سن سکتا تھا ۔۔۔ بلکہ انہیں
بھی سکتا تھا۔ اور جو کہانی جان میکنزو نے اُسے سنائی تھی۔ اس کے ا
لفظ پر بھی عمران کو یقین نہ آیا تھا۔ اس لئے وہ اصل بات جاننا چاہتا تھا
لئے اس نے ان دونوں کو روکنے کی کوشش نہ کی تھی ۔۔۔ سلیما
اشارے پر جب وہ پہلے اندر گیا تھا تو اس وقت بلیک زیرو کی کال
وہ نگرانی کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا۔ عمران نے اسے کہہ دیا کہ اب چو
صورت حال بدل چکی ہے اس لئے نگرانی ہٹائی جائے۔

اب وہ اطمینان سے بیٹھا سردادر اور جان میکنزو کی گفتگو سن رہا
سردادر کی کار تیزی سے سڑک پر بھاگی چلی جا رہی تھی کہ اچانک عمران
پڑا۔ اس نے جان میکنزو کو کوٹ کی اوپر والی چھوٹی جیب میں ہاتھ ڈا
دیکھا ۔۔۔ جان میکنزو کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ
دوسرے لمحے جان میکنزو کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور پھر عمران نے بٹ
کار کی کھڑکی سے باہر فضا میں اڑتے دیکھا۔ سکرین پر چھائے ہوئے ہو
اور اب کار کی بجائے وہاں سڑک نظر آ رہی تھی اسی لمحے ایک بھاری ٹر

کا پہیہ بٹن کے اوپر سے گزرا اور سکرین تاریک ہو گئی۔ دی۔ٹی۔آر بٹن
ٹرک کے بھاری پہیے تلے آ کر کچلا جا چکا تھا۔ عمران چند لمحے حیرت بھرے
انداز میں تاریک سکرین کو دیکھتا رہا ۔۔۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے
اٹھا اور بے تحاشا بھاگتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جان
میکنزو کی اس حرکت نے اُسے بتا دیا تھا کہ وہ جان میکنزو کو جتنا سادہ
لوح اور احمق سمجھ رہا تھا اتنا وہ احمق نہ تھا ۔۔۔ اور عمران جانتا تھا کہ اب
سردادر کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا۔ اور عمران بے تحاشا انداز میں سیڑھیاں
اترتے ہوئے یہی سوچ رہا تھا کہ اگر سردادر کو کچھ ہو گیا تو وہ اپنے آپ کو
زندگی بھر معاف نہ کر سکے گا۔

جان میکنزو ماڈل ٹاؤن کی کوٹھی میں عمران سے ذہنی طور پر شکست کھانے کے بعد کچھ دیر تک تو نہ سنبھل سکا۔ لیکن پھر عمران کے دوستانہ رویے نے اُسے اپنے آپ پر قابو پا لینے میں مدد دی۔ چنانچہ اس نے حالات کو دیکھتے ہوئے فوری طور پر اپنا رخ بدل دیا اور عمران کو ایک نئی کہانی سنا دی ـــــــ اب وہ عمران سے دوستی پیدا کر کے سردادر کا پتہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے اس کے ساتھ اس کے فلیٹ پر آ گیا۔ یہاں جب عمران نے سردادر کو فون کیا۔ تو باوجود کوشش کے وہ سردادر کا فون نمبر چیک نہ کر سکا ـــــــ کیونکہ عمران نے کچھ اس قدر پھرتی اور تیزی سے نمبر ملایا تھا کہ اس کا ذہن عمران کی انگلیوں کی رفتار کا ساتھ نہ دے سکا۔ لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ سردادر اس فلیٹ پر آ رہے ہیں تو اس نے فوری طور

پر اپنے ذہن میں ایک نئی پلاننگ بنا لی۔ اس دوران ایک بار جب عمران اس کے قریب سے گزرتے ہوئے ٹیلی فون کی تار سے الجھنے کی بنا پر لڑکھڑایا ـــــــ اور اس نے سنبھلنے کے لئے جان میکنزو کا سہارا لیا تو جان میکنزو نے اپنی کوٹ کی جیب میں اس کی برق رفتار انگلیوں کو گھستے چیک کر لیا۔ چنانچہ وہ ہوشیار ہو گیا ـــــــ اور پھر جب عمران چائے آنے پر اپنے باورچی کو منانے کے لئے اندر گیا تو اس نے جیب میں انگلیاں ڈال کر چیکنگ کی اور پھر جیب میں موجود ڈی۔ ٹی۔ آر بٹن کو دیکھ کر دل ہی دل میں مسکرا دیا ـــــــ وہ ڈی۔ ٹی۔ آر بٹن کی کارکردگی کو اچھی طرح جانتا تھا۔ لیکن اس نے بٹن جیب سے نہ نکالا۔ بلکہ اس نے اپنے بوٹ کی ٹو کو قالین پر مخصوص انداز میں مارا۔ تو ایڑی کا پچھلا حصہ کھل گیا ـــــــ اور اس میں سے ایک پتلی سی پٹی باہر کو نکل آئی۔ پٹی کو ایڑی سے نکال کر اس نے انتہائی پھرتی سے ٹیلی فون اٹھا کر اس کے نیچے چپکا دیا۔ پٹی کا رنگ سیاہ تھا اس لئے وہ ٹیلی فون کے نچلے حصے سے چپک کر بالکل اس کا حصہ بن گئی ـــــــ اور جب تک بغور چیک نہ کیا جائے۔ اس وقت تک اس کی موجودگی کا احساس نہ ہوتا تھا۔ پٹی چپکانے کے بعد اس نے پیالی اٹھائی اور اطمینان سے چائے پینے میں مصروف ہو گیا ـــــــ اور پھر جب سردادر نے جان میکنزو کو علیحدہ باہر لے جانے کی آفر کی اور عمران نے بجائے انہیں روکنے کے ان کی حوصلہ افزائی کی تو جان میکنزو عمران کا داؤ سمجھ گیا ـــــــ اُسے یقین آ گیا کہ عمران ان دونوں کو علیحدہ بات چیت کا موقع دے کر ڈی۔ ٹی۔ آر پر انہیں چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ عمران جان میکنزو

کی بات سے پوری طرح مطمئن نہ ہو رہا تھا لیکن سردادر کے اس فیصلے سے جان میکنزو کو اپنی منزل نزدیک آتی دکھائی دینے لگی تھی ——— یہی وجہ تھی کہ وہ فوری طور پر سردادر کے ساتھ باہر جانے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ فلیٹ سے باہر آ کر جان میکنزو سردادر کی کار میں بیٹھ گیا۔ سردادر خود ڈرائیونگ سیٹ پر تھے۔

"آپ کو میری آخر کیا ضرورت پڑ گئی۔ اور پھر مجھ سے ملنے کے لئے سیکرٹ سروس کے رکن کو بھیجنے کی بات کچھ میری سمجھ میں نہیں آ رہی"۔ سردادر نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"دراصل آپ کا پتہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ اور پھر ہمارا ملک اس فارمولے کو کسی پر ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔ ہمیں معلوم ہوا کہ علی عمران صاحب کو آپ کا پتہ معلوم ہے ——— اس لئے میں یہاں آیا تاکہ عمران صاحب کی معرفت آپ سے بات چیت ہو سکے"۔ ——— جان میکنزو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ مجھے اس فارمولے کی سائنسی نوعیت سمجھا سکیں گے"۔ سردادر نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں ——— میرے پاس کاغذات موجود ہیں جن میں تمام ضروری تفاصیل درج ہیں"۔ ——— جان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تب ٹھیک ہے"۔ ——— سردادر نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب آپ کہاں چل رہے ہیں"۔ ——— جان میکنزو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔ اس نے اب تک اچھی طرح اندازہ کر لیا تھا

ان کا تعاقب تو نہیں ہو رہا۔ مگر اسے تعاقب نہ ہونے کا خیال تو تھا کیوں کہ جب عمران ڈی۔ ٹی۔ آر رسیونگ سنٹر پر انہیں چیک کر رہا تھا تب تعاقب کی ضرورت تو نہ تھی ——— لیکن اس کے باوجود اس نے احتیاط ضروری سمجھی۔

"کہاں چلا جائے۔ جہاں اطمینان سے بات چیت ہو سکے"۔ سردادر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ مناسب سمجھ سکتے ہیں"۔ ——— جان میکنزو نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اوپر والی جیب میں انگلیاں داخل کیں۔ جیب میں موجود ڈی۔ ٹی۔ آر بٹن اس نے انگلیوں میں پکڑا۔ اور دوسرے لمحے اس نے بٹن باہر سڑک پر اچھال دیا ——— کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ جان میکنزو اب اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ ڈی۔ ٹی۔ آر رسیونگ پر عمران اس کی حرکت چیک کرتے ہی فوراً حرکت میں آ جائے گا ——— اور اس کے آدمی جال کی طرح چاروں طرف پھیل جائیں گے۔ اسی لمحے سردادر نے کار کو ایک چوک پر سے ٹرن دیا۔ اور اب گاڑی ایک نسبتاً سنسان سڑک پر دوڑنے لگی۔

"ذرا گاڑی روکیے سردادر"۔ ——— اچانک جان میکنزو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور سردادر نے اس کے لہجے اور انداز سے گھبرا کر پوری قوت سے بریک دبا دیئے ——— دوسرے لمحے جان میکنزو کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور سردادر کی گردن کی پشت پر اس کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے پڑی اور

سرداور کے حلق سے صرف اوہ کی آواز ہی نکل سکی اور وہ سٹیرنگ پر
ڈھیر ہو گئے۔ جان میکنزو نے انتہائی پھرتی سے چابی گھما کر انجن بند
کیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا ——— کار کے آگے سے گھوم کر
وہ دوسری سائیڈ پر آیا۔ اس نے پچھلا دروازہ بھی کھول دیا اور پھر سر
داور کو باہر کھینچ کر اس نے بڑی پھرتی سے پچھلی سیٹوں کے درمیان ڈ
اور پھر پھرتی سے خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ——— دوسرے لمحے
کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اور تیزی سے آگے دوڑتی چلی گئی تھوڑی
دیر بعد وہ ایک اور چوک پر پہنچ گیا۔ چوک پر اشاراتی بورڈ موجود تھے
اس نے کار اس سڑک پر ڈال دی جو ساحل سمندر کو جاتی تھی ——— کا
کی رفتار خاصی تیز تھی۔ ذرا سا آگے جا کر جب اُس نے ایک سائیڈ پر
پھیلا ہوا درختوں کا جنگل سا دیکھا تو اس نے کار کو مخالف سمت میں سڑک
سے نیچے اُتارا ——— اور اسے کافی دور تک لیتا چلا گیا۔ کافی آگے
جا کر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اُتر کر اس نے بے ہوش سر داور کو
باہر کھینچ کر اپنے کاندھے پر لادا اور واپس سڑک کی طرف دوڑتا چلا
آیا ——— سڑک کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا
جب اس نے سڑک خالی دیکھی تو وہ دوڑتا ہوا سڑک پار کر کے درختوں
کے ذخیرے میں گھستا چلا گیا۔ وہ جلد سے جلد سڑک سے کافی دور پہنچ
جانا چاہتا تھا ——— مسلسل دوڑتے دوڑتے جب اُسے کافی دیر ہو
گئی تو اچانک ذخیرہ ختم ہو گیا۔ اور اب دور تک پھیلی ہوئی ریت صاف
نظر آ رہی تھی۔ وہ سر داور کو اٹھائے ریت پر دوڑتا چلا گیا۔ کافی دور نکل
آنے کے بعد اس نے سر داور کو ایک ٹیلے کی آڑ میں لٹا دیا۔ اور پھر

ان کی نبض چیک کرنے لگا۔ اور پھر اطمینان سے سر ہلاتے ہوئے اس
نے اپنا کوٹ اتارا اور اُسے الٹ کر پہن لیا ——— اب کوٹ کا رنگ
اور چیک بدل چکا تھا۔ اس کے بعد وہ سمندر کی طرف دوڑتا چلا گیا کنارے
پر پہنچ کر اس نے پانی سے منہ دھونا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ
اپنے چہرے کو تیزی سے رگڑتا چلا جا رہا تھا ——— چند لمحوں بعد جب
اس نے جیب سے رومال نکال کر چہرے کو صاف کیا تو میک اپ اب
ختم ہو چکا تھا اور اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔ بالوں کا رنگ بھی دھل
کر بدل چکا تھا ——— اس نے کوٹ کی چھوٹی جیب سے کنگھی نکال کر
بالوں کو نئے انداز سے سیٹ کیا اور پھر وہ تیزی سے ٹیلوں کی آڑ لیتا ہوا
اس جگہ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کے اندازے کے مطابق گھاٹ
تھا ——— تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ واقعی
گھاٹ پر پہنچ گیا۔ یہاں تفریح کرنے والوں کا اچھا خاصا رش تھا۔
جان میکنزو پہلے تو ادھر ادھر دیکھتا رہا جب اُسے کہیں عمران نظر نہ
آیا تو وہ ایک لانچ کی طرف بڑھ گیا ——— لانچ کا مالک ساحل سمندر
پہ کرسی ڈالے اخبار پڑھ رہا تھا۔ لوگ چونکہ تفریح کے لئے لانچیں کرایہ
پہ لیتے رہتے تھے۔ اس لئے وہ لانچ کی طرف بڑھا۔

"مجھے لانچ کرایہ پہ چاہیئے" ——— جان میکنزو نے لانچ کے
مالک سے کہا۔

"اوہ ——— ضرور جناب ——— ایک ہزار روپیہ ہو گا ایک گھنٹے
کا" ——— مالک نے غیر ملکی کو دیکھتے ہی شاید کرایہ بڑھا دیا تھا۔
لیکن جان میکنزو نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیب سے نوٹوں کی گڈی

نکال کر اس نے اس میں سے بیس نوٹ نکال کر مالک کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ یہاں پر آتے ہوئے اس نے یہاں کی اچھی خاصی کرنسی اپنے پاس رکھ لی تھی۔

"آیئے سر ــــــ" مالک نے مسرت بھرے انداز میں نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے لانچ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ــــــ آپ یہیں ٹھہریں ــــــ لانچ میں خود چلاؤں گا۔ ایکریمیا میں میری ذاتی لانچ ہے" ــــــ جان میکنزو نے مسکرا ہوئے جواب دیا۔ اس نے جان بوجھ کر دیلشرن کا رمن کی بجائے ایکریمیا کا نام لیا تھا۔

"اوہ ــــــ اچھا جناب ــــــ جیسے آپ کی مرضی" ــــــ مالک نے غیر ملکی ہونے اور موٹی رقم حاصل کرنے کی بنا پہ اقرار میں سر ہلایا۔

"اس میں پٹرول موجود ہے نا" ــــــ جان میکنزو نے پوچھا۔

"ٹینک فل ہے جناب ــــــ آپ نے دو گھنٹے کی ادائیگی کی ہے اس میں چار گھنٹے کا پٹرول موجود ہے" ــــــ مالک نے جواب دیا۔

"او کے" ــــــ جان میکنزو نے کہا اور پھر وہ لانچ میں سوار ہوا۔ لانچ بالکل نئی تھی۔ جان میکنزو نے انجن سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے لانچ سمندر میں لپتا چلا گیا۔ وہ کافی دور تک سیدھا سمندر کے اندر بڑھتا چلا گیا ــــــ اب باقی لانچیں خاصی پیچھے رہ گئی تھیں۔ جان میکنزو نے خاصی دور آنے کے بعد لانچ کا رخ موڑا اور پھر وہ اسے اس فاصلے پر رکھتے ہوئے ادھر بڑھتا چلا گیا جدھر اس کے اندازے کے مطابق ساحل پہ سمر داور بے ہوش پڑے ہوئے تھے ــــــ اتنے فاصلے پر آنے کے بعد اس نے لانچ کو واپس ساحل کی طرف موڑ دیا اور تھوڑی

دیر بعد وہ ساحل پہ پہنچ چکا تھا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں اس نے سمر داور کو ایک ٹیلے کے پیچھے چھوڑا تھا۔ سمر داور کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ کم از کم دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتے ــــــ اس لئے وہ ان کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھا۔ لانچ کا انجن بند کر کے وہ نیچے اترا اور پھر تیزی سے اس ٹیلے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جس کے پیچھے سمر داور موجود تھے۔ ٹیلے کے پاس پہنچ کر وہ جیسے ہی اس کی دوسری طرف گھوما ــــــ اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ سمر داور وہاں موجود نہ تھے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران تیزی سے دوڑتا ہوا فلیٹ سے نیچے اترا اور پھر اس
گیراج میں سے کار نکالتے ہوئے صرف چند لمحے لگائے اور چند لمحوں
اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ادھر بڑھی چلی جا رہی
جہاں جان سیکزو نے دی۔ ٹی۔ آر بلجن سڑک پر پھینکا تھا ——— تھوڑی
دیر بعد وہ وہاں پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی
بعد وہ ایک چوک پہ پہنچ چکا تھا۔ یہاں سے چار سڑکیں مختلف سمتوں کو
جاتی تھیں ——— عمران اندازے سے ایک سڑک کی طرف مڑ گیا
پھر تھوڑی دور جانے کے بعد ہی گاڑی واپس موڑ دی۔ کیونکہ
سڑک آگے فوجی ہیڈکوارٹر کو جاتی تھی اور ظاہر ہے اس طرف سرد
یا جان سیکزو کے جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ——— دو
چوک پر آ کر وہ ایک اور سڑک پر مڑا۔ اور پھر وہاں سے آگے بڑھ

ایک اور چوک پہ پہنچ گیا۔ یہاں سے تین سڑکیں جاتی تھیں۔ عمران چند لمحے
وہاں کار روک کر سوچتا رہا پھر اس نے کار کو اس سڑک کی طرف موڑ دیا
جو ساحل سمندر کی طرف جاتی تھی ——— کافی دور آگے بڑھنے کے بعد
اس کی نظر دور سڑک سے کافی اندر کھڑی ہوئی سردارو کی نیلے رنگ کی
مخصوص کار پر پڑی اور وہ کار کو ادھر لے جاتا گیا۔ اس نے وہاں کار روکی اور
نیچے اتر کر دیکھا ——— سردارو کی کار حسب توقع خالی پڑی ہوئی تھی۔
عمران نے غور سے زمین پہ پیروں کے نشانات چیک کرنے شروع
کر دیئے۔ لیکن گھاس کی وجہ سے پیروں کے نشانات واضح نہ تھے۔
وہ آگے بڑھا لیکن آگے کھیتوں کا طویل سلسلہ تھا ——— اس لئے وہ
واپس سڑک کی طرف آیا۔ اب اس کی نظریں مخالف سمت میں درختوں
کے ذخیرے پہ پڑی۔ وہ جانتا تھا کہ درختوں کے اس گھنے ذخیرے کا سلسلہ
ساحل سمندر پہ جا کر ختم ہوتا ہے۔

وہ کافی دیر تک وہاں کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے اپنی کار سنبھالی اور
اُسے ساحل سمندر کی طرف بھگانے لگا۔ تقریباً دس منٹ تک مسلسل کار
بھگانے کے بعد وہ گھاٹ پہ پہنچ گیا ——— یہاں تفریح کرنے والوں کا
خاصا رش تھا۔ لوگ لانچیں کرایہ پہ لے کر سمندر میں تفریح کے لئے آ
جا رہے تھے۔ عمران نے کار ایک طرف روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے
ادھر ادھر کا جائزہ لینا شروع کر دیا ——— تفریح کے لئے وہاں
آنے والوں میں خاصی تعداد غیر ملکیوں کی بھی تھی۔ لیکن اُسے وہاں ایسے
کوئی آثار نظر نہ آ رہے تھے کہ جان سیکزو سردارو کو بے ہوشی کے عالم
میں یہاں لا کر کسی اور جگہ لے جاتا ——— اس لئے عمران نے چند لمحوں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بعد کار واپس موڑی اور پھر وہ اُسے دوبارہ شہر کی طرف دوڑاتا چلا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے کار ایدو کلب کے سامنے روک دی۔ اب یا ربر ہی ایسا کلیو رہ باقی رہ گیا تھا جس سے جان میکنزو کا پتہ چل سکتا تھا ——— ابھی تک عمران کے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ آخر جان میکنزو سرداور سے کیا چاہتا ہے۔ خالی کار دیکھ کر وہ اتنی بات تو سمجھ گیا تھا کہ سرداور کو یقیناً بے ہوش کر دیا گیا ہوگا ——— لیکن اس کے بعد وہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر کہاں تک جا سکتا ہے۔ جس جگہ کار موجود تھی وہاں نزدیک کوئی ٹیلی فون بھی میسر نہ تھا۔ اس لئے بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ جان میکنزو آخر سرداور کو بے ہوش کر کے کہاں لے گیا ہوگا اور کیوں ——— اور اسی بات کا پتہ کرنے کے لئے وہ یہاں ایدو کلب آیا تھا۔ ایدو کلب پہنچنے سے پہلے اس نے کار کے ڈیش بورڈ سے میک اپ کا سامان نکال کر ایک غنڈے کا میک اپ بھی کر لیا تھا۔

ایدو کلب میں داخل ہوتے ہی اس کی ناک سے سستی قسم کی شراب اور چرس اور ہیروئن کی تیز بو کے بھبکے ٹکرائے۔ اس نے ایک نظر ہال پر ڈالی وہاں ہر قسم کے لوگ موجود تھے ——— اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جہاں ایک نوجوان شخص کھڑا کپڑے سے کاؤنٹر صاف کرنے میں مصروف تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا ——— وہ زندگی میں پہلی بار اس کلب میں آیا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے نہ ہی اُسے کوئی پہچانتا تھا اور نہ اس کی مانوس شکل یہاں نظر آ رہی تھی۔

"یا ربر کہاں ہے" ——— عمران نے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

"باس کا نام ادب سے لو احمق آدمی ——— یہاں اونچا بولنے والے کی زبان کاٹ لی جاتی ہے" ——— کاؤنٹر مین کی بجائے کاؤنٹر کے ساتھ کھڑے ہوئے ایک لحیم شحیم آدمی نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ، قد و قامت اور جسم کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کی زندگی لڑائی بھڑائی میں ہی گزری ہے ——— عمران نے ایک نظر غور سے اس جواب دینے والے کو دیکھا۔ اور پھر اس کے چہرے پر حماقتوں کے آثار مزید گہرے ہوتے چلے گئے۔

"عالی جناب ——— عزت مآب ——— سرکار عالی شان ——— رطب اللسان ——— یا ربر صاحب بہادر کہاں تشریف رکھتے ہیں"

عمران نے باقاعدہ رکوع کے بل جھکتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جاؤ ——— بھاگ جاؤ ——— وہ تم جیسے مسخروں سے نہیں مل سکتا" اس لحیم شحیم غنڈے نے بڑے طنزیہ اور حقارت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر کوئی اس سے ملنے کی ضد کرے تو پھر........"

عمران نے اُسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں کہتا ہوں نکلو یہاں سے ——— دفع ہو جاؤ ——— ورنہ ایک ہی تھپڑ میں گردن توڑ دوں گا" ——— لحیم شحیم غنڈے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بورگ ـــــ کیوں اس بے وقوف پر غصے ہو رہے ہو۔ اس کی حالت تو دیکھو۔ اگر تم نے زیادہ غصہ دکھایا تو یہ بے چارہ یہیں بے ہوش ہو جائے گا"ـــــ اس بار کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان نے مدافعت کرتے ہوئے کہا۔ لیکن انداز اس کا بھی تحقیر آمیز سا تھا۔

"مجھے بھی یہی احساس ہو رہا ہے۔ اسی لئے تو میں نے ابھی تک ہاتھ نہیں اٹھایا۔ ورنہ تم جانتے ہو بورگ زبان سے زیادہ ہاتھ ہلانے کا عادی ہے"ـــــ بورگ نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر ماسٹر صاحب دفتر میں موجود ہوں تو انہیں کہیئے کہ کوبرا ان سے ملنا چاہتا ہے"ـــــ اچانک عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر یک لخت اس قدر سختی سی ابھر آئی تھی کہ بورگ اور کاؤنٹر مین دونوں چونک پڑے۔

"کوبرا ـــــ تم کوبرا ہو ـــــ کبھی شکل دیکھی ہے کوبرے کی"۔ بورگ نے سنبھل کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کوبرے کو جانتے ہو"ـــــ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا

"ہاں ـــــ جانتا ہوں ـــــ وہ دولت آباد کا مشہور غنڈہ ہے"۔ بورگ نے جواب دیا۔

"کبھی اس کی شکل دیکھی ہے"ـــــ عمران نے مختصر سے لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ صرف نام ہی سنا ہے"ـــــ بہرحال وہ تم جیسا چڑی مار نہیں ہو سکتا"ـــــ بورگ نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے جب عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تو کلب

ہال تھپڑ کی زوردار آواز سے گونج اٹھا۔ عمران کے تھپڑ میں کچھ اتنی قوت تھی کہ نیم شیم بورگ اچھل کر کاؤنٹر پر منہ کے بل جا گرا۔ کلب میں بیٹھا ہوا ہر شخص بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں نے تمہیں بہت برداشت کیا ہے بورگ ایسڈ کی اولاد ـــــ اگر تم نے کوبرے کو شکل سے دیکھا ہوا تھا تو شاید تمہاری زبان ہی نہ ملتی"۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہ جرأت ـــــ تم نے بورگ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ اب میں تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ نہ کر دوں تو مجھے انسان کی بجائے کتے کی اولاد کہنا"ـــــ بورگ نے اچھل کر واپس اپنے قدموں پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

"کہنے کا کیا مطلب ـــــ وہ تو تم ہو ہی"ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ بھاگ جاؤ تو بھاگ جاؤ ـــــ اب بھی وقت ہے جان بالو ـــــ بورگ سے بچ جاؤ ـــــ یہ مار ڈالے گا"ـــــ اچانک کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان نے چیخ کر کہا۔

"تو بھاگ نہیں سکتا مسٹر ـــــ اپنی گرائمر ٹھیک کرو وہ اڑ سکتا ہے"ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے بورگ نے اس پر چھلانگ لگا دی مگر عمران نہ صرف رخ سے ایک طرف ہٹا بلکہ اس کی لات تیزی سے گھومی اور دوسرے لمحے بورگ چیختا ہوا کلب کی میزوں پر منہ کے بل جا گرا ـــــ دوسرے

لمحے بورگ غصے کی شدت سے پاگل ہوا اٹھ کر پلٹا اور اب اس کے ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر موجود تھا ——— اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے اپنی خنجر زنی پہ ناز ہے۔

"میں تمہیں مار ڈالوں گا" ——— بورگ نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی خطرناک انداز میں اچھل کر عمران پہ خنجر کا وار کیا۔ اگر عمران سے ذرا سی بھی چوک ہو جاتی تو عمران کے بچ نکلنے کے ایک فی صد بھی امکانات نہ ہوتے ——— لیکن اب بورگ کی بدقسمتی کہ اس کے مقابلے میں عمران تھا۔ اس لئے عمران اطمینان سے اپنی جگہ پہ کھڑا رہا۔ اور پھر جیسے ہی بورگ کا خنجر والا ہاتھ اس کے پہلو کے قریب آیا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے اپنی جگہ بدلی ——— اس کا ہاتھ بورگ کی کلائی پہ پڑا۔ اور دوسرے لمحے بورگ کی چیخ سے پورا کلب گونج اٹھا۔ بورگ اپنے ہاتھ کے بل پہ قلابازی کھاتا ہوا پچھلی دیوار سے پوری قوت سے جا ٹکرایا تھا اور خنجر اب عمران کے ہاتھوں میں نظر آ رہا تھا ——— کلب میں موجود ہر شخص کے چہرے پہ انتہائی حیرت کے آثار موجود تھے۔ کیونکہ عمران جو بظاہر لڑائی بھڑائی کے فن میں نابلد نظر آ رہا تھا بورگ جیسے ماہر آدمی کو انگلیوں پہ نچا رہا تھا۔

بورگ دیوار سے ٹکراتے ہی اچھلا اور اس نے الٹ کر عمران کے سینے پہ فلائنگ کک مارنی چاہی۔ لیکن اس بار عمران نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنی تیزی سے حرکت دی کہ بورگ فضا میں تقریباً ناچتا ہوا سر کے بل دوسری طرف فرش پہ جا گرا۔ اس بار بھی اس کے حلق سے چیخ نکل رہی تھی۔

"یہ چیخیں مارنے کی شاید عادت ہے بورگ ——— خواہ مخواہ انرجی ضائع کر رہے ہو۔ مردوں کی طرح لڑو۔ کیوں عورتوں کی طرح چیخ رہے ہو" عمران نے بڑے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔ اور بورگ اچھل کر کھڑا ہو گیا ——— اب اس کے چہرے پہ جھنجھلاہٹ کے عروج پہ پہنچ جانے کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ریوالور نکال لیا تھا۔ مگر دوسرے لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور بورگ کو ریوالور چلانے کی حسرت ہی رہ گئی ——— ریوالور عمران کی لات پڑنے پہ اچھل کر دور کلب کے کونے میں جا گرا۔ عمران کے قدم جیسے ہی زمین پہ لگے عمران نے انتہائی پھرتی سے بورگ کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ اور پھر تیزی سے اندر دو قلابازی کھا گیا ——— اور ہال بورگ کی مسلسل چیخوں سے گونجنے لگا۔ قلابازی کھا کر جب عمران علیحدہ ہوا تو بورگ فرش پہ گرا بری طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کے دونوں بازو کندھوں سے اتر چکے تھے ——— اور تکلیف کی شدت سے وہ مسلسل چیخے چلا جا رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ——— اچانک کلب کے دروازے کی طرف سے دھاڑ سی سنائی دی اور عمران تیزی سے اس طرف مڑا۔

آنے والا سیاہ لباس میں ملبوس تھا اور غیر ملکی تھا لیکن شکل و صورت سے وہ بھی غنڈہ ہی نظر آ رہا تھا۔

"بب ——— باس ——— بورگ کو برے سے مار کھا گیا ہے" کاؤنٹر پہ کھڑے نوجوان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بورگ کو برے سے مار کھا گیا ہے ——— کون کونیا" آنے والے نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم ہاربر ہو" ـــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ـــــــ میں ہاربر ہوں ـــــــ مگر تم کون ہو" کیا تم نے بورگ کو مارا ہے" ـــــــ ہاربر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں دولت آباد سے تمہیں ملنے آیا تھا ـــــــ میرا نام کوبرا ہے۔ لیکن یہ بورگ الیسٹڈ درمیان میں کود پڑا۔ تو میں نے اسے ہلکا سا سبق دیا ہے۔ ورنہ کوبرے سے ٹکرانے والا دوسرا سانس لینے کی حسرت ہی قبر میں لے جاتا ہے" ـــــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

"اوہ ـــــــ تو تم کوبرے ہو۔ دولت آباد کے تمہارے چرچے تو بہت سنے تھے۔ بہرحال آج ملاقات بھی ہو گئی۔ اور بورگ جیسے آدمی کا حال دیکھ کر مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی کوبرے ہو ـــــــ کیوں کہ بورگ کے سامنے تو پورے دارالحکومت میں کوئی آنکھ اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کرتا۔ آؤ میرے ساتھ" ـــــــ ہاربر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ایک طرف بنی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران بھی کندھے جھٹکتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ ایک سجے سجائے دفتر میں پہنچ گئے۔

"بیٹھو ـــــــ کیا پیو گے" ـــــــ ہاربر نے میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر کی طرف بڑھتے ہوئے عمران کو سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"پینے پلانے کی بات چھوڑو ہاربر ـــــــ مجھے ریڈ فاکس نے ولیسٹرن کارمن سے کال کیا تھا۔ اس لئے میں تم سے ملنے آیا

ہوں" ـــــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ولیسٹرن کارمن سے ریڈ فاکس ـــــــ کیا مطلب ـــــــ میں تمہاری بات نہیں سمجھا" ـــــــ ہاربر نے چونکتے ہوئے پوچھا لیکن اس کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی چمک نے عمران کو بتا دیا کہ اس کا تیر صحیح نشانے پر لگا ہے۔ ہاربر ریڈ فاکس کے متعلق ضرور جانتا ہے۔

"تم نہیں سمجھے ـــــــ میں نے لاطینی تو نہیں بولی۔ ریڈ فاکس ولیسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ اور اس کا ایک اہم ممبر جان میکنزڈ عرف وائلڈ ٹائیگر ایک مخصوص مشن کے لئے یہاں آیا ہوا ہے۔ ریڈ فاکس نے مجھے بتایا تھا کہ ہاربر ہمارا ہی کا آدمی ہے ـــــــ اور وائلڈ ٹائیگر نے تم سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے" ـــــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہارا ریڈ فاکس سے کیا تعلق ہے ـــــــ تمہارا دھندہ تو منشیات اور سمگلنگ ہے" ـــــــ ہاربر کے چہرے پر حیرت کے آثار موجود تھے۔

"کوبرا کے ہاتھ بہت وسیع ہیں مسٹر ہاربر ـــــــ ریڈ فاکس کے لئے میں نے یہاں بہت کام کئے ہیں۔ تم اس بات کو چھوڑو۔ مجھے جلدی ہے میں نے وائلڈ ٹائیگر سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے" عمران نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"وائلڈ ٹائیگر سے بات کرنی ہے ـــــــ اس وقت تو اس کا کوئی پتہ نہیں۔ تم مجھے وہ پیغام بتا دو جب اس سے رابطہ ہوا میں اسے

دے دوں گا۔ اور وہ تم سے مل لے گا۔" ——— ہاربر نے جواب دیا۔

"سوری ——— وہ پیغام صرف انہی تک محدود ہے۔ اور انتہائی ایمرجنسی ہے۔ اگر فوری طور پر وائلڈ ٹائیگر سے رابطہ نہ ہوا تو مشن کو زبردست نقصان پہنچے گا اور ہو سکتا ہے وائلڈ ٹائیگر کی جان بھی خطرے میں پڑ جائے۔" ——— عمران نے جواب دیا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں ——— واقعی اس سے میرا رابطہ ٹوٹ گیا ہے۔ تم نے ریڈ فاکس کا حوالہ دیا ہے۔ ظاہر ہے تم غلط آدمی نہیں ہو سکتے۔ وائلڈ ٹائیگر میرے پاس آیا تھا اس نے مجھے کہا تھا کہ میں اس کے لئے کار اور کوٹھی کا بندوبست کر دوں ——— چنانچہ میں نے گلشن ٹاؤن میں بندوبست کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مجھے کہا تھا کہ اس نے یہاں سے ایک مقامی شخص عمران کو اغوا کرنا ہے۔ جس پر میں نے اپنی خدمات پیش کیں ——— وہ راضی ہو گئے تو میں نے اپنے آدمی عمران کے فلیٹ کے گرد لگا دیئے۔ لیکن پھر نجانے کیوں وائلڈ ٹائیگر نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اور اس نے مجھے اور جگہ کے لئے کہا۔ اور آدمی بھی ہٹانے کے لئے ——— چنانچہ میں نے ماڈل ٹاؤن میں نئی جگہ دی اور اپنے دو خاص آدمی جو دو بھائی ہیں مائیکل اور ڈلیسی ان کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع ملی کہ ماڈل ٹاؤن والی کوٹھی خالی پڑی ہے ——— اور مائیکل اور ڈلیسی دونوں کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی ہیں۔ میں ابھی وہیں گیا تھا۔ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی ہے۔ اور مائیکل اور ڈلیسی ہلاک ہو چکے ہیں۔ مائیکل کو گولی ماری گئی تھی جبکہ ڈلیسی کو خنجر سے ہلاک کیا گیا تھا ——— اس کمرے میں

سامان یوں بکھرا ہوا ہے جیسے وہاں اچھا خاصا دنگل ہوا ہو۔ یہ ہے اب تک کی تمام صورت حال ——— اور وائلڈ ٹائیگر کا کوئی پتہ نہیں۔" ہاربر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بتائی ہوئی تفصیل سن کر عمران سمجھ گیا کہ ہاربر سچ بول رہا ہے۔

"لیکن وائلڈ ٹائیگر کہاں گیا ——— کیا اُسے دشمنوں نے اغوا کر لیا ہے؟" ——— عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"وہ اغوا ہونے والوں میں سے لگتا تو نہیں۔ ویسے بھی وہ ولیسٹرن کارمن کا ہیرو ہے۔ اس کے ساتھ بہت بڑے بڑے کارنامے منسوب ہیں ——— بہرحال میں نے اپنے آدمی شہر میں پھیلا دیئے ہیں جلد ہی اس کے متعلق کوئی خبر مل جائے گی۔" ——— ہاربر نے جواب دیا۔

"او کے ——— پھر میں چلتا ہوں جیسے ہی اس کے متعلق خبر ملے اُسے میرا بتا دینا اور کہنا کہ میرا انتظار کرے۔ میں خود بھی اُسے تلاش کرتا ہوں۔" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں ٹھہرے ہوئے ہو ——— مجھے بتا دو میں فون کر دوں گا؟" ہاربر نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے آج ہی واپس جانا ہے۔ ابھی میں نے اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں۔ میں خود تمہیں فون کر لوں گا۔" ——— عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اور پھر ہاربر سے مصافحہ کرتا ہوا وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکلتا چلا آیا ——— ہاربر والا کلیو بھی ختم ہو چکا تھا۔ وائلڈ ٹائیگر نے سرداور کو اغوا کرنے کے بعد ہاربر سے رابطہ

قائم نہیں کیا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ اب اُسے خود ہی تلاش کرنا ہوگا۔ یہی سوچتا ہوا عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ایرو کلب سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــــ چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی دانش منزل کی طرف دوڑتی چلی جا رہی تھی لیکن عمران کا ذہن بُری طرح الجھا ہوا تھا ـــــ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ سر داور کو اغوا کر کے وائلڈ ٹائیگر آخر کہاں جا سکتا ہے۔ کیوں کہ بلیک زیرو کی بتائی ہوئی تفصیل سے یہ بات تو واضح ہو گئی تھی کہ وہ یہاں اکیلا آیا ہوا ہے ـــــ ورنہ وہ کوٹھی اور آدمیوں کے لئے پارٹی کا سہارا نہ لیتا۔

یہی سوچتا ہوا وہ کار دوڑاتا دانش منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایک چوک پہ ریڈ لائٹ کی وجہ سے اس نے جیسے ہی کار روکی اس کی نظریں ساتھ کھڑی ہوئی ایک ٹیکسی پہ پڑیں اور وہ بُری طرح چونک پڑا ـــــ کیوں کہ ٹیکسی کی پچھلی نشست پہ ایک غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ تو نامانوس ہی تھا لیکن اس کی ناک کی بناوٹ بالکل وائلڈ ٹائیگر جیسی تھی۔ اُسی لمحے اس غیر ملکی نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھا ـــــ اور اس کی آنکھوں میں چھائی ہوئی سرخی دیکھتے ہی عمران کو یقین ہو گیا کہ یہ جان میکنزو ہی ہے۔ عمران چوں کہ میک اپ میں تھا اس لئے ظاہر ہے جان میکنزو اُسے پہچان نہ سکتا تھا ـــــ اس لئے جان میکنزو نے اُسے سرسری انداز میں دیکھا اور رخ بدل لیا۔ عمران نے تیزی سے کار کے دروازے پہ ہاتھ ڈالا اور وہ اُسے کھولنا ہی چاہتا تھا کہ لائٹ سبز ہو گئی اور اُسی لمحے ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے

بڑھی عمران نے بھی کار آگے بڑھا دی۔ لیکن ظاہر ہے اب وہ ٹیکسی کا تعاقب کیسے چھوڑ سکتا تھا ـــــ اس کی کار ٹیکسی کے تعاقب میں آگے بڑھتی چلی گئی۔

جان میکنزو کی ٹیکسی اچانک ایک بڑے جنرل سٹور کے سامنے رکی۔ اور جان میکنزو ٹیکسی سے اتر کر تیزی سے سٹور کے اندر تقریباً بھاگتا ہوا داخل ہو گیا ـــــ عمران نے بڑی تیزی سے کار روکی اور پھر وہ بھی اتر کر جان میکنزو کے پیچھے سٹور میں داخل ہو گیا۔ یہ سٹور ابھی حال میں کھلا تھا۔ اور یہاں کافی سے زیادہ رش تھا۔ عمران اندر داخل ہوتے ہی ادھر ادھر گھوما ـــــ مگر جان میکنزو اُسے کہیں نظر نہ آیا۔ سٹور بہت بڑا تھا اور اس میں بے شمار شعبے تھے۔ خاصی بڑی عمارت تھی۔ عمران ادھر ادھر گھومتا رہا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ ایک شعبے کے سامنے سے گھوما تو اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا ـــــ اس طرف بھی ایک دروازہ تھا اور لوگ ادھر سے بھی اندر آ جا رہے تھے۔ عمران تیزی سے لوگوں کی بھیڑ کاٹتا ہوا دروازے سے باہر نکلا۔ یہ دروازہ بھی بڑی سڑک پہ تھا ـــــ اس لئے یہاں بھی فٹ پاتھ پہ لوگوں کا اور سڑک پہ کاروں کا اچھا خاصا ہجوم تھا۔ عمران کچھ دیر وہاں کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ اور پھر کندھے جھٹکتا ہوا واپس مڑا ـــــ اور واپس سٹور میں سے ہوتا ہوا پہلے گیٹ سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جان میکنزو اُسے چوٹ دے گیا تھا۔ اس سے اس کی ہوشیاری اور چالاکی کا پتہ چلتا تھا ـــــ کہ عمران جیسے شخص کی ہر قسم کی احتیاط کے باوجود وہ نہ صرف اپنے تعاقب سے باخبر ہو گیا تھا بلکہ اس نے

بڑی ہوشیاری سے عمران کو ڈاج بھی دے دیا تھا۔ لیکن ڈاج کھانے کے باوجود عمران کے چہرے پر مایوسی ــــ کی کوئی شکن نہ تھی بلکہ ذہنی طور پر پہلے سے زیادہ وہ مطمئن تھا ــــــ ٹیکسی کا نمبر اس کے ذہن میں تھا۔ اس ٹیکسی کو بڑی آسانی سے ڈھونڈھا جا سکتا تھا۔ اس طرح پتہ چل جاتا کہ جان میکنزو کہاں سے سوار ہوا تھا۔ وہ غیر ملکیوں کی عادت؛ جانتا تھا کہ وہ بغیر سواری کے نہیں چل سکتے ــــــ اور اپنی رہائش گاہ سے نکلتے ہی ٹیکسی انگیج کرتے ہیں اور جب تک باہر رہیں حتی الوسع کوشش کرتے ہیں کہ ایک ہی ٹیکسی انگیج رکھیں ۔

جان ــــ میکنزو کا ٹیلے کے پیچھے سردادر کو نہ پا کر ایک لمحے کے لیے تو سانس ہی رک گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی نظریں ٹیلے کے پیچھے ریت پر پڑی تو بے اختیار اس کا سانس بر آمد ہوا ــــــ ریت سپاٹ تھی۔ وہاں سردادر کی موجودگی پا جانے کا ذرہ برابر بھی نشان نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ غلط ٹیلے کی طرف آگیا ہے۔ ورنہ یہاں ریت پر تھوڑے بہت نشانات ضرور موجود ہوتے ــــــ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے ساتھ ساتھ موجود دوسرے ٹیلے دیکھنے شروع کر دیئے اور پھر ہوتے ٹیلے کے پیچھے اُسے ریت پر پڑا ہوا سردادر نظر آگیا ــــــ اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھری۔ وہ تیزی سے سردادر کی طرف بڑھا ۔ سردادر بدستور بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جھک کر سردادر کو اٹھایا۔ اور

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کاندھے پر لاد کر تیزی سے سمندر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ لانچ میں پہنچ گیا۔ اس نے سمرداور کو لانچ میں ڈالا اور لانچ کا کنٹرول سنبھال لیا ——— دوسرے لمحے لانچ انتہائی تیز رفتاری سے سمندر کی اندرونی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کافی اندر آ کر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے وہ نقشہ نکالا جو باربر نے گلشن ٹاؤن والی کوٹھی میں اس کے حوالے کیا تھا ——— اس نقشے میں وہ ساحل سے کافی دور چھوٹے چھوٹے جزیروں کی موجودگی دیکھ چکا تھا۔ اور اسی وجہ سے اس نے یہ سارا پروگرام بنایا تھا۔ نقشے کو سامنے رکھ کر اس نے سمت کا اندازہ کیا ——— اور پھر لانچ کو ان جزیروں کی سمت موڑ کر وہ اور زیادہ سپیڈ کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ ان چھوٹے چھوٹے جزیروں تک پہنچ گیا۔ جزیرے غیر آباد ہی لگتے تھے ——— ان پر گھنے درخت تھے۔ لانچ کو ایک کنارے روک کر وہ جزیرے پر چڑھا اور پھر جزیرے کے اندر گھومتا رہا۔ جزیرہ بہت ہی چھوٹا تھا۔ اور درخت اور بڑی بڑی جھاڑیوں سے اٹا پڑا جزیرے میں گھومتے پھرتے اچانک اُسے ایک بڑا سا غار نظر آیا۔ جس کے منہ پر جھاڑیاں تھیں ——— جان میکنزد جھاڑیوں کو ہٹا کر غار کے داخل ہوا۔ غار ہر لحاظ سے اس کی مرضی کے مطابق اور محفوظ تھا۔ جب وہ واپس مڑا اور پھر لانچ سے اس نے سمرداور کو اٹھایا اور لا کر اسے غار میں ڈال دیا ——— اس نے لانچ میں موجود نائیلون کی رسی اٹھالی تھی۔ اس رسی کی مدد سے اس نے سمرداور کے ہاتھ پشت کر کے مضبوطی سے باندھ دیئے ——— اور پھر پیروں کو باندھنے

بعد وہ غار سے باہر نکل آیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ سمرداور ہوش میں آنے کے بعد بھی باہر نہ نکل سکے گا۔

دوبارہ لانچ میں آنے کے بعد اس نے لانچ کا رخ گھاٹ کی طرف کیا اور لانچ تیز رفتاری سے چلتی ہوئی گھاٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اُسے اس سارے کام میں ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا تھا ——— اس لئے وہ مطمئن تھا کہ اُسے لانچ کے مالک کو مزید پیسے نہ دینے ہوں گے۔

لانچ جیسے ہی ساحل پر پہنچی۔ اس کا مالک تیزی سے لانچ پر چڑھ آیا۔ اور لانچ کو غور سے دیکھنے لگا۔

"تمہاری ایک رسی جھکولے کی وجہ سے سمندر میں گر گئی ہے۔ میری آدھے گھنٹے کی رقم ابھی بقایا ہے اس میں دوسری رسی خرید لینا تھینک یو" ——— جان میکنزد نے کہا اور پھر لانچ سے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس بار وہ ہاربر کے پاس جانے کی بجائے ایک دوسرے آدمی کو ٹرائی کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ اس آدمی کا پتہ بھی اُسے ریڈ فاکس نے دیا تھا۔ یہ نیٹو تھا۔ شہر کے جنوبی حصے میں اس کا ایک بڑا کلب بتایا گیا تھا۔ جس کا نام بھی نیٹو کلب ہی تھا۔ نیٹو کے متعلق اُسے بتایا گیا تھا کہ انتہائی چالاک اور عیار آدمی ہے ——— بظاہر انتہائی سیدھا سادھا شریف اور معصوم سا کاروباری آدمی لگتا ہے لیکن درحقیقت زیر زمین دنیا میں انتہائی بااثر ہے۔ زیر زمین دنیا میں اس نے اپنا نام گولڈن ایگل رکھا ہوا تھا ——— اور وہ کبھی گولڈن ایگل کے طور پر کسی کے سامنے نہ آیا تھا۔ اس لئے بطور نیٹو اس کے متعلق کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ

گولڈن اینگل ہو سکتا ہے۔

"کہاں چلنا ہے صاحب"۔۔۔ ٹیکسی میں بیٹھتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"نیٹو کلب لے چلو"۔۔۔ جان میکنزو نے جواب دیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جان میکنزو اب سرداور کو اس ملک سے نکال لے جانے کے بارے میں کوئی پلاننگ سوچ رہا تھا اُسے معلوم تھا کہ اب سیکرٹ سروس اس کے فرار کا ہر راستہ کاٹنے کی کوشش کرے گی۔ اس لئے وہ یہی سوچ رہا تھا کہ کسی معروف راستے کی بجائے کسی ایسے ذریعے سے سرداور کو باہر لے جائے ۔۔۔ جو سیکرٹ سروس کے ذہن میں بھی نہ آسکے۔

یہی سوچتا ہوا وہ ٹیکسی میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک چوک پر اس کی نظر ریڈ لائٹ کی وجہ سے ساتھ کھڑی کار پر پڑی ۔۔۔ پہلے اُسے خیال نہ آیا۔ لیکن پھر اچانک اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ اس نے ایک بار پھر مڑ کر دیکھنا چاہا مگر اس وقت تک لائٹ گرین ہو چکی تھی اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی تھی ۔۔۔ وہ کار اب ٹیکسی کے پیچھے آ گئی تھی اس لئے وہ بیک مرر میں آسانی سے ڈرائیور کا جائزہ لے سکتا تھا۔ وہ غور سے اُسے دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے ۔۔۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اس آدمی کو کہیں دیکھا ہے۔ لیکن اس کا چہرہ قطعی اجنبی تھا۔ وہ غور کرتا رہا۔ سوائے ایک نامعلوم سے احساس کے کوئی بات واضح طور پر شعور

ابھر رہی تھی۔ وہ مستقل سوچتا رہا۔ اور پھر تھوڑی دور جانے کے بعد اس نے یہ بھی احساس کر لیا کہ کار باقاعدہ اس کی ٹیکسی کا تعاقب کر رہی ہے۔ گو یہ تعاقب اتنی احتیاط سے کیا جا رہا تھا کہ اگر جان میکنزو کے ذہن میں پہلے سے خدشہ نہ ابھرتا اور وہ مخصوص طور پر چیک نہ کرتا تو شاید اس تعاقب سے کبھی بھی باخبر نہ ہو سکتا تھا ۔۔۔ اسی لئے اس نے فوری طور پر اس تعاقب سے چھٹکارا پانے کا فیصلہ کر لیا۔ ایک چوک پر مڑتے ہی اُسے ایک بہت بڑا سٹور نظر آیا اس میں لوگوں کا خاصا رش تھا۔

"مجھے اس سٹور کے سامنے اتار دو"۔۔۔ جان میکنزو نے اچانک ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر ۔۔۔ وہ نیٹو کلب"۔۔۔ ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔۔۔ پہلے میں نے یہاں اترنا ہے"۔۔۔ جان میکنزو نے ایک بڑا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی کو سٹور کے گیٹ کی طرف بڑھا دیا۔

"باقی تم رکھ لینا"۔۔۔ ٹیکسی رکتے ہی جان میکنزو نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ تیزی سے اترا اور تقریباً بھاگتا ہوا سٹور میں داخل ہو گیا۔ سٹور واقعی کافی بڑا تھا۔ اور اس میں بے شمار شعبے بنے ہوئے تھے۔ اسی لمحے اُسے ایک طرف بنے ہوئے ٹوائلٹ نظر آئے ۔۔۔ تو وہ سیدھا ایک ٹوائلٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹوائلٹ میں داخل ہونے کے بعد وہ رکا اور اس نے دروازے کے درمیان بنی ہوئی جھری سے آنکھ لگا دی ۔۔۔ چند لمحوں بعد اس نے پچھلی کار میں آنے والے

نوجوان کو سٹور میں گھومتے ہوئے دیکھ لیا۔ اور اس کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس کی چھٹی حس سچی تھی اور اب وہ اسے پہچان بھی گیا تھا۔ کیوں کہ اب اُسے لباس صاف نظر آ رہا تھا۔ یہ وہی لباس تھا جو عمران نے پہنا ہوا تھا ——— اور اسی لباس میں وہ عمران کو فلیٹ پر چھوڑ کر آیا تھا۔ کار میں بیٹھے ہوئے چوں کہ وہ لباس کو پوری طرح چیک نہ کر سکا تھا اس لئے اس وقت وہ اسے پہچان نہ سکا تھا۔ بس ایک مانوسیت کا احساس سا تھا۔

وہ کھڑکی سے آنکھ لگائے کھڑا رہا۔ البتہ اس کے ذہن میں الجھنیں کچھ اور بڑھ گئی تھیں کیوں کہ عمران کا اس طرح اس کا تعاقب کرنا اس کے ذہن کے مطابق انتہائی خطرناک تھا ——— عمران کو آخر اس کی ٹیکسی میں موجودگی کا کیسے پتہ چل گیا۔ اور اگر اُسے ہر چیز کا علم ہے تو پھر بجائے اس کا تعاقب کرنے کے اُسے اس جزیرے پر جا کر سردار کو پہلے رہا کرانا چاہئے تھا ——— آخر سوچتے سوچتے اس کے ذہن میں یہی خیال پختہ ہو گیا کہ جس طرح اس کی چھٹی حس نے اُسے عمران سے خبردار کیا ہے اسی طرح شاید عمران بھی اُسی چوک پر اس کی موجودگی سے آگاہ ہوا ہے اس لئے وہ اس کا تعاقب بھی کر رہا تھا ——— اور اُسے پختہ یقین تھا کہ اس چوک سے پہلے اس نے عمران کی کار کو نہیں دیکھا تھا۔ ورنہ اس کے لاشعور میں کار کا ہیولہ سا ضرور موجود ہوتا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عمران کو تیز تیز قدم اٹھاتے واپس جاتے دیکھا ——— اور چند لمحوں بعد وہ ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور لوگوں کی آڑ میں گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران کو اس نے گیٹ کراس کرتے ہوئے دیکھ

اور پھر جب وہ گیٹ پر پہنچا تو اس نے عمران کی کار کو مڑ کر مین روڈ کی طرف جاتے چیک کر لیا۔ وہ برآمدے کے ستون کی آڑ میں رک کر اُسے کافی دور تک جاتا دیکھتا رہا ——— اس کے بعد اس نے ادھر ادھر ٹیکسی کے لئے نظریں گھمانی شروع کیں۔ مگر اچانک اُسے ایک اور خیال آیا اور چونک پڑا۔ اس نے ٹیکسی والے کو نیٹو کلب کے متعلق بتا دیا تھا۔ اور ہو سکتا ہے عمران اس ٹیکسی والے کو ڈھونڈ نکالے ——— اس طرح عمران ٹیکسی ڈرائیور کی اطلاع پر اس کے پیچھے نیٹو کلب تک پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر نیٹو کلب جانے کا ارادہ بدل دیا ——— لیکن اب مسئلہ تھا کہ وہ آخر کس سے امداد حاصل کرے۔ ریڈ فاکس نے دو ہی نام بتائے تھے۔ ایک باربر اور ایک نیٹو کا۔ باربر سے وہ اب رابطہ قائم نہ کرنا چاہتا تھا ——— کیوں کہ عمران کی باتوں سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ عمران نے باربر کو نہ صرف ٹریس کر لیا ہے بلکہ وہ شاید اُسے کور بھی کر چکا ہے اور اب موجودہ صورت حال میں نیٹو کلب جانے کا بھی رسک نہ لے سکتا تھا ——— لیکن کسی کی امداد کے بغیر وہ سردار کو اس ملک سے باہر بھی نہ نکال سکتا تھا۔ یہ سوچتا ہوا وہ فٹ پاتھ پر پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دور جانے پر اُسے ایک اور کلب کا بورڈ نظر آیا ——— یہ ایک پرانی سی عمارت تھی جس پر ریڈ کارنر کلب لکھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں کلب کے دروازے پر جم گئیں۔ وہ کچھ دیر تک کلب میں آتے جاتے لوگوں کو چیک کرتا رہا ——— آنے جانے والے افراد کے چہروں اور لباس سے اس نے اندازہ لگا لیا کہ یہ کلب بھی زیر زمین افراد کا اڈہ ہے۔

کیوں کہ سب لوگ شکل و صورت چال ڈھال اور لباس سے غنڈے اور اوباش نظر آتے تھے۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ——— کلب میں داخل ہوتے ہی اُسے وہاں کا ماحول دیکھ کر یقین ہو گیا کہ وہ درست جگہ پر آیا ہے۔ وہاں چرس اور شراب کی تیز بو موجود تھی اور ہر طرف غنڈے اور بدمعاش قسم کے لوگ ہی بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے ——— جان میکرزو کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر پر ایک لحیم شحیم پہلوان نما آدمی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے تیز رنگ کی سرخ بنیان پہن رکھی تھی اور سینے پر ایک نیم عریاں عورت کی بڑی سی تصویر بنی ہوئی تھی۔

"مجھے اس کلب کے مالک سے ملنا ہے"۔

جان میکرزو نے کاؤنٹر کے قریب جا کر قدرے سخت لہجے میں کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے ہوئے پہلوان نما شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں ملنا ہے ——— اور کیا کام ہے"۔ ——— کاؤنٹر مین نے غور سے جان میکرزو کو دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"مجھے اس سے ایک کام لینا ہے۔ جس کا میں معقول ترین معاوضہ دوں گا"۔ ——— جان میکرزو نے جواب دیا۔

"کیا کام ہے"۔ ——— کاؤنٹر مین کے چہرے پر چھائی ہوئی کرختگی بدستور موجود تھی۔

"یہ میں اُسی کو بتا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ مجھے یہ یقین ہو گیا کہ وہ کسی بڑے کام میں ہاتھ ڈال سکتا ہے"۔ ——— جان میکرزو نے جواب دیا۔

"تمہیں کسی غلط آدمی نے یہاں بھیجا ہے مسٹر ——— ہمارا باس

جیگور غلط کام نہیں کرتا"۔ ——— کاؤنٹر مین نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ کیسے ——— پھر مجھے کسی صحیح آدمی کا پتہ بتا دو۔ میں یہاں اجنبی ہوں کسی کو نہیں جانتا۔ اس اطلاع کے لئے بھی ادائیگی کروں گا"۔

جان میکرزو نے جان بوجھ کر جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر اُسے انگلیوں میں لپیٹنا شروع کر دیا ——— نوٹ دیکھ کر پہلوان نما شخص کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"اگر تم کام کی نوعیت بتا دو تو میں تمہیں صحیح آدمی بتا سکتا ہوں"۔ پہلوان نما شخص نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے کہ بہت بڑا کام ہے ——— لاکھوں روپے کا ——— بس اتنا بتا سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ نہیں"۔ ——— جان میکرزو نے جواب دیا۔

"تم پولیس یا خفیہ پولیس کے بھیجے ہوئے بھی ہو سکتے ہو مسٹر"۔ کاؤنٹر مین نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"اوہ سوری ——— اگر تم پولیس سے اس طرح ڈرتے ہو تو تم سے بات کرنی ہی فضول ہے ——— میں خود ڈھونڈ لوں گا کسی کو"۔ جان میکرزو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور نوٹ کو واپس جیب میں رکھنے لگا۔

"یہ بات آئندہ منہ سے مت نکالنا۔ میرا نام جانسن ہے اور میں اس کلب کا اسسٹنٹ ہیڈ ہوں ——— باس پورے دارالحکومت کا سب سے بڑا آدمی ہے ——— سمجھے ——— لاؤ نوٹ مجھے دو۔ میں تمہیں

باس سے ملوا دیتا ہوں "۔۔۔۔۔ پہلوان نما شخص نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور جان میکنزو نے مسکراتے ہوئے نوٹ اس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ ان غنڈوں کی نفسیات اچھی طرح جانتا تھا۔۔۔۔۔ اس لئے اس کا داؤ کامیاب رہا تھا۔ جانسن نے نوٹ لے کر جیب میں رکھا اور پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور اس کا رسیور اٹھا کر ٹائل کے نیچے سٹینڈ پر لگا ہوا سفید رنگ کا بٹن دبا دیا۔

"جانسن بول رہا ہوں باس۔۔۔۔۔ ایک غیر ملکی آیا ہے۔ وہ کسی بڑے کام کے لئے آپ کی خدمات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ بڑا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہے "۔۔۔۔۔ جانسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تسلی کر لی ہے باس۔۔۔۔۔ صاف آدمی ہے"

جانسن نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد جواب دیا اور پھر او کے کہہ کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلے جاؤ۔۔۔۔۔ بائیں ہاتھ پر پہلا کمرہ ہے"۔ جانسن نے ایک سائیڈ پر بنی ہوئی سیڑھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جان میکنزو سر ہلاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیاں تعداد میں خاصی تھیں۔۔۔۔۔ اس لئے اُسے اوپر گیلری تک پہنچنے میں کچھ وقت لگ گیا۔ دروازے کے باہر ایک تختی پر موت کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ جس کے نیچے جیگر رکھا ہوا تھا۔ جان میکنزو اس نشان کو دیکھ کر دل ہی دل میں مسکرا دیا۔۔۔۔۔ اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ دفتر خاصا کھلا اور وسیع تھا۔ لیکن اس میں موجود فرنیچر آثارِ قدیمہ کا ہی معلوم ہوتا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک جگنے

سر والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ بظاہر وہ ایک پھٹیچر سا آدمی نظر آتا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں موجود تیز چمک دیکھ کر جان میکنزو کو یقین ہو گیا کہ بظاہر پھٹیچر سا نظر آنے والا یہ شخص درحقیقت انتہائی سفاک۔ ظالم۔ کینہ پرور اور عیار آدمی ہے۔

"آئیے مسٹر۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ ادھیڑ عمر شخص جو جیگور تھا جان میکنزو کو دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ڈیکوسا فرام ایکریمیا"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے میز کے سامنے رکھی ہوئی ایک پرانی سی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے جیگور کہتے ہیں۔۔۔۔۔ فرمائیے"۔۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کوئی بڑا کام کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ذرا سخت لہجے میں پوچھا۔

"پہلے آپ وضاحت کیجئے۔۔۔۔۔ کہ آپ کسے بڑا کام کہہ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے جو آپ کی نظر میں بڑا کام ہو وہ جیگور کے لئے معمولی سا کام ثابت ہو"۔۔۔۔۔ جیگور کا لہجہ اور آنکھیں بتا رہی ہیں کہ وہ جیگور کے سب ہیں کوئی خوفناک کھیل رہا ہے۔

"مجھے ایک شخص کو اس طرح ملک سے باہر لے جانا ہے کہ سیکرٹ سروس۔ انٹیلی جنس۔ پولیس یا کوئی دوسرا حکومتی ادارہ باوجود انتہائی کوشش کے رکاوٹ نہ بن سکے"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ شخص زندہ ہے یا مردہ"۔۔۔۔۔ جیگور نے آگے کی طرف

جھکتے ہوئے پوچھا۔

"بے ہوش ہے" ___ جان میکنزو نے جواب دیا۔

"کہاں بھیجنا ہے" ___ جیگور نے پوچھا۔

"اس ملک سے باہر نکال دو ___ باقی میں خود سنبھال لوں گا۔ ایک بات اور بتا دوں۔ تم مجھے عام مجرم نہ سمجھ لینا۔ میں ایکریمیا کی سپیشل سیکرٹ سروس کا سپر ایجنٹ ہوں ___ تم جانتے ہو کہ سی آئی۔ اے کے لئے یہ ایک معمولی سی بات ہے لیکن یہ معاملہ حکومتی سطح سے بھی بالاتر ہے۔ اور ہم کسی طرح بھی اس میں براہِ راست ملوث نہیں ہونا چاہتے ___ اور نہ ہی یہاں کے کسی اسم دادا سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ایرو کلب کا باربیرا اور نیٹو کلب کا نیٹو ہمارے ایک معمولی سے اشارے پر حرکت میں آ سکتے ہیں" ___ جان میکنزو نے کہا۔

"اوہ ___ میں سمجھ گیا جناب ___ بعض اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے" ___ جیگور نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ جان میکنزو کا سی آئی۔ اے کے متعلق اور پھر باربیرا اور نیٹو غنڈوں کا حوالہ اس کے لئے خاصا رعب دار ثابت ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے جناب ___ میں بندوبست کر دیتا ہوں۔ میرے لئے یہ انتہائی آسان مسئلہ ہے۔ وہ آدمی اس وقت کہاں ہے"
جیگور نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد خود ہی بولتے ہوئے کہا۔

"آدمی میرے قبضے میں ہے ___ تم مجھے اپنا طریقہ کار بتاؤ تاکہ مجھے تسلی ہو سکے۔ ہمارے لئے یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے" ___ جان میکنزو

نے جواب دیا۔

"میں اسے لانچ کے ذریعے آواہی کے ساحل تک پہنچا سکتا ہوں۔ وہاں سے آپ اسے جہاں چاہے لے جا سکتے ہیں" ___ جیگور نے جواب دیا۔

"کتنا وقت لگے گا لانچ کو وہاں تک پہنچتے ___ اور کوسٹ گارڈز کا کیا ہو گا" ___ جان میکنزو نے پوچھا۔

"لانچ کو تین روز لگیں گے جناب ___ اور کوسٹ گارڈز اس لانچ کو جس وقت چیک کرتے ہیں اس وقت آپ کا آدمی اس میں موجود نہ ہو گا" ___ جیگور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیسے تفصیل بتاؤ" ___ جان میکنزو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جناب ___ ایک مال بردار لانچ آواہی جاتی ہے۔ یہ باقاعدہ حکومت سے منظور شدہ ہے۔ ہر ہفتے ایک چکر لگاتی ہے۔ اس میں زیادہ تر جھینگر مچھلیاں اور چھوٹا سا مال ہوتا ہے ___ اس کی باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے۔ یہ لانچ کل صبح جا رہی ہے۔ میں خود لانچ کا مالک ہوں۔ میں آپ کے آدمی کو رات مچھیروں کی کشتی میں سمندر کے اندر بھجوا دوں گا ___ جب لانچ چیک ہو کر یہاں کی سمندری حدود سے کافی آگے نکل جائے گی تو مچھیروں کی کشتی لانچ سے آ ملے گی اور پھر آپ کا آدمی اس میں منتقل کر دیا جائے گا اور کشتی حسبِ دستور واپس آ جائے گی ___ اس طرح آپ کا آدمی آسانی سے نکل جائے گا" ___ جیگور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن آواہی میں بھی تو لانچ کی چیکنگ ہوتی ہو گی" جان میکنزو نے پوچھا۔

"جی ہاں ـــــ باقاعدہ ہوتی ہے ـــــ لیکن وہاں بھی یہی سلسلہ ہوگا۔ آپ کا آدمی اسی طرح کشتی کے ذریعہ وہاں کی مچھیروں کی بستی میں پہنچ جائے گا۔ جیکنگ اسپاٹ سے پہلے ہی۔ اب آپ سے کیا چھپانا، ہم اسی طرح سمگلنگ کرتے ہیں اور آج تک محفوظ ہیں۔"

جیگور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ طریقہ ـــــ مجھے پسند آیا ہے۔ سادہ اور آسان۔ جس کی طرف کسی کی توجہ نہیں جا سکتی۔ لیکن اس آدمی کے ساتھ میں بھی ہوں گا اور تمہاری لانچ میں موجود دوسرے افراد کا منہ کیسے بند ہوگا۔" ـــــ جان میکنزو نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

"لانچ کا عملہ میرا قابل اعتماد عملہ ہے۔ اگر آپ کہیں تو اس ٹور پر جیگور خود بھی ساتھ چلا جائے گا۔ تاکہ کسی قسم کا کوئی پرابلم ہی پیدا نہ ہو۔" ـــــ جیگور نے جواب دیا۔

"گڈ ـــــ اب بولو کتنی رقم لو گے۔" ـــــ جان میکنزو نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"جناب ـــــ میں اب تک تو یہی سنتا آیا ہوں کہ سی۔ آئی۔ اے بڑے معاوضے دیتی ہے۔ تمام سلسلہ آپ کے سامنے ہے۔ آپ ہی بتا دیں۔" ـــــ جیگور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ سی۔ آئی۔ اے کے حوالے کی بنا پر انتہائی مرعوب ہو چکا تھا۔

"آپ سی۔ آئی۔ اے سے ہٹ کر عام حالات میں اس کام کا معاوضہ لیتے۔" ـــــ جان میکنزو نے پوچھا۔

"ایک لاکھ روپیہ۔" ـــــ جیگور نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں آپ کو دو لاکھ روپے ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ایک لاکھ کی ادائیگی یہاں اور دوسرے لاکھ کی ادائیگی آدھی میں ہو گی۔" ـــــ جان میکنزو نے کہا اور جیگور کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ اس نے شاید ایک لاکھ روپیہ بھی اپنے طور پر بہت بڑھا کر بتایا تھا جب کہ اُسے یکلخت دو لاکھ کی آفر ہو گئی تھی۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ مجھے منظور ہے۔" ـــــ جیگور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ـــــ تم مجھے وہ جگہ بتا دو جہاں اس آدمی کے ساتھ میں پہنچ جاؤں۔ اور وقت بھی۔ ادائیگی وہیں ہو جائے گی۔" جان میکنزو نے کہا۔

"آپ ڈالفن بیچ سے شمال مشرق کی طرف تقریباً دس میل کے فاصلے پر موجود مچھیروں کی بستی جانی گوٹھ پہنچ جائیں۔ زیادہ سے زیادہ شام سات بجے تک ـــــ میں خود وہاں موجود ہوں گا۔" ـــــ جیگور نے جواب دیا۔

"میں تو اس جگہ کو جانتا نہیں۔ میرا آدمی اس وقت سمندر میں بکا موجود ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ کسی لانچ کا بندوبست کر دو ـــــ تاکہ میں تمہاری رہنمائی میں وہاں پہنچ جاؤں۔ شام ہونے میں اب کچھ زیادہ دیر تو نہیں ہے۔" ـــــ جان میکنزو نے جواب دیا۔

"سمندر میں کہاں۔" ـــــ جیگور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ساحلی جزیروں میں سے ایک پر" ـــــــ جان میکنزو نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے ایک لانچ کا بندوبست کرنا ہوگا۔ اور باقی انتظامات کے لئے بھی مجھے کچھ وقت چاہیئے۔ کم از کم ایک گھنٹہ" ـــــ جیگور نے جواب دیا۔

"تم انتظام کرو میں ایک گھنٹہ یہیں گزاروں گا۔ اور اگر ہو سکے تو میرے لیے نئے لباس اور میک اپ کا سامان بھی مہیا کر دو" ـــــ جان میکنزو نے کہا۔

"بڑی خوشی سے جناب ـــــ آپ کی خدمت کر کے تو مجھے خوشی ہوگی" ـــــ جیگور نے جواب دیا۔

"معاوضہ تو تمہیں ملے گا جیگور ـــــ لیکن میں ایکریمیا واپس جا کر تمہیں سی۔ آئی۔ اے کی سپیشل ٹیم میں شامل کرا دوں گا پھر اس شہر میں تمہاری حیثیت ہر لحاظ سے اونچی ہو جائے گی" ـــــ جان میکنزو نے کہا اور جیگور کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

"بہت بہت شکریہ مسٹر ڈیکورا ـــــ یہ آپ کا احسان ہوگا" جیگور نے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ ادھر ریسٹ روم میں آ جائیے۔ میں میک اپ کا سامان اور لباس ابھی بھجوا دیتا ہوں" ـــــ جیگور نے ایک کونے میں بنے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جان میکنزو سر ہلاتے ہوئے اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی آنکھوں میں گہرے اطمینان کے آثار چھائے ہوئے تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں خاموش بیٹھا ہوا تھا اس کی پیشانی پر شکنیں پھیلی ہوئی تھیں ـــــ سر داور کی گمشدگی ایک مسئلہ بن گئی تھی۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ہوائی اڈہ، بس اڈہ اور ریلوے سٹیشنوں کی نگرانی کر رہے تھے۔ ٹائیگر نے عمران کی ہدایت پر اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈھونڈ نکالا تھا جس میں جان میکنزو سوار ہوا تھا۔ اس ٹیکسی ڈرائیور سے صرف اتنا ہی پتہ چلا تھا کہ اس نے جان میکنزو کو ساحل سمندر سے اٹھایا تھا اور اس کمرشل سٹور کے سامنے اتار دیا تھا ـــــ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ جان میکنزو نے پہلے اُسے نیٹو کلب جانے کے لئے کہا تھا۔ لیکن بعد میں اچانک ارادہ بدل کر وہ اس کمرشل سٹور کے سامنے اتر گیا تھا ـــــ اس پر ٹائیگر نے نیٹو کلب جا کر چھان بین کی۔ اس کے کچھ دوست نیٹو کلب میں موجود تھے اُن سے پتہ چلا کہ

کوئی نیا آدمی نیٹو کلب میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ جان میکنزو نے تعاقب سے باخبر ہوتے ہی نیٹو کلب جانے کا ارادہ بدل دیا تھا ——— صفدر اور کیپٹن شکیل بار بر اور ایرد کلب کی نگرانی کر رہے تھے۔ جب کہ باقی ممبروں کو باہر جانے والے راستوں پر تعینات کیا گیا تھا۔ عمران کے لئے سب سے بڑا مسئلہ سرداور کی عدم موجودگی تھی ——— جان میکنزو اکیلا پھر رہا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ سرداور کو وہ کہیں محفوظ جگہ پر چھوڑ کر نیٹو کلب جا رہا تھا۔ اور اُسی اہم جگہ کی عمران کو تلاش تھی۔ ساحل سمندر کے اردگرد کے علاقے کی بھی چھان بین کی گئی تھی ——— لیکن وہاں کہیں بھی سرداور کا سراغ نہ ملا تھا یہ چھان بین بھی ٹائیگر نے کی تھی۔

"سرداور کی گمشدگی کا ابھی حکومت کو تو علم نہیں ہوا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے کافی دیر کی خاموشی کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب تک ہم نہ بتائیں ہو بھی نہیں سکتا۔ اور جب تک سرداور نہ ملیں میں بتانا بھی نہیں چاہتا ——— ورنہ ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"جان میکنزو کی ساحل سمندر سے ٹیکسی انگیج کرنے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے سرداور کو وہیں کہیں ہی چھوڑا ہے"۔ ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"وہی قریب کوئی ایسی جگہ ہی نہیں ہے۔ رہائشی کیبن تک وہاں موجود نہیں ہیں"۔ ——— عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا اور پھر

اچانک ایک خیال کے تحت وہ چونک پڑا۔

"اوہ ——— ضرور ایسا ہی ہوا ہو گا۔ میں خواہ مخواہ الجھا رہا"۔ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا؟" ——— بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میری ریڈی میڈ کھوپڑی کی بیٹری بہت ڈاؤن ہوتی جا رہی ہے۔ اب مجھے اسے خارج کرانا ہی پڑے گا"۔ ——— عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا آیا۔ اس نے بلیک زیرو کے سوال کا جواب ہی نہ دیا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے ساحل سمندر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ——— ساحل سمندر پر پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر خود تیز تیز قدم اٹھاتا گھاٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چوں کہ اب شام ہونے والی تھی اس لئے یہاں تفریح کرنے والوں کا ہجوم اور بھی زیادہ ہو گیا تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ایک نئی لانچ کی طرف بڑھتا چلا گیا ——— یہ لانچ چوں کہ بالکل نئی تھی۔ اس لئے عمران نے اُسے انتخاب کر لیا تھا۔ لانچ کا مالک ساحل پر ہی کھڑا تھا۔ اس کے سینے پر لانچ کا نام اور نمبر کارڈ جیسا تھا۔ اسی کارڈ کی وجہ سے ہی عمران اس کی طرف بڑھا تھا۔

"مجھے لانچ چاہیئے"۔ ——— عمران نے مالک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری ——— میں اپنی لانچ صرف غیر ملکیوں کو کرایہ پر دیتا ہوں"۔ مالک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے کرایہ کی بات کی ہے ——— میں نے صرف اتنا کہا ہے کہ مجھے لانچ چاہیئے"۔ ——— عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"مگر کیوں؟" ____ مالک نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ
اب غور سے عمران کو سر سے پیر تک دیکھ رہا تھا۔
"سیر کرنے کے لئے ____ اور میں نے لانچ کا اچار تو نہیں ڈالنا۔
ویسے ایک بات ہے اگر تمہاری لانچ کا اچار ڈالنا پڑے تو اس کے لئے
تو بہت بڑی بوتل تیار کرانی پڑے گی" ____ عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"ایک بار میں نے کہہ دیا ہے کہ میں اپنی لانچ صرف غیر ملکیوں کو دیتا
ہوں۔ وہ مناسب کرایہ دیتے ہیں۔ مقامیوں کا تو کرائے کا نام سنتے ہی
رنگ زرد پڑ جاتا ہے" ____ مالک نے پہلے سے کہیں زیادہ تحقیر [illegible]
لہجے میں کہا۔
"میں لانچ خریدنے کی بات کر رہا ہوں ____ کرائے پر لینے کی نہیں"
عمران نے کہا اور مالک عمران کی بات سن کر بری طرح چونکا۔
"آپ لانچ خریدنا چاہتے ہیں ____ مگر میں تو اسے نہیں بیچ رہا"
مالک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تو مت بیچو ____ میں نے تمہیں کب کہا ہے کہ تم بیچو ____ میں
تو خریدنے کی بات کر رہا ہوں۔ بیچنے کے بارے میں تو میں نے ایک
لفظ بھی نہیں کہا" ____ عمران نے جواب دیا۔
"آپ کو وقت ضائع کرنے کے لئے میں ہی ملا ہوں پلیز"
مالک نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ابھر
والے آثار بتا رہے تھے کہ وہ عمران کی دماغی صحت کے بارے میں
مشکوک ہو چکا ہے۔

"دنیا میں کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوتی صرف روپ بدل لیتی ہے۔
اس فلسفے پر غور کرنا" ____ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا
لانچ کی طرف بڑھنے لگا۔
"ارے ارے ____ ادھر کہاں جا رہے ہو" ____ مالک نے
غصیلے لہجے میں کہا۔
"وقت ضائع کرنے" ____ عمران نے مڑے بغیر کہا اور لانچ میں
داخل ہو گیا۔
"باہر نکلو ____ ورنہ میں پولیس کو بلاتا ہوں" ____ مالک نے
غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"بلاؤ ____ جلدی کرو ____ تاکہ پولیس کے سامنے ہی میں تمہاری
لانچ سے کوکین برآمد کر دوں۔ پولیس سے زیادہ معتبر گواہ ہمارے ملک
میں اور کون ہو سکتا ہے" ____ عمران کا لہجہ یک لخت کرخت ہو گیا۔
اور عمران کے پیچھے لانچ میں داخل ہونے والا مالک عمران کا چہرہ اور
لہجہ دیکھ کر یک لخت ٹھٹھک گیا۔
"کک ____ کوکین ____ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"
مالک نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"میں سنٹرل نارکوٹک ایجنسی کا چیف ہوں سمجھے ____ غیر ملکیوں کو
کوکین بیچتے ہو۔ سمندر کے اندر جا کر سودا کرتے ہو" ____ عمران کا
لہجہ اور بھی سخت ہو گیا۔
"نن ____ نن ____ نہیں جناب ____ آپ کو کسی نے غلط اطلاع
دی ہے جناب" ____ مالک کا تمام غصہ اور اعتماد سنٹرل نارکوٹک

ایجنسی کا نام سنتے ہی بھاپ کی طرح اڑ گیا۔ اس کا رنگ اب زرد پڑ گیا تھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے جزیروں میں کوکین چھپا رکھی ہے۔ تم غیر ملکیوں کو سیر کے بہانے وہاں لے جاتے ہو اور کوکین سپلائی کرتے ہو۔ بلاؤ پولیس کو ـــــ جلدی کرو" ـــــ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سچ ـــــ جناب ـــــ میں نے یہ کام کبھی نہیں کیا جناب۔ آپ کو غلط اطلاع ملی ہے جناب ـــــ آپ ہر طرح سے تسلی کر لیں جناب" مالک نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی تسلی کے لئے تو میں اکیلا آیا ہوں۔ تاکہ اگر تم بے گناہ ہو تو زیادہ پریشان نہ ہو۔ لیکن تم نے الٹا مجھ پر ہی پولیس بلانے کا رعب جھاڑنا شروع کر دیا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"سوری جناب ـــــ مجھے معلوم نہیں تھا جناب ـــــ یہ ٹھیک ہے میں واقعی لانچ غیر ملکیوں کو کرایہ پر دیتا ہوں۔ وہ کرایہ زیادہ دیتے ہیں ـــــ مگر جناب ـــــ کوکین والا الزام غلط ہے جناب"

مالک نے اب ہر لفظ کے بعد جناب کہنا شروع کر دیا تھا۔

"اچھا ـــــ ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ مجھے جزیرے تک لے چلو۔ اگر تم بے گناہ ہوئے تو آنے جانے کا کرایہ بھی دوں گا" ـــــ عمران نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ آپ بے شک تسلی کر لیں جناب"

مالک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے انجن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے انجن سٹارٹ کیا اور لانچ کا لنگر اٹھا کر اس نے لانچ

آگے بڑھا دی۔ عمران بڑے اطمینان سے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"آج تم نے کتنے غیر ملکیوں کو لانچ کرایہ پر دی تھی" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جناب ـــــ آج تو صرف ایک غیر ملکی نے لانچ لی تھی۔ وہ ڈیڑھ گھنٹہ سمندر میں رہا۔ حالاں کہ اس نے دو گھنٹے کا کرایہ دیا تھا۔ واپسی پر میری رسی بھی کہیں پھینک دی" ـــــ لانچ کے مالک نے کہا اور عمران رسی کا سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ ـــــ اسی غیر ملکی کے متعلق تو ہمیں اطلاع ملی ہے۔ اس کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ" ـــــ عمران نے کہا اور لانچ کے مالک نے وہی حلیہ بتا دیا جس حلیے میں جان میکنزو عمران کو ٹیکسی میں ملا تھا۔ اور عمران اس حیرت انگیز اتفاق پر حیران رہ گیا۔

"کیا اس بات کا پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ وہ غیر ملکی ڈیڑھ گھنٹہ کہاں رہا" ـــــ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"نہیں جناب ـــــ اس بات کا پتہ تو نہیں چلایا جا سکتا ـــــ کیوں" مالک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سنو ـــــ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس غیر ملکی نے بھاری مقدار میں کوکین ساحلی جزیروں میں سے کسی پر چھپائی ہے اور اس کے لئے تمہاری لانچ استعمال کی گئی ہے ـــــ ہم نے تو یہی سمجھا تھا کہ تم بھی اس کے ساتھ ملوث ہو۔ لیکن تم کہتے ہو کہ اس نے کرایہ پر لی تھی" عمران کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب ـــــ آپ میرے متعلق کہیں سے

بھی تسلی کر لیں۔ میں کبھی کسی غلط دھندے میں ملوث نہیں رہا۔" مالک نے جواب دیا۔

"پھر ایسا ہو گا کہ اس نے کوکین کہیں جزیرے میں چھپانے کے لئے تمہاری لانچ استعمال کی ہو گی۔۔۔۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ کہ جزیرے پر "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ بات تو میں بتا سکتا ہوں جناب"۔۔۔۔ مالک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیسے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب وہاں بارہ چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں جن میں سے صرف ایک جزیرہ ایسا ہے جہاں لانچ کو لنگر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اگر غیر ملکی جزیروں پر گیا ہو گا تو یقیناً اسی جزیرہ پر ہی گیا ہو گا"۔۔۔۔ مالک نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ گڈ۔۔۔ بس تم اسی جزیرے پر چلو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس نے سردار کو بہرحال ٹریس کر ہی لیا ہے۔

سردار کو ہوش آیا تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن کافی دیر تک انہیں سمجھ میں ہی نہ آیا کہ وہ کہاں ہیں۔۔۔۔ آہستہ آہستہ ان کا شعور جاگتا چلا گیا اور پھر انہیں احساس ہو گیا کہ وہ کسی بڑی غار میں بندھے ہوئے پڑے ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے تو اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کی۔۔۔۔ لیکن ہاتھ ان کی پشت پر کچھ اس انداز میں باندھے گئے تھے کہ باوجود کوشش کے وہ انہیں کھولنے میں ناکام رہے۔ اس کے بعد انہوں نے غار سے باہر نکلنے کی ٹھانی۔ کیونکہ انہیں اس غار کے محل وقوع کا پتہ نہ چل رہا تھا۔ دارالحکومت کے قریب تو کوئی ایسی پہاڑی وغیرہ نہ تھی۔۔۔۔ جہاں کوئی غار ہوتی۔ پھر وہ کہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے وہ غار سے باہر نکلنا چاہتے تھے۔ تاکہ یہ تو معلوم ہو سکے کہ وہ کہاں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کروٹیں بدل

بدل کر غار کے دہانے کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا۔ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ غار سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ——— اتنی سی کوشش سے ہی ان کے کپڑے پھٹ گئے تھے۔ چہرے پر خراشیں آگئی تھیں اور سانس پھول گیا تھا ——— غار سے باہر آ کر بھی وہ حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے رہے۔ یہاں ہر طرف درخت اور اونچی اونچی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں ——— اور اس قدر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ سردار کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دنیا سے بالکل علیحدہ کسی خطے میں موجود ہوں۔ وہ اس بات پر حیرت زدہ تھے کہ آخر انہیں اغوا کر کے کہاں لایا گیا ہے ——— اور اغوا کر کے لے آنے والے خود کہاں چلے گئے ہیں اور سب سے اہم بات یہ کہ اس کام میں عمران کا کیا کردار ہے۔ عمران نے اُسے خود بلا کر اس جان میکنزو کے ساتھ بھیجا ——— اور پھر جان میکنزو نے اسے راستے میں بے ہوش کر دیا اور اب وہ یہاں بندھے پڑے ہیں۔ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی ——— عمران پر وہ کسی بھی قیمت پر شک کرنے کو تیار نہ تھے لیکن حالات بتا رہے تھے کہ یہ سب کچھ عمران کی مرضی سے ہی ہوا ہے۔ کافی دیر تک غار کے باہر پڑے وہ یہی باتیں سوچتے رہے ——— پھر انہوں نے مزید آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا ——— کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ہو سکتا ہے انہیں کوئی امداد مل سکے۔ چنانچہ وہ جھاڑیوں میں گھسٹتے آگے بڑھتے چلے گئے ——— اور پھر کافی دور تک گھسٹنے کے بعد اچانک وہ رک گئے۔ ان کے کانوں میں ایسی آوازیں آ رہی تھیں جیسے کہیں نزدیک ہی پانی کی لہریں اچھل رہی ہوں۔ وہ چند لمحے پڑے

سوچتے رہے۔ اور ایک بار پھر وہ آگے کی طرف گھسٹتے چلے گئے۔ اب پانی کی آوازیں واضح طور پر سنائی دینے لگی تھیں ——— گو انہیں گھسٹنے میں بے حد تکلیف ہو رہی تھی۔ لیکن انہوں نے ہمت نہ ہاری اور آگے بڑھتے ہی رہے۔

تھوڑی ہی دور آگے بڑھنے کے بعد وہ اچانک رک گئے۔ کیونکہ انہیں اب دور تک پھیلا ہوا پانی صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔ اور پھر ان کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا ——— وہ اب سمجھ گئے تھے کہ وہ ساحلی غیر آباد جزیرے پر موجود ہیں۔ وہ گو کبھی ان جزیروں پر نہیں آئے تھے۔ لیکن انہوں نے ان جزیروں کے متعلق سنا ضرور ہوا تھا ——— انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ تفریح کرنے والے لانچوں پر اکثر ان جزیروں پر آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے کنارے تک پہنچنے کا فیصلہ کر لیا کہ شاید کوئی لانچ یا کشتی گزرتی ہوئی انہیں نظر آ جائے اور ان کے آواز دینے پر انہیں وہاں سے اٹھا لیا جائے ——— چنانچہ اس بار وہ اور زیادہ تیزی اور ہمت سے آگے کی طرف گھسٹنے لگے۔ جھاڑیوں کی بلندی اب خاصی کم ہو گئی تھی ——— اور اب انہیں گھسٹنے میں قدرے زیادہ آسانی محسوس ہونے لگی تھی۔

جھاڑیاں آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی گئیں۔ اور پتھریلی اور سپاٹ زمین آ گئی۔ اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ کنارے کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ——— اب انہیں سمندر واضح طور پر نظر آ رہا تھا اور وہ کنارے پر بیٹھے امید بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ لیکن سمندر دور دور تک خالی تھا۔ کہیں بھی کوئی کشتی

یا لانچ نظر نہ آ رہی تھی۔ وہ کافی دیر تک بیٹھے امید بھری نظروں سے سمن
کی طرف دیکھتے رہے —— چونکہ پیر اور ہاتھ بندھے ہونے کی
سے وہ کھڑے نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے بیٹھے رہنے پر ہی مجبور تھے
کافی دیر تک کوئی لانچ یا کشتی انہیں نظر نہ آئی تو اچانک انہیں ای
خیال آیا —— کہ کہیں وہ غلط سائیڈ پر تو نہیں بیٹھے۔ ہو سکتا ہے
جزیرے کی دوسری طرف ہوا اور کشتیاں ادھر تک آ کر واپس چلی
ہوں —— لیکن دوسری طرف اس حالت میں جانا ان کے لئے
تکلیف دہ تھا جس طرح وہ گھسٹتے گھساٹتے یہاں تک پہنچے تھے
اس کی وجہ سے بھی ان کا پورا جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اور
پورا جزیرہ کراس کر کے دوسری طرف جانا انتہائی صبر آزما
تھا —— لیکن پھر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ یہاں بیٹھے بیٹھے کو
نہ آیا تو وہ بھوک اور پیاس سے ہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں
اس لئے کوشش تو کی جائے شاید زندگی بچ جائے —— چنانچہ
زمین پر لیٹ کر کروٹیں بدل بدل کر اور گھسٹ گھسٹ کر کنارے کی
ہوتے ہوئے دوسری طرف بڑھنے لگے —— کیونکہ جھاڑیوں کی
نسبت پتھریلی زمین پر وہ نسبتاً زیادہ آسانی سے گھسٹ سکتے تھے۔
گھسٹتے گھسٹتے جب ایک بار انہوں نے کروٹ بدلی تو ان کا
تیزی سے نیچے کی طرف کھسکنے لگا۔ کیونکہ وہاں جگہ گیلی تھی۔ انہوں
نے اپنے کندھے سکوڑ کر اور جسم کو چٹانوں کے ساتھ چپکا کر اپ
آپ کو روکنا چاہا —— لیکن جسم تیزی سے نیچے کھسکتا چلا جا
اور پھر ایک لمحے کے لئے ان کی ٹانگوں کے نیچے سے زمین غائب

اور اسی ایک لمحے میں موت انہیں اپنے سامنے مجسم طور پر نظر آ
گئی —— ظاہر ہے ہاتھ اور پیر بندھے ہونے کے بعد اتنی بلندی
سے سمندر میں گرنے کے بعد ان کے زندہ بچ جانے کا ایک فی صد
بھی چانس باقی نہ رہا تھا —— لیکن وہ بے بس اور مجبور تھے انہوں
نے آخری لمحے میں اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن وہ قیامت
کا لمحہ گزر گیا اور دوسرے لمحے وہ قلابازیاں کھاتے ہوئے رائفل سے
نکلی ہوئی گولی کی طرح سمندر کی پُرشور لہروں میں گرتے چلے گئے۔ پھر
ایک زوردار چھپاکے کی آواز سنائی دی اور وہ سر کے بل پانی کے
اندر گرتے چلے گئے —— پہلے تو وہ تیر کی طرح گہرائی میں اترتے چلے
گئے۔ پھر پانی نے انہیں باہر کی طرف اچھالا۔ اور ایک لمحے کے لئے جیسے
ہی ان کا جسم پانی کی سطح پر آیا انہوں نے اپنے آپ کو ڈوبنے سے
بچانے کی لاشعوری کوشش کی —— انہوں نے اپنے جسم کو
اکڑا کر تختے کی صورت میں کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ہاتھ پیر بندھے
ہونے کی وجہ سے ان کی کوشش ناکام ہوئی۔ اور وہ ایک بار پھر پانی
میں ڈوبتے چلے گئے —— پانی نے ایک بار پھر انہیں باہر کی طرف
اچھالا اور اس بار صرف ان کا سر ہی پانی سے باہر نکل سکا اور یہ ان
کے شعور کا آخری منظر تھا —— اس کے بعد ان کے ذہن پر تاریکی کی
ابر چادر پھیلتی چلی گئی۔ یہ تاریکی یقیناً موت کی سی تاریکی تھی۔

"کچھ حالات ایسے پیش آگئے تھے ہاربر کہ میں تم سے رابطہ قائم نہ کر سکا۔ تمہیں اپنے آدمیوں کی ہلاکت کی اطلاع تو مل چکی ہو گی ـــــ مجھے افسوس ہے وہ دونوں بالکل ہی کمزور نکلے"ـــــ جان میکنزو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ـــــ مل چکی ہے ـــــ لیکن واقعہ کیا ہوا تھا جناب۔ دولت آباد کا ایک مشہور غنڈہ بھی آپ کو پوچھتا ہوا میرے پاس آیا تھا"ـــــ ہاربر نے جواب دیا۔

"دولت آباد کا مشہور غنڈہ ـــــ اور مجھے پوچھتا ہوا آیا تھا"۔ میکنزو اس اطلاع پر بُری طرح چونک پڑا۔

"ہاں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل دولت آباد کا مشہور غنڈہ کوبرا آیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ریڈ فاکس سے اس کا تعلق ہے اور ریڈ فاکس نے اُسے یک اہم پیغام دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے ـــــ وہ آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتا تھا لیکن ظاہر ہے آپ غائب تھے۔ اس پر اس نے کہا کہ پ جیسے ہی آئیں آپ کو اطلاع دے دی جائے۔ اس نے اپنا پتہ دینے سے گریز کیا تھا ـــــ اور کہا تھا کہ وہ خود فون کر کے پوچھ لے گا"۔ ربر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ وہ یقیناً کوئی غلط آدمی ہو گا۔ ریڈ فاکس نے کبھی کسی کو برے دولت آباد کا ذکر نہیں کیا۔ ویسے بھی اگر اُسے کوئی پیغام دینا تھا تو وہ مجھے براہِ راست دے سکتا تھا"ـــــ جان میکنزو نے جواب یا۔

"ہو سکتا ہے جناب"ـــــ ہاربر نے جواب دیا۔

جان میکنزو نیا میک اپ کرنے کے ساتھ ساتھ نیا لباس بھی پہن چکا تھا۔ اور اب اُسے آسانی سے نہ پہچانا جا سکتا تھا۔ جنگو اسے میک اپ کا سامان اور لباس دینے کے بعد جا چکا تھا۔ اُسے گئے ہوئے بھی کافی دیر ہو چکی تھی ـــــ جان میکنزو نے لباس تبدیل کرنے کے بعد میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف گھسیٹا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایرو کلب"ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ اور جان میکنزو آواز سے ہی پہچان گیا کہ دوسری طرف سے بولنے والا بذاتِ خود ہاربر ہے۔

"ہاربر ـــــ میں وائلڈ بول رہا ہوں"ـــــ جان میکنزو نے پورا نام لینے کی بجائے آدھے نام پر ہی اکتفا کیا۔

"اوہ جناب ـــــ آپ کہاں چلے گئے ـــــ میں تو سخت پریشان ہوں"ـــــ ہاربر نے تیز اور جوشیلے لہجے میں کہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیا تم اُسے ذاتی طور پر جانتے ہو کہ وہ واقعی دولت آباد کا نمائندہ ہے؟"
جان میکنزو نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ذاتی طور پر تو نہیں جانتا ——— صرف نام ہی اس کا سنا ہوا ہے"
باربر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— پھر یقیناً وہ سیکرٹ سروس کا آدمی ہو گا اور اس طرح وہ تم سے میرا پتہ پوچھنا چاہتا ہو گا ——— بہرحال اب وہ خود آئے یا اس کا فون ——— تو تم نے اُسے یہی کہنا ہے کہ میرا تم سے کوئی رابطہ قائم نہیں ہوا" ——— جان میکنزو نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں یہی جواب دوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرے لائق کوئی خدمت" ——— باربر نے کہا۔

"سنو ——— مجھے فوری طور پر دو لاکھ روپے اور ایک وسیع رینج عمل کا ٹرانسمیٹر چاہیے۔ کتنی دیر میں بندوبست ہو سکتا ہے"
جان میکنزو نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں جناب" ——— باربر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تم یہ دونوں چیزیں آدھے گھنٹے کے بعد ایک بیگ میں رکھ کر باسم روڈ پر موجود دستی کمرشل سٹور کے دروازے پر کسی آدمی کو دے کر بھیج دو ——— میرا آدمی اس سے وصول کر لے گا۔ تمہارے آدمی نے نیلے رنگ کی ٹائی باندھ رکھی ہو اور اس کے کوٹ کے کالر پر کوئی پھول لگا ہونا چاہیے" ——— جان میکنزو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— پہنچ جائے گا۔ مگر لینے والے کی کیا نشانی ہو گی؟" ——— باربر نے پوچھا۔

"وہ اس سے آ کر ماچس مانگے گا۔ تمہارا آدمی جواب دے گا کہ لائٹر ہے۔ جس پر وہ کہے گا کہ لائٹر ہے تو پھر سونے کا ہونا چاہیے"
جان میکنزو نے اُسے فوری طور پر کوڈ نما الفاظ بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ایسا ہی ہو گا" ——— باربر نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری رقم اور ٹرانسمیٹر کی قیمت سے ڈبل تمہیں ریڈ فاکس بھیج دے گا۔ تم فکر نہ کرو چیزیں پہنچ جانی چاہئیں اور تعاقب وغیرہ سے اپنے آدمی کو ہوشیار کر دینا" ——— جان میکنزو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— آپ بے فکر رہیں" ——— باربر نے کہا۔

"او۔ کے" ——— جان میکنزو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ اس کا مشن مکمل طور پر کامیاب رہے گا۔ اُسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس ضرور اس کے ملک میں سرداور کو ہلاک کرانے کے لئے آئے گی۔ لیکن وہاں کے لئے اُسے کوئی فکر نہ تھی کیوں کہ وہاں اس کے پاس بے پناہ وسائل موجود تھے۔

تقریباً آدھا گھنٹہ بعد دروازہ کھلا اور جیگر اندر داخل ہوا۔ پہلے تو وہ جان میکنزو کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ کیوں کہ جان میکنزو نئے میک اپ میں تھا۔

"سب انتظامات مکمل ہو گئے" ——— جان میکنزو نے اُسے ٹھٹھکتے

دیکھ کر پوچھا۔ اور اس کی آواز سن کر جیگور بے اختیار مسکرا دیا۔

"حیرت انگیز ـــــ کمال کا میک اپ کیا ہے آپ نے ـــــ میں تو بالکل ہی نہیں پہچان سکا" ـــــ جیگور نے کہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ ـــــ انتظامات ہو گئے۔" جان میکنزد نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں ـــــ سب انتظامات ہو گئے ہیں۔ ہم یہاں سے کار کے ذریعے جاپی گوٹھ جائیں گے۔ وہاں ایک لانچ ہماری منتظر ہوگی۔ اس لانچ کے ذریعے ہم جزیرے پر پہنچیں گے اور وہاں سے آپ کے آدمی کو لائیں گے اور اسے مچھیرے کی کشتی میں آپ سمیت سمندر میں روانہ کر دیں گے ـــــ سامان بردار لانچ پر میں ہوں گا اور چیکنگ کے بعد اندرون سمندر آپ اور آپ کے آدمی کو لانچ پر سوار کر لوں گا اور لانچ آگے بڑھ جائے گی" ـــــ جیگور نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ پھر چلیں" ـــــ جان میکنزد نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کلب کے چھوٹے دروازے سے باہر سڑک پر نکل آئے۔

"اس طرف میری کار موجود ہے" ـــــ جیگور نے ایک طرف گلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم کار لے کر سٹی کمرشل سٹور کے سامنے پہنچ جاؤ میں تمہیں وہاں ملوں گا۔ میں تمہارے لئے رقم کا بندوبست کر لوں" ـــــ جان میکنزد نے کہا۔

"اوہ ـــــ ٹھیک ہے جناب" ـــــ جیگور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے گلی کی طرف مڑ گیا۔ جب کہ جان میکنزد تیز تیز قدم اٹھاتا کمرشل سٹور کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــــ جب وہ سٹور کے برآمدے میں پہنچا تو اُسے ایک ستون کے ساتھ بار بر کا آدمی کھڑا نظر آ گیا۔ ایک بیگ بھی اس کے ساتھ فرش پر پڑا تھا ـــــ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی ٹیکسی کی انتظار میں کھڑا ہو۔ اس نے نیلے رنگ کی ٹائی باندھ رکھی تھی اور کوٹ کے کالر پر پھول بھی اٹکا رکھا تھا۔

"ٹاجیس مل سکتی ہے" ـــــ جان میکنزد نے اس آدمی کے قریب جا کر بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا اور جان میکنزد کا فقرہ سن کر وہ چونک پڑا۔

"سوری ـــــ لائنڑ ہے" ـــــ اس آدمی نے غور سے جان میکنزد کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"لائنڑ ہے تو پھر سونے کا ہونا چاہیئے" ـــــ جان میکنزد نے اپنا ہی بنایا ہوا کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اس بیگ میں آپ کی مطلوبہ چیزیں موجود ہیں" اس آدمی نے مطمئن انداز میں بیگ اٹھا کر جان میکنزد کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"باربر سے میرا شکریہ ادا کر دینا" ـــــ جان میکنزد نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیگ اٹھائے تیزی سے واپس مڑا۔ اسی لمحے ایک کار اس کے قریب آ کر رکی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے جیگور نے ہاتھ باہر نکال کر لہرایا تو جان میکنزد تیزی سے کار کی طرف مڑا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر وہ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جیگور نے کار

تیزی سے آگے بڑھا دی۔

"رقم کا بند و بست ہو گیا ہے جناب؟" ـــــــ جیگور نے کار کو چلاتے ہوئے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ـــــ ہو گیا ہے۔ سی۔ آئی۔ اے کے لئے رقم کوئی مسئلہ نہیں ہوتی" ـــــــ جان میکنزو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جیگور نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار شہر سے باہر جانے والی سڑک پر آگئی اور پھر وہاں سے ایک چھوٹی سڑک پر گھوم کر آگے بڑھتی چلی گئی ـــــ تھوڑی دور آگے جا کر سڑک ختم ہو گئی۔ اور اب کار ریت پر دوڑ رہی تھی۔ دور سمندر بھی نظر آ رہا تھا۔ کافی دیر تک ریت پر دوڑنے کے بعد مچھیروں کی ایک بستی کے آثار نظر آنے لگ گئے۔

"یہ جانی گوٹھ ہے جناب ـــــ مچھیروں کی بستی" ـــــ جیگور نے جان میکنزو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جان میکنزو نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بستی کے کنارے پر بنے ہوئے ایک کچے مکان کے سامنے جا کر رک گئی۔ مکان میں سے دو غنڈے ٹائپ آدمی نکل کر کار کی طرف آئے ـــــ ان کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ جیگور اور جان میکنزو بھی نیچے اتر آئے۔ جان میکنزو نے بیگ ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔

"لانچ ابھی نہیں آئی سومار؟" ـــــ جیگور نے ایک مسلح شخص سے مخاطب ہوتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"باس ـــــ لانچ گھاٹ میں تیار کھڑی ہے۔ آپ حکم کریں تو ابھی یہاں پہنچ جائے گی" ـــــ مسلح شخص نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جلدی منگواؤ" ـــــ جیگور نے سخت لہجے میں کہا اور جان میکنزو کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ اس کچے مکان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جان میکنزو بھی بیگ اٹھائے اس کے پیچھے چلتا ہوا مکان میں داخل ہو گیا۔

"اب آپ رقم میرے حوالے کر دیں جناب" ـــــ جیگور نے ایک کمرے میں رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"رقم اس وقت ملے گی جب تم پاکیشیا کی سمندری حدود کراس کر جاؤ گے اس سے پہلے نہیں" ـــــ جان میکنزو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ جیگور کچھ کہتا۔ ایک مسلح آدمی جو سومار کے ساتھ مکان سے باہر آیا تھا تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا۔

"باس ـــــ آپ نے لانچ جزیرے پر لے جانی تھی" آنے والے نے کہا۔

"ہاں ـــــ کیوں" ـــــ جیگور نے پوچھا۔ جان میکنزو بھی چونک پڑا۔

"باس ـــــ جزیرے پر سے مچھیروں نے ایک آدمی کو ڈوبتے ہوئے بچایا ہے۔ بوڑھا آدمی ہے۔ اس کے ہاتھ پیر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے ـــــ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے تو میں نے سوچا کہ کہیں وہ ہمارا مطلوبہ آدمی ہی نہ ہو" ـــــ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ یقیناً وہی ہوگا۔ وہاں رسیوں سے بندھا ہوا وہی آدمی ہو سکتا ہے۔ مر گیا ہے یا زندہ ہے" ۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"زندہ ہے جناب ۔۔۔۔۔ اگر مچھیرے کچھ لمحے دیر سے پہنچتے تب یقیناً مر جاتا۔ ویسے ابھی وہ پوری طرح ہوش میں نہیں آیا۔ بوڑھا حکیم اس کا علاج کر رہا ہے" ۔۔۔۔۔ آنے والے نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ ۔۔۔۔۔ چلو ۔۔۔۔۔ مجھے لے چلو" جان میکنزو نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بیٹھیں ۔۔۔۔۔ اسے یہیں بلوا لیتے ہیں۔ اس بستی پر ہماری حکمرانی ہے" ۔۔۔۔۔ جیگور نے جان میکنزو سے کہا اور پھر وہ آنے والے سے مخاطب ہو کر بولا۔

"جیکو ۔۔۔۔۔ تم اس بوڑھے کو یہاں لے آؤ۔ اور جو اسے بچا لیا ہے اسے بھی بلا لاؤ" ۔۔۔۔۔ جیگور نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہت اچھا باس" ۔۔۔۔۔ جیکو نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"یہ تو اچھا ہوا کہ وہ زندہ بھی بچ گیا اور یہاں بھی پہنچ گیا ورنہ سارا مشن فیل ہو جاتا" ۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔۔ جو ہوتا ہے اچھا ہی ہوتا ہے" ۔۔۔۔۔ جیگور نے جواب دیا لیکن اس کے لبوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔ لیکن اس مسکراہٹ کو جان میکنزو چیک نہ کر سکا۔ کیونکہ اس کی تمام تر توجہ

دروازے کی طرف ہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جیکو سرداور کو کاندھے پر لادے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک بوڑھا سا آدمی تھا جس نے ہاتھ میں ایک میلا سا بیگ اٹھایا ہوا تھا ۔۔۔۔۔ جب کہ دوسرا ایک نوجوان مچھیرا تھا۔ ان دونوں نے اندر آتے ہی جیگور کو انتہائی جھک کر سلام کیا۔ جیکو نے سرداور کو ایک طرف پڑی ہوئی بنچ پر لٹا دیا ۔۔۔۔۔ سرداور بے ہوش تھے لیکن ان کی جلد کی رنگت بتا رہی تھی کہ وہ موت کے خطرے سے باہر آ چکے ہیں۔

"بوڑھے ۔۔۔۔۔ اس کی اب کیا حالت ہے۔ کیا اس کی جان کو تو کوئی خطرہ نہیں" ۔۔۔۔۔ جیگور نے تھیلے والے بوڑھے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں مائی باپ ۔۔۔۔۔ یہ اب بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے اسے نیند والی بوٹی کھلا دی ہے اب یہ کم از کم دو روز سویا رہے گا۔ اس کے بعد جب یہ اٹھے گا تو بالکل تندرست ہوگا مائی باپ" ۔۔۔۔۔ بوڑھے نے ہاتھ جوڑتے ہوئے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔ یہ لو تم اپنا انعام" ۔۔۔۔۔ جیگور نے جیب سے پچاس روپے کا نوٹ نکال کر بوڑھے کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھے نے نوٹ اٹھا کر یوں سلام کرنا شروع کر دیا جیسے اسے سات بادشاہوں کا خزانہ مل گیا ہو۔

"اسے تم لے آئے تھے" ۔۔۔۔۔ جیگور نے اب نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں مائی باپ ۔۔۔۔۔ میں جزیرے سے پرے بھنور والے پانی میں گیا تھا۔ وہاں میں نے بڑے کیکڑے کے لئے جال ڈالا ہوا تھا کہ میری

طبیعت خراب ہو گئی۔ راس پر میں تشکار چھوڑ کر واپس آ گیا۔ جزیرے کے قریب سے گزرتے ہوئے میں نے اسے اوپر سے گرتے اور پھر ڈوبتے دیکھا تو مائی باپ اسے بچا لیا" ـــــ نوجوان نے بھی انتہائی عاجزانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لو ـــــ یہ تمہارا انعام" ـــــ جگور نے پچاس روپے کا ایک نوٹ نکال کر اس نوجوان کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ اس نوجوان مچھیرے نے نوٹ اٹھا کر بڑے عاجزانہ انداز میں سلام کیا۔ اس کی آنکھوں میں نوٹ دیکھ کر بے حد چمک آ گئی تھی۔

"اور سنو ـــــ اس آدمی کے یہاں آنے کے متعلق کسی کو خبر نہیں ہونی چاہئے ورنہ میں پوری بستی کو آگ لگا دوں گا" ـــــ جگور نے انتہائی کڑک دار لہجے میں بوڑھے اور نوجوان مچھیرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم سمجھتے ہیں مائی باپ ـــــ آپ بے فکر رہیں" ـــــ ان دونوں نے جواب دیا اور پھر جگور کے اشارے پر وہ سلام کرتے ہوئے تیزی سے باہر نکلتے چلے گئے ـــــ چیکو سمر داور کو بینچ پر لٹا کر ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔

"آپ نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے کہ یہی آپ کا مطلوبہ آدمی ہے۔ جسے سرحد سے باہر منتقل کرنا ہے" ـــــ جگور نے اس بار جان ہیکنزو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل یہی ہے" ـــــ جان ہیکنزو نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ جگور کوئی اور بات کرتا، مکان سے باہر ملنے

وہ مسلح آدمی جسے جگور نے سومار کے نام سے مخاطب کیا تھا۔ اور جو لانچ لینے کے لئے گیا تھا اندر داخل ہوا۔

"باس ـــــ لانچ آ گئی ہے" ـــــ سومار نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو ـــــ ابھی لانچ کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ جگور نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور سومار خاموش کھڑا رہ گیا۔

"دیکھیں جناب ـــــ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آدھی رقم آپ مشن شروع ہونے سے پہلے اور آدھی بعد میں دیں گے" ـــــ جگور نے جان ہیکنزو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے دوں گا ـــــ میں کب اپنے وعدے سے مکر رہا ہوں" جان ہیکنزو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن پہلے میری تسلی کرا دیں کہ آپ کے پاس رقم ہے بھی سہی یا نہیں" ـــــ جگور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"رقم اس بیگ میں موجود ہے ـــــ اطمینان رکھو ـــــ ہم کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے" ـــــ جان ہیکنزو نے ساتھ رکھے ہوئے بیگ کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"سنو مسٹر ـــــ معاملہ میری توقع سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ مجھے یہ آدمی انتہائی اہم لگ رہا ہے۔ اس لئے پہلا معاہدہ کینسل ـــــ اب میں بیس لاکھ روپے لوں گا۔ اور وہ بھی پہلے۔ ورنہ دوسری صورت میں یہ آدمی ہمارے پاس رہے گا۔ ہم یہاں کی حکومت سے سودا بازی کر لیں گے" جگور نے یک لخت بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو جیگو ۔۔۔ لالچ کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ جو تم سے معاہدہ ہوا اس پر قائم رہو۔ ورنہ اونچی چھلانگ مارنے کی صورت میں حالات پلٹ بھی سکتے ہیں" ۔۔۔ جان میکنزو نے سخت لہجے میں کہا۔ اور اس کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف رینگنے لگا۔

"ہاتھ جیب سے پرے رکھو ۔۔۔ ورنہ میں گولی چلا دوں گا"

جیگو نے انتہائی پھرتی سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا اور جان میکنزو نے ہاتھ پرے کر دیا۔ لیکن اس کا چہرہ سن ہو گیا تھا اور آنکھوں میں موجود فرق اور گہری ہو گئی تھی ۔۔۔ اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجانا شروع کر دیا تھا۔

"جیکو ۔۔۔ اس کی تلاشی لو ۔۔۔ اور سنو مسٹر ۔۔۔ اگر کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو ڈھیر کر دوں گا" ۔۔۔ جیگو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور جیکو نے تیزی سے آگے بڑھ کر جان میکنزو کو پکڑ کر اٹھانا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر قلابازی کھاتا ہوا جیگو کے اوپر جا گرا۔ جان میکنزو عین اسی لمحے ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔۔۔ سومار نے تیزی سے کندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتارنے کی کوشش کی۔ لیکن جان میکنزو بھوکے چیتے کی طرح اچھل کر اس سے جا ٹکرایا۔ اور اسی لمحے فائر ہوا ۔۔۔ لیکن گولی جان میکنزو کی بجائے اس کے قریب سے گزرتی ہوئی دیوار میں جا گری۔ یہ فائر جیگو نے کیا تھا۔ لیکن اتنی دیر میں جان میکنزو سومار کو پٹخ کر اس سے مشین گن چھیننے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا۔ جیکو پوری قوت سے اس سے آٹکرایا اور مشین گن اس کے ہاتھ سے بھی نکلتی چلی گئی۔

"خبردار ۔۔۔ ہاتھ اٹھا دو" ۔۔۔ اچانک جیگو نے ریوالور کی نال جان میکنزو کے سینے سے لگا دی۔ جان میکنزو کے سنبھلنے کے وقفے میں وہ اس کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا ۔۔۔ اور جان میکنزو نے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔ کیونکہ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔

"بولو ۔۔۔ بیس لاکھ دے سکتے ہو یا نہیں" ۔۔۔ جیگو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اگر تم بضد ہو تو ایسے ہی سہی ۔۔۔ لیکن اس کے لئے مجھے فون کرنا پڑے گا" ۔۔۔ جان میکنزو نے سرد لہجے میں کہا۔

"فون نہیں ۔۔۔ اگر تم اپنے رقعے پر منگوا سکتے ہو تو بولو"

جیگو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔۔۔ رقعے پر کام نہیں ہو سکتا ۔۔۔ بھاری رقم ہے" فون تو کرنا ہی پڑے گا" ۔۔۔ جان میکنزو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ پھر تم چھٹی کرو۔ جو رقم تم لے آئے ہو ہمارے لئے فی الحال وہی کافی ہے۔ باقی ہم اس آدمی کے بدلے حکومت سے لے لیں گے" ۔۔۔ جیگو نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو جیگو ۔۔۔ اب بھی وقت ہے کہ لالچ نہ کرو۔ میں نے تمہاری عدم موجودگی میں کسی جگہ فون کیا ہے اور میرے آدمیوں کو سب معلوم ہے مجھے مارنے کے بعد تم میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہ سکتا" ۔۔۔ جان میکنزو نے کہا۔

"وہ بعد کی بات ہے۔ جیگو ایسی باتوں سے نہیں ڈرا کرتا۔ اور مجھے

سی۔ آئی۔ اے کی دھونس بھی نہ دینا۔ اتنا احمق میں نہیں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ سی۔ آئی۔ اے مجھ جیسے آدمیوں سے کام نہیں لیا کرتی۔ اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں"۔۔۔۔ جیگور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو ۔۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں بعد میں پچھتانے کا بھی موقع نہ ملے"
جان میکنزد نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"سوچ لیا ہے ۔۔۔۔ جاؤ"۔۔۔۔ جیگور نے کہا اور اس کی انگلی نے ٹریگر پہ حرکت کی مگر اسی لمحے جان میکنزد بجلی کی سی تیزی سے نیچے بیٹھ گیا ۔۔۔۔ اور پھر کمرہ جیگور کی چیخ سے گونج اٹھا۔ کیوں کہ نیچے بیٹھتے ہی جان میکنزد نے ایک جھٹکے میں جیگور کو اٹھا کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے چیکو اور سوبار پہ اچھال دیا اور جیگور چیختا ہوا ان دونوں سے جا ٹکرایا۔ اور وہ تینوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے جا گرے ۔۔۔۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے جان میکنزد نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے کمرے میں لگا تار تین دھماکوں کے ساتھ تین چیخیں گونجیں ۔۔۔۔ اور جیگور سمیت وہ دونوں فرش پر گر کر تڑپنے لگے

"وائلڈ ٹائیگر کو تم نے چوہا سمجھ لیا تھا ۔۔۔۔ گھٹیا بدمعاش"
جان میکنزد نے حقارت آمیز لہجے میں ایک طرف تھوکتے ہوئے کہا
سوبار نے اٹھنے کی کوشش کی ۔۔۔۔ لیکن اسی لمحے جان میکنزد نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اور سوبار ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ جیگور اور چیکو کو گولیاں سینے اور پہلو میں لگی تھیں۔ ان کی حرکات اب آہستہ آہستہ سست پڑتی جا رہی تھی ۔۔۔۔ اور چند لمحوں بعد وہ تینوں ساکت ہو گئے۔ ان کے ارد گرد کی زمین خون سے سرخ ہو گئی۔ چوں کہ فائرنگ

کی آوازوں کے باوجود اور کوئی آدمی اندر نہ آیا تھا۔ اس لئے جان میکنزد سمجھ گیا کہ یہاں جیگور کے یہ دو ساتھی موجود تھے ۔۔۔۔ اور بستی والے شاید ایسی فائرنگ کے عادی رہے ہوں گے۔ چنانچہ ریوالور اس نے جیب میں ڈالا ایک مشین گن اٹھا کر کاندھے سے لٹکائی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے بینچ پہ پڑے ہوئے سرداور کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ اس کے بعد وہ مڑا اور اس نے دوسرے ہاتھ سے بیگ اٹھایا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا مکان سے باہر نکلتا چلا آیا۔

مکان سے باہر نکلتے ہی اسے سامنے ساحل پہ ایک جدید ترین لانچ کھڑی نظر آئی۔ لانچ پہ کوئی آدمی نہ تھا۔ شاید ڈرائیور کو واپس بھیج دیا گیا تھا ۔۔۔۔ بہرحال جان میکنزد بیگ اور سرداور کو اٹھائے تیزی سے لانچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے لانچ میں داخل ہوتے ہی سرداور کو ایک طرف لٹایا اور لنگر اٹھا کر انجن کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔۔ دوسرے لمحے لانچ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر تیزی سے سمندر میں تیرتی چلی گئی۔ جان میکنزد اب پوری طرح مطمئن تھا۔

کافی اندر آنے کے بعد جان میکنزد نے لانچ کا انجن بند کر دیا۔ اور جب لانچ سمندر کی لہروں پہ کشتی کی طرح تیرنے لگی تو اس نے قریب پڑا بیگ اٹھایا اور اس میں سے وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر ریڈ فاکس کی فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ۔۔۔۔ ریڈ فاکس سپیکنگ اوور" ۔۔۔۔ تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد ٹرانسمیٹر پہ ریڈ فاکس کی آواز ابھری۔

"وائلڈ بول رہا ہوں جناب اوور" ۔۔۔۔ جان میکنزد نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس کی اشتیاق بھری آواز سنائی دی اور جان میکنزو نے جواب میں تمام صورت حال تفصیل سے بتا دی۔

"ویری گڈ ۔۔۔۔۔ تم پہلے مجھے کال کر لیتے تو تمہیں اس جیگو کے پاس جانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ میں پاکیشیا میں اپنے سفارت خانے کو کال کر دیتا ہوں۔ وہ تمہیں اور سردار کو کور کر لیں گے اس کے بعد اسے وہاں سے نکالنا آسان ہو جائے گا اوور" ۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کیسے جناب ۔۔۔۔۔ سیکرٹ سروس تو بھوکے کتوں کی طرح ہماری تلاش میں ہو گی اوور" ۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس کا طریقہ بھی میں نے سوچ لیا ہے۔ دو چار روز بعد سفارت خانے کے کسی ملازم کی اچانک موت کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اور پھر اس لاش کا تابوت ویسٹرن کارمن لایا جائے گا ۔۔۔۔۔ لیکن اس تابوت میں اس ملازم کی لاش کی بجائے سردار اور اس ملازم کے میک اپ میں بے ہوش پڑے ہوں گے۔ بولو کیسا طریقہ ہے اوور" ۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے کہا۔

"ویری گڈ باس ۔۔۔۔۔ بہت خوب صورت طریقہ ہے۔ آپ واقعی باس ہیں ویری گڈ" ۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کھلے دل سے ریڈ فاکس کی ذہانت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔۔۔ اب تم مجھے وہ جگہ بتاؤ تاکہ سفارت خانے والے تمہیں

سردار کو لے لیں اوور" ۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے پوچھا۔

"جناب ۔۔۔۔۔ یہاں ساحل سے قریب ہی چھوٹے چھوٹے غیر آباد جزیرے ہیں۔ میں لانچ میں وہاں پہنچ جاتا ہوں۔ سفارت خانے والے مجھے وہاں سے لے سکتے ہیں اوور" ۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کہا۔

"او کے ۔۔۔۔۔ تم وہاں پہنچنے کے بعد اپنی لانچ کو چھپا دینا۔ میں سفیر سے کہوں گا کہ وہ اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر کے ذریعے تم دونوں کو وہاں سے اٹھا لے گا اوور" ۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ ورنہ وہ لانچ میں آئے تو ہو سکتا ہے سیکرٹ سروس والے مشکوک ہو جائیں اوور" ۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔ وہاں ہمارے سفیر کے پاس ذاتی ہیلی کاپٹر ہے اوور" ۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے کہا۔

"او کے سر اوور" ۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔۔ ریڈ فاکس نے کہا۔ اور جان میکنزو نے ٹرانسمیٹر آف کر کے دوبارہ انجن چلا دیا اور پھر لانچ کا رخ واپس جزیروں کی طرف موڑ دیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران جزیرے پر گھومتا پھر رہا تھا۔ پورا جزیرہ غیر آباد اور خالی تھا۔ کہیں کوئی انسان نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران نے سرداور کا نام لے کر زور زور سے آوازیں بھی دیں ـــــ لیکن اس کی اپنی آواز ہی جزیرے میں گونج کر رہ گئی۔ اور کہیں سے کوئی جواب نہ آیا۔ گھومتے پھرتے اچانک عمران ایک جگہ ٹھٹھک کر رک گیا ـــــ اس جگہ کسی چیز کے گھسٹنے کے آثار واضح تھے۔ مڑی تڑی جھاڑیوں سے صاف اندازہ ہوتا تھا کہ کوئی انسان ان پر سے گھسٹتا ہوا آگے بڑھا ہے اور اس کے گھسٹنے کی وجہ سے ایک لکیر سی بن گئی تھی ـــــ عمران اس لکیر کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جوں جوں عمران آگے بڑھتا چلا گیا گھسٹنے کے آثار بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر عمران جزیرے کے شمالی کنارے تک پہنچ گیا ـــــ اور پھر اس کی نظر گھاس پر پڑے ہوئے

ایک قلم پر پڑی۔ اس نے تیزی سے جھک کر وہ قلم اٹھا لیا۔ اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی ـــــ قلم پر اسی لیبارٹری کا مخصوص نشان موجود تھا جس کے سربراہ سرداور تھے۔ اس قلم کے ملنے کے بعد اب اس بات میں کوئی شک نہ رہا تھا کہ سرداور کو یہاں لایا گیا ہے ـــــ اور قلم کی اس طرح یہاں موجودگی سے یہ بات بھی واضح ہو گئی تھی کہ سرداور ہی یہاں گھسٹتے رہے ہیں اور اس وجہ سے یہ قلم ان کی جیب سے نکل کر گرا ہے۔ لیکن پھر سرداور کہاں گئے۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا ـــــ گھسٹنے کے آثار اب جنوب کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ اور تھوڑی دور جانے کے بعد عمران یک لخت رک گیا۔ کیوں کہ سامنے ایسی ڈھلوان موجود تھی ـــــ جس پر نہ صرف نمی موجود تھی بلکہ نمی کی زیادتی کی وجہ سے اس پر کائی سی جم گئی تھی۔ اور اس کائی پر موجود نشانات سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ گھسٹنے والا شخص یہاں پہنچتے ہی کائی پر سے پھسلا اور پھر سمندر میں جا گرا ـــــ اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ سرداور کو یہاں لا کر باندھ دیا گیا۔ اور سرداور ہوش میں آنے کے بعد گھسٹتے ہوئے کنارے پر پہنچے اور پھر کائی پر سے پھسل کر سمندر میں گر پڑے ـــــ اس کے بعد سوچتے ہوئے عمران جیسے شخص کو بھی بے اختیار جھرجھری سی آ گئی۔ کیوں کہ بندھے ہوئے شخص کا اتنی بلندی سے سمندر میں گرنے کے بعد جو حشر ہو سکتا تھا وہ اظہر من الشمس تھا۔

عمران چند لمحے وہاں کھڑا دانتوں سے ہونٹ کاٹتا رہا۔ پھر تیزی سے واپس مڑا۔ اور اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں لانچ لنگر انداز تھی۔

یہ جزیرے کی مشرقی سمت تھی۔ کیوں کہ اس طرف ہی ایسی چٹانیں موجود تھیں جہاں نہ صرف لانچ کو لنگر انداز کیا جا سکتا تھا بلکہ وہاں سے جزیرے پر بھی چڑھا جا سکتا تھا ورنہ باقی ہر طرف سے جزیرے پر چڑھنا ناممکن تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا ۔۔۔۔ مشرقی سمت پہنچتے ہی وہ مختلف چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے لانچ کے قریب پہنچ گیا۔ لانچ کا مالک لانچ پر خاموش کھڑا ہوا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ چونک پڑا۔ عمران جمپ لگا کر لانچ میں سوار ہو گیا۔

"کیا ہوا صاحب ۔۔۔۔ کیا مال مل گیا" ۔۔۔۔ مالک نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔۔ تم لانچ کو شمالی سمت لے چلو" ۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب ۔۔۔۔ اگر آپ مجھے معاف فرما دیں تو یہ مجھ پر رحم ہوگا پہلے ہی میرا آج کا کاروبار نقصان ہو گیا ہے" ۔۔۔۔ مالک نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں تم شریف آدمی ہو۔ میں جزیرے میں رک گیا اسی لئے تھا کہ اگر تم مجرم ہو تو تم مجھے وہاں چھوڑ کر ضرور بھاگ جاتے۔ اب تم فکر نہ کرو تمہیں معقول معاوضہ دیا جائے گا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے بڑے نوٹ کی ایک گڈی نکال کر مالک کی جیب میں زبردستی ٹھونس دی۔ اور مالک کا چہرہ اتنی بڑی گڈی کو دیکھ کر مسرت سے کھل اٹھا۔

"اوہ جناب ۔۔۔۔ یہ تو بہت بڑی رقم ہے" ۔۔۔۔ مالک نے

زا مسرت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ چھوڑو اس بات کو ۔۔۔۔ تم لانچ کو شمالی سمت لے لو" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے ہا۔ جیسے اتنی بڑی رقم کی اس کی نظروں میں ذرہ برابر بھی حیثیت نہ ہو اور مالک نے سر ہلاتے ہوئے لانچ آگے بڑھا دی ۔۔۔۔ اب ں کے انداز میں عمران کے لئے احترام نمایاں ہو گیا تھا۔

شمالی سمت پہنچ کر عمران نے اس جگہ لانچ رکوا دی جہاں اس کے ندازے کے مطابق سردار پھسل کر گرے ہوں گے۔ اور اب وہ ور سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"آپ کیا دیکھ رہے ہیں جناب ۔۔۔۔ مجھے بتایئے شاید میں آپ کی دد کر سکوں" ۔۔۔۔ مالک نے کہا۔

"اگر کوئی آدمی جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہوں۔ جزیرے پر سے مندر میں گر جائے تو کیا وہ بچ سکتا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ایسی صورت میں تو ناممکن ہے بشرطیکہ اُسے کوئی بچانے والا آجائے" ۔۔۔۔ مالک نے جواب دیا۔

"کیا ادھر سے مچھیرے یا دوسری لانچوں والے گزرتے ہیں" مران نے پوچھا۔

"نہیں جناب ۔۔۔۔ مچھیروں کا تو یہ راستہ ہی نہیں ہے۔ اور عام ر پر تفریح کرنے والے ادھر نہیں آتے۔ یہ جگہ ساحل سے بہت ر ہو جاتی ہے" ۔۔۔۔ لانچ کے مالک نے سر ہلاتے ہوئے اب دیا۔

"اچھا ــــ ٹھیک ہے ــــ اب واپس چلو۔" ــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب اس کے پاس اور کوئی چارہ کار ہی نہ تھا ــــ اس بار جیکری ایسا تھا کہ ہر قدم پر اُسے مایوسی سی ہو رہی تھی۔ سردار اور سمندر میں گر ضرور تھے۔ لیکن پھر ان کا کیا بنا۔ کیا وہ ڈوب کر سمندر کی مچھلیوں کی خوراک بن گئے یا انہیں بچا لیا گیا ــــ وہ جان میکنزو کہاں ہے یہ ایسے سوالات تھے جن کا بظاہر کوئی جواب نہ تھا۔ اب اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا کہ عمران جان میکنزو کو ڈھونڈ نکالے سردار کی طرف سے تو وہ مکمل طور پر مایوس ہو چکا تھا۔

"سر ــــ اگر آپ کہیں تو جانی گوٹھ جا کر پتہ کر لیں۔ کیونکہ یہ مچھیروں کی قریبی بستی ہی ہے۔ ہو سکتا ہے گرنے والے کو کسی مچھیرے نے بچا ہی لیا ہو۔ کبھی کبھار شارٹ کٹ کی وجہ سے مچھیرے ادھر سے کشتیاں لے کر گزرتے ہیں۔" ــــ لانچ کے مالک نے عمران کو خاموش دیکھ کر کہا۔ موٹی رقم پا کر اُسے اب عمران سے خصوصی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

"نہیں ــــ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے گھاٹ پر پہنچا دو" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے اب یہی فیصلہ کیا تھا کہ سیکرٹ سروس کی مدد سے اس پورے علاقے کو چھلنے گا۔ شاید سردار کے بارے میں کوئی علم ہو سکے۔

اور مالک نے سر ہلاتے ہوئے لانچ آگے بڑھا دی۔ اور پھر مسلسل تیزی سے سفر کرنے کے بعد کچھ ہی دیر میں وہ واپس گھاٹ پر پہنچ گئے۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر لانچ سے اتر کر وہ پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا ذہن بُری طرح الجھا ہوا تھا ــــ نہ صرف الجھا ہوا تھا بلکہ اُسے یوں لگتا تھا جیسے اس کا ذہن ماؤف ہو کر رہ گیا ہو۔ اس نے بے خیالی میں کار کا دروازہ کھولا اور پھر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ کار کے سٹیرنگ کے ساتھ ایک پرچہ بندھا ہوا تھا ــــ عمران نے پرچے کو جھپٹا اور پھر اس کی نظریں تیزی سے اس پر موجود تحریر پر دوڑنے لگیں۔ مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار ابھر آئے ــــ اس کا خیال تھا کہ پرچہ اس کے کسی ساتھی کی طرف سے ہو گا۔ مگر یہ پرچہ ٹریفک سارجنٹ کی طرف سے تھا جس میں اُسے ہدایت کی گئی تھی کہ کار کا دروازہ لاک نہ کرنے کی وجہ سے اس کی چوری بھی ہو سکتی ہے ــــ اس لئے آئندہ وہ محتاط رہے۔ اور عمران نے جھنجھلاہٹ میں پرچہ مروڑ کر باہر پھینکا اور دوسرے لمحے اس کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر شہر کی طرف تیز رفتاری سے دوڑتی چلی گئی۔

جان میکنزی وہ انتہائی تیز رفتاری سے لانچ دوڑاتا ہوا اسی جزیرے پر پہنچ گیا۔ اس نے سردار کو اٹھا کر کاندھے پہ لادا اور پھر چٹانوں کو پھلانگتا ہوا جزیرے پہ چڑھتا گیا ـــــ اُسے غار کا محلِ وقوع معلوم تھا اس لیے وہ سیدھا اس غار کی طرف بڑھا اور سردار کو غار میں لٹا کر وہ واپس لانچ پہ آیا۔ لانچ سے ٹرانسمیٹر اور دیگر ضروری سامان لینے کے بعد وہ دوبارہ غار میں پہنچ گیا ـــــ پہلے اس کا خیال یہی تھا کہ وہ لانچ کا انجن چلا کر اُسے سمندر میں دھکیل دے گا۔ لیکن اب اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ کیوں کہ اس طرح خالی لانچ کسی بھی جگہ چیک ہو سکتی تھی ـــــ ورنہ ہو سکتا ہے اس طرح تلاش وغیرہ شروع ہو جائے۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ سردار کو سفارت خانے ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھیج کر وہ خود اس لانچ کے ذریعے شہر جائے

گا اور پھر وہاں سے سفارت خانے چلا جائے گا۔ اس طرح کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو گی۔ اور سردار کو اس ملک سے اغوا کر لیا جائے گا۔

اس نے سردار کے ہاتھ اور پیر ایک بار پھر رسی سے باندھے اور پھر اسے اٹھا کر وہ غار سے باہر نکل آیا ـــــ اب شام ہونے والی تھی۔ اور اُسے خدشہ تھا کہ کسی بھی لمحے اندھیرا کافی زیادہ پھیل سکتا ہے۔ اس کی نظریں آسمان پہ جمی ہوئی تھیں۔ اور وہ خاصا بے چین تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے دور آسمان پہ ایک چھوٹے سے ہیلی کاپٹر کو چیک کر لیا۔ ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پہ تھا ـــــ اور تیزی سے اسی جزیرے کی سمت ہی بڑھا چلا آ رہا تھا۔ جان میکنزی کی نظریں اس ہیلی کاپٹر پہ جم گئیں۔ ہیلی کاپٹر آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ نیچے بھی ہوتا جا رہا تھا ـــــ البتہ جان میکنزی یہ سوچ رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر شہر کی سمت سے آنے کی بجائے مخالف سمت کی طرف سے آ رہا تھا ـــــ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر جزیرے کے اوپر پہنچ گیا۔ اور پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر اس نے ایک چکر کاٹا اور پھر واپس جزیرے کی طرف بڑھ آیا ـــــ اب چوں کہ وہ کافی نیچے آ چکا تھا۔ اس لیے جان میکنزی نے اس پہ بنے ہوئے اپنے ملک کے جھنڈے کو بخوبی پہچان لیا تھا اور اس کا دل اس جھنڈے کو دیکھ کر بلیوں اچھلنے لگا ـــــ اس نے تیزی سے ہاتھ ہلانے شروع کر دیئے۔ ابھی چوں کہ اندھیرا پوری طرح نہ پھیلا تھا۔ اس لیے اُسے یقین تھا کہ ہیلی کاپٹر میں سے اُسے دیکھا جا رہا ہو گا ـــــ اور پھر ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ اس کے قریب اترتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور پھر ایک نوجوان اچھل کر نیچے اترا اور

تیزی سے جان میکنزد کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"ریڈ فاکس"۔۔۔۔۔ آنے والے نے قریب آ کر زور دار لہجے میں کہا۔

"وائلڈ ٹائیگر"۔۔۔۔۔ جان میکنزد نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ آدمی۔۔۔۔۔ جسے لے جانا ہے"۔ آنے والے نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں"۔۔۔۔۔ جان میکنزد نے احتیاطاً پوچھا۔

"میں سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری جارج آرنلڈ ہوں۔ ریڈ فاکس کی کال آئی تھی۔ کہ ایک آدمی کو جزیرے سے سفارت خانے لے جانا ہے۔۔۔۔۔ اور پھر تابوت کے ذریعے اُسے ویسٹرن کارمن پہنچانا ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ ریڈ فاکس کا ماتحت وائلڈ ٹائیگر وہاں موجود ہوگا"۔۔۔۔۔ آرنلڈ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ شہر کی سمت سے نہیں آئے۔ جبکہ سفارت خانہ شہر میں ہے"۔۔۔۔۔ جان میکنزد نے پوچھا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ اس کی ہدایت بھی ریڈ فاکس نے کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ پہلے ہیلی کاپٹر سمندر کی مخالف سمت شہر سے باہر جائے اور پھر کافی دور سے چکر کاٹ کر سمندر کے اندر جزیرے تک پہنچے اور اسی طرح واپسی بھی ہو۔۔۔۔۔ تاکہ اس ملک کی سیکرٹ سروس یا انٹیلی جنس ہیلی کاپٹر کی منزل کو چیک نہ کر سکے"۔۔۔۔۔ آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جان میکنزد نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ ریڈ فاکس نے فطری احتیاط پسندی کی وجہ سے ایسے احکامات دیئے

ل گئے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ آیئے"۔۔۔۔۔ جان میکنزد نے کہا اور پھر آرنلڈ لے کر وہ غار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سمر داور ابھی تک بے ہوش پڑے ئے تھے۔

"یہی وہ آدمی ہے جسے ویسٹرن کارمن پہنچانا ہے"۔۔۔۔۔ جان میکنزد نے جھک کر سمر داور کو اٹھا کر کاندھے پر لادتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ کوئی اہم آدمی ہے۔ ویسے سیاسی حلقوں میں تو یہ کبھی نظر ہیں آیا"۔۔۔۔۔ آرنلڈ نے کہا۔

"یہ اس ملک کا انتہائی قابل سائنس دان ہے۔ اس کا سیاست وغیرہ ے کوئی تعلق نہیں ہے"۔۔۔۔۔ جان میکنزد نے مسکراتے ہوئے جواب ا اور پھر سمر داور کو اٹھائے وہ آرنلڈ سمیت غار سے باہر نکلا۔ اور لی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔۔۔۔۔ ہیلی کاپٹر کی پچھلی سیٹ پر اس نے مر داور کو لٹا دیا۔ ہیلی کاپٹر میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"آیئے"۔۔۔۔۔ آرنلڈ نے پائلٹ سیٹ پر سوار ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔۔ میں واپس شہر جاؤں گا اور وہاں سے پھر سفارت خانے ہنچوں گا۔ تم اسے احتیاط سے لے جاؤ۔ اور سنو۔۔۔۔۔ اس آدمی کی لاش میں اس وقت پوری سیکرٹ سروس، انٹیلی جنس، پولیس اور ہو سکتا ہے ہر آدمی ہو۔ اس لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ کہ ویسٹرن کارمن کے لئے اس آدمی کا زندہ وجود انتہائی قیمتی ہے۔۔۔۔۔ اس لئے اس بات کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے کہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچے اور آخری بات یہ کہ یہ بین الاقوامی شہرت کے

سائنس دان ہیں۔ کوئی مجرم نہیں۔ اس لیئے ان کے ساتھ انتہائی ادب و احترام کا سلوک کیا جائے "۔۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے آرنلڈ کو باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب ۔۔۔۔۔۔ ہر طرح کا خیال رکھا جائے گا۔ ریڈ فاکس نے ہمیں اس سلسلے میں پہلے ہی ہدایات دے دی ہیں لیکن آپ کی باتوں سے صحیح وضاحت ہو گئی ہے "۔۔۔۔۔۔ آرنلڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جان میکنزو اُسے گڈ بائی کہتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کا پنکھا حرکت میں آیا اور چند لمحوں بعد وہ آسمان کی طرف تیزی سے بلند ہوتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔ کافی بلندی پر جا کر اس نے رخ بدلا اور پھر جس طرف سے آیا تھا اس طرف کو بڑھتا چلا گیا۔ جان میکنزو اس وقت تک اُسے دیکھتا رہا جب تک وہ اُسے نظر آتا رہا۔۔۔۔۔۔ جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو اس نے ایک طویل سانس لی۔ اس کا مشن مکمل طور پر کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے بے شمار کارناموں میں ایک اور کارنامے کا اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس غار کی طرف بڑھا۔ وہاں سے اس نے ٹرانسمیٹر اور رقم کا بیگ اور دوسرا سامان اٹھایا اور جزیرے کے اس کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جدھر اس نے لانچ باندھی ہوئی تھی۔

چند لمحوں بعد اس کی لانچ انتہائی تیز رفتاری سے پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی کنارے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ اُسے یوں کہ یقین تھا کہ عمران اور سیکرٹ سروس پورے شہر میں اُسے تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ اس لیئے اس نے یہی فیصلہ کیا کہ سیدھا

رہائت خانے چلا جائے تاکہ سرداور کے ساتھ وہ بھی مکمل طور پر محفوظ ہو جائے۔ تھوڑی دیر بعد لانچ گھاٹ پر پہنچ گئی۔۔۔۔۔۔ اور اس نے لانچ کو ایک طرف ہٹا کر باندھا اور پھر سامان اٹھائے وہ لانچ سے نیچے اتر آیا۔ ابھی اس نے لانچ سے اتر کر چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ ایک لمبا تڑنگا نوجوان ایک طرف سے نکل کر اس کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"لانچ آپ لے آئے ہیں صاحب ۔۔۔۔۔۔ سومار کہاں ہے "

اس نوجوان نے تیزی سے جان میکنزو کے قریب آتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ جاپی گوکڈ میں ہی ہے ۔۔۔۔۔۔ کیوں "۔۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے بھی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر اس نے تو کہا تھا کہ وہ لانچ خود واپس لائے گا اور کرایہ بھی ادا کرے گا "۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے قدرے بگڑے ہوئے تیوروں میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔۔ تو تمہیں کرایہ ادا نہیں ہوا۔ کیا تم مالک ہو اس لانچ کے "۔۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کہاں ادا ہوا ہے ۔۔۔۔۔۔ اس لیئے تو میں آپ سے پوچھ رہا ہوں "

نوجوان نے جواب دیا۔

"تو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے۔ تمہیں کرایہ چاہیئے کرایہ لے لو ۔۔۔۔۔۔ بولو ۔۔۔۔۔۔ کتنا کرایہ ہے۔ اور سنو ۔۔۔۔۔۔ غلط بیانی نہ کرنا۔ ورنہ جیگور کو جانتے ہو۔ لانچ سمیت زندہ جلا دے گا "۔۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے جان بوجھ کر یہ دھمکی دی تھی تاکہ وہ لانچ

عمران کی پریشانی دیکھنے والی تھی۔ پوری سیکرٹ سروس جان میکنزو کو ڈھونڈھنے میں ناکام ہو چکی تھی ۔۔۔۔۔ کہیں سے بھی اس کا کوئی پتہ نہ چل رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے آسمان کھا گیا ہو یا زمین نگل گئی ہو۔ سرداور کے متعلق سوچ سوچ کر اس کا ذہن ماؤف ہو چکا تھا۔ ان کی لاش کے متعلق کہیں سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔

"عجیب چکر چل گیا ہے۔ کوئی سرپیر ہی سمجھ میں نہیں آ رہا" ۔۔۔۔۔ سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے کافی دیر کی خاموشی کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اب مجھے سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے کر کسی دریا کے کنارے بیٹھ کر اللہ اللہ کرنی چاہیئے ۔۔۔۔۔ اب جاسوسی میرے بس کا روگ نہیں رہا" ۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور

میں آکر زیادہ رقم اینٹھنے کی کوشش نہ کرے ۔

"بیس ہزار روپے طے ہوا تھا" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر جیگور کا نام سن کر قدرے خوف کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ لو بیس ہزار ۔۔۔۔۔ اور سنو ۔۔۔۔۔ اگر تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے تو ایک بار پھر سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ لالچ میں آکر سب کچھ کھو بیٹھو" جان میکنزو نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"دس ہزار دے دیجیئے" ۔۔۔۔۔ نوجوان نے اس بار قدرے شرمندہ لہجے میں کہا اور جان میکنزو نے مسکراتے ہوئے جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالی اور پھر اس میں سے سو نوٹ گن کر نوجوان کے حوالے کر دیئے۔ نوجوان نے نوٹوں کو گنا ۔۔۔۔۔ اور پھر جیب میں رکھ کر اس نے جان میکنزو کا شکریہ ادا کیا اور تیزی سے اپنی لانچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ جان میکنزو کا رخ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بلیک زیرو حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اس نے آج تک بڑے سے بڑے اور نازک سے نازک مقامات پر بھی عمران کو حوصلہ ہارتے نہ دیکھا تھا۔ لیکن اب عمران کی حالت اور اس کی مایوسانہ گفتگو سن کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ اصل عمران ہی نہ ہو۔

"آپ آخر اتنے مایوس کیوں ہو رہے ہیں۔ پہلے تو کبھی آپ پر یہ کیفیت طاری نہیں ہوئی"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مایوسی کی بات نہیں۔ مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ سردار میری وجہ سے مارے گئے ہیں۔ اور شاید میں اس بات پر اپنے آپ کو زندگی بھر معاف نہ کر دوں"۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ سردار ہلاک ہو گئے ہوں۔ ضرور کوئی چکر ہو گا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"چکر کیسا۔۔۔۔۔ یہاں تو ہر چیز گھن چکر بن کر رہ گئی ہے۔ یہ جان میکنزد تو مجھے کسی چکر باز دیوانہ قسم کی فلم کا ہیرو لگتا ہے۔ ویسے ایک بات ہے بلیک زیرو۔۔۔۔۔ چکر کہاں نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ اگر چکر ایجاد نہ ہوا ہوتا تو دنیا آج بھی غاروں میں رہ رہی ہوتی۔ اور وہاں نہ سیکرٹ سروس ہوتی نہ ایکسٹو اور نہ بلیک زیرو۔۔۔۔۔ بس پتھر اٹھائے جنگلی جانوروں کا شکار کرتے پھرتے۔ جانور سینگ اٹھائے ہمارا شکار کرتے پھرتے"۔ عمران کی زبان چل نکلی۔ اور بلیک زیرو نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔۔۔۔۔ عمران کے چہرے پر ایک بار پھر حماقت کے مخصوص آثار چھا گئے

تھے اور چند لمحے پہلے جو پریشانی اور مایوسی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی۔ اس کا اب نام و نشان تک نہ تھا۔

"شکار تو اب بھی ہو رہا ہے۔ جنگلی جانوروں کا نہیں انسانوں کا۔ اب شکار کرنے والے مہذب ہو گئے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے مہذب انداز میں مہذب جنس کا ہی شکار کرتے ہیں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے کہاں۔۔۔۔۔ اب بھی بلیک پنتھر، اولڈ لائن، بلیو کیٹ، بلڈ ٹائیگر اور ریڈ فاکس جیسے شکاری اور شکار بھی پھر رہے ہیں۔ ہاں ریڈ فاکس کا شکار تو ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے ریڈ فاکس کا نام لیتے ہوئے چونک کر کہا۔

"ریڈ فاکس کا شکار۔۔۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب ابھی بتاتا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں مخصوص قسم کی چمک ابھر آئی تھی۔ اور پھر اس نے تیزی سے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ویسٹرن ہوٹل کا ڈائریکٹ کوڈ نمبر گھما کر سیکرٹ سروس کے چیف کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔۔۔۔۔ چونکہ وہ پہلے اُسے فون کر چکا تھا اس لئے اسے نمبر زبانی یاد تھے۔

"ہیلو"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بھاری آواز گونجی اور آواز سنتے ہی عمران پہچان گیا کہ ریڈ فاکس بول رہا ہے۔

"جناب۔۔۔۔۔ میں جان بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے جان میکنزد

کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ لہجے سے ہلکی سی گھبراہٹ نمایاں تھی۔

"کیا بات ہے جان میکنز۔۔۔ تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔ اور ٹرانسمیٹر کال کی بجائے فون کال کیوں کی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں سختی کے ساتھ ساتھ حیرت بھی تھی۔

"باس ۔۔۔ ٹرانسمیٹر خراب ہو گیا ہے۔ صحیح کام نہیں کر رہا۔ اس لئے مجبوراً مجھے ایکسچینج سے کال کرنی پڑی ہے" ۔۔۔ عمران نے دانستہ بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر تم پہلی کاٹیج میں بیٹھ کر سفارت خانے کیوں نہیں چلے گئے تھے۔ جب کہ میں نے تمہیں کہا تھا۔ تم خواہ مخواہ لانچ میں بیٹھ کر شہر چلے گئے ۔۔۔ تمہیں سردادر کے ساتھ ہی سفارت خانے پہنچ جانا چاہیے تھا۔ اب بولو پریشانی کیا ہے۔ کیوں فون کیا ہے" ۔۔۔ ریڈ فاکس نے سخت لہجے میں کہا اور عمران کی آنکھوں میں چمک کے ساتھ ساتھ چہرے پر مسرت کے آثار بھی ابھر آئے تھے ۔۔۔ ظاہر ہے سردادر کی زندگی کی خبر بھی مل گئی تھی اور کلیو بھی۔

"باس ۔۔۔ کوئی خاص وجہ تو نہیں تھی۔ میں نے تو احتیاطاً ایسا کیا تھا۔ پریشانی سر اس بات کی ہے۔ کہ مجھے اب شک پڑ رہا ہے کہ سردادر اصلی نہیں تھے ۔۔۔ میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک کلب میں ایک شخص کو دیکھا ہے۔ جو بالکل سردادر سے ملتا جلتا تھا۔ اس بات سے میں مشکوک ہو گیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے تیزی سے ایک نئی بات سوچ کر کہہ دی ہے۔

"اوہ ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ عمران نے تمہیں خود تو اس

تھا۔ ہو سکتا ہے وہ اس سے ملتا جلتا کوئی اور آدمی ہو" ریڈ فاکس نے چونک کر اور پریشان لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ ہو تو سکتا ہے۔ لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ بہرحال مجھے اس کی تصدیق کرنی پڑے گی" ۔۔۔ عمران نے دانستہ گول مول بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیسے تصدیق کرو گے" ۔۔۔ ریڈ فاکس نے پوچھا۔

"ظاہر ہے جناب کہ عمران کو ٹٹولوں گا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے ۔۔۔ تم تسلی کر لو ویسے عمران ہے تو ایسا ہی اس سے کچھ بعید نہیں کہ اس نے کوئی چکر چلا دیا ہو۔ پھر میں سفارت خانے والوں کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ سردادر کو ابھی نہ بھجوائیں جب تک تسلی نہ ہو جائے ۔۔۔ تم کب تک یہ تسلی کر سکتے ہو" ۔۔۔ ریڈ فاکس نے کہا۔

"یس سر ۔۔۔ ایک دو روز تو لگ ہی جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے عام انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن ہوشیار رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ عمران تمہارے ذریعے سفارت خانے پہنچ جائے۔ وہ انتہائی ہوشیار آدمی ہے" ریڈ فاکس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ۔۔۔ بہرحال مجھے تسلی کر لینے دیں۔ پھر میں آپ کو رپورٹ دوں گا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ میں تمہاری رپورٹ کا منتظر رہوں گا" ۔۔۔ دوسری

طرف سے ریڈ فاکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"دیکھا —— کر لیا ناں ریڈ فاکس کا شکار —— سرداور نہ صرف زندہ ہیں بلکہ ویسٹرن کارمن کے سفارت خانے میں موجود ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی جو بات ناممکن لگ رہی تھی کتنی آسانی سے ممکن ہو گئی۔ میرا خیال ہے ہمیں فوراً سفارت خانے پر چھاپہ مار دینا چاہیئے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بس اسی فوراً نے تو سارا کام خراب کر رکھا ہے۔ بھائی کلیے یہ فوراً بڑے مسائل پیدا کر دیتا ہے۔ جانتے ہو فوراً کسے کہتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فوراً معنی جلدی" —— بلیک زیرو نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے یوں جواب دیا جیسے کلاس میں بچے استاد کو سبق سناتے ہیں۔

"ارے —— وہ پرانے زمانے میں فوراً کا معنی جلدی ہوا کرتا تھا اب جدید دور ہے۔ ہر لفظ کے جدید معنی ہو گئے ہیں۔ فوراً کا مطلب ہے فور ران —— فور کہتے ہیں چار کو اور ران ہماری مقامی زبان میں کہتے ہیں عورت کو۔ یعنی فوراً کا مطلب ہوا چار عورتیں۔ اور جہاں چار عورتیں ہوں وہاں جلدی بے چاری تو کہیں گھس بھی نہیں سکتی اس لئے فوراً کا مطلب ہوا لڑائی جھگڑا —— نہ ختم ہونے والی باتیں کیوں کہ جہاں فوراً یعنی چار عورتیں ہوں گی یا تو لڑائی جھگڑا ہو گا یا پھر نہ ختم ہونے والی باتیں ہوں گی" —— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو فوراً کی اس نئی اور دلچسپ توضیح پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"واقعی جتنا جدید معنی آپ جانتے ہیں کوئی نہیں جانتا"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب سنو —— پہلی بات تو یہ ہے کہ سفارت خانے پر چھاپہ مارنے کے لئے باقاعدہ اجازت ضروری ہو گی۔ سر سلطان اور وزارت خارجہ کے اعلیٰ افسران کو ہمراہ لے جانا ہو گا —— بڑی سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی۔ اور دوسری بات یہ کہ اب ریڈ فاکس یقیناً سفارت خانے والوں سے بات کرے گا —— اور ظاہر ہے وہ اب سرداور کو وہاں رکھنے کی بجائے کسی خفیہ جگہ رکھیں گے۔ کیوں کہ اگر سرداور ان کے سفارت خانے سے برآمد ہو گئے تو پھر پوری دنیا میں ویسٹرن کارمن بدنام ہو جائے گا" —— عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"واقعی یہ بات تو ہے۔ لیکن سرداور کو تو چھڑوانا ہی ہے"۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بالکل چھڑوانا ہے۔ بے چارے خواہ مخواہ عذاب بھگت رہے ہیں" —— عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر جولیا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس جولیا سپیکنگ" —— چند لمحوں بعد ہی جولیا کی آواز رسیور پر گونجی۔

"ایکسٹو" —— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ جولیا کا لہجہ یک لخت مؤدب ہو گیا۔

"جولیا ـــــ تمام ممبروں کو کال کر دو۔ اور تم سب نے ویسٹرن کار کے سفارت خانے کی نگرانی کرنی ہے۔ سردار اور ویسٹرن کارمن کے سفارت خانے میں موجود ہیں ـــــ اور ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں سفارت خانے سے کسی بھی ذریعے سے نکال کر کہیں اور لے جائیں تو تم نے ہر کار اور ہر شخص کو چیک کرنا ہے۔ کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے" عمران نے کہا۔

"کس وقت جناب" ـــــ جولیا نے پوچھا۔

"جب تمہیں فرصت ملے۔ دو چار مہینے کیا دو چار سال بھی فرصت نہ ملے تو کوئی بات نہیں" ـــــ عمران نے سخت اور انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ سوری جناب ـــــ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ ٹھیک ہے جناب ـــــ میں ابھی پہنچ جاتی ہوں سر" ـــــ جولیا نے سخت گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی جاؤ ـــــ اور سب ممبروں کو لے کر جاؤ۔ سب کے پاس گاڑیاں اور ٹرانسمیٹر ہونے چاہئیں۔ نگرانی انتہائی خفیہ ہوگی۔ سفارت خانے والوں کو اس کا احساس نہیں ہونا چاہیے" ـــــ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ جولیا نے جواب دیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ارے ہاں ـــــ مجھے یہ تو خیال بھی نہیں رہا کہ ریڈ فاکس نے

ہیلی کاپٹر کا بھی ذکر کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے سفارت خانے والوں کا ذاتی ہیلی کاپٹر بھی ہے ـــــ ایسا نہ ہو کہ وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے سردار اور انہیں شفٹ کر دیں۔ اور ہمارے آدمی کاریں ہی چیک کرتے رہ جائیں" ـــــ عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"اب آپ دوبارہ ہدایت دے دیں۔ کہ اگر ہیلی کاپٹر پرواز کرے اس کا بھی تعاقب کیا جائے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ـــــ میں خود ہیلی کاپٹر کا خیال رکھوں گا۔ ٹھیک ہے" عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر عمران نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا ـــــ چونکہ وہ ابھی تک میک اپ میں تھا اس لئے گیراج سے اس نے کار نکالی اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر تیز رفتاری سے ویسٹرن کارمن کے سفارت خانے کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

جان ⬭ میکنزو کی ٹیکسی جب سفارت خانے کے مین گیٹ کے
سامنے جا کر رکی تو اسے گھاٹ سے چلے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔
راستے میں ٹریفک جزل جیکنگ کی وجہ سے آدھا گھنٹہ لگ گیا تھا ٹیکسی
رکتے ہی جان میکنزو نے میٹر دیکھ کر اندر بیٹھے بیٹھے کرایہ کی رقم ادا
کی ۔۔۔۔ اور پھر وسیع حیطہ عمل ٹرانسمیٹر۔ بیگ اور رقم کا بریف کیس
اٹھائے وہ ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بھاری ٹپ ملنے کی
وجہ سے اسے باقاعدہ سلام کیا۔۔۔۔ اور پھر ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ
چلی گئی جب کہ جان میکنزو بیگ اور بریف کیس اٹھائے مین گیٹ کی
سائیڈ پر بنے ہوئے استقبالیہ کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔۔۔۔ یہ ایک
خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا
ہوا تھا۔ وہ ولیسٹرن کارمن کا باشندہ تھا لیکن اسے مقامی زبان پر عب

ا۔ کیوں کہ وہ وہاں موجود ایک مقامی شخص کے ساتھ مقامی زبان میں
گفتگو کر رہا تھا۔۔۔۔ چوں کہ وہ مصروف تھا اس لئے جان میکنزو
مان نیچے رکھ کر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب ریپشنسٹ اپنے سامنے
بیٹھے ہوئے مقامی آدمی سے فارغ ہو گیا تو وہ جان میکنزو سے مخاطب
ا۔۔۔۔ جان میکنزو نے چوں کہ مقامی لوگوں جیسا میک اپ کر رکھا
تھا۔ اس لئے ریپشنسٹ نے اسے مقامی سمجھ کر مقامی زبان میں ہی گفتگو شروع
لیکن جان میکنزو مقامی زبان نہ جانتا تھا۔۔۔۔ اس لئے اس نے مسکراتے
ہوئے ولیسٹرن کارمن زبان میں جواب دیتے ہوئے سیکنڈ سیکرٹری خارجہ
سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ایک مقامی آدمی کے منہ سے
سٹرن کارمن زبان صحیح لہجے میں سنتے ہی ریپشنسٹ بری طرح چونک پڑا۔
اس کے چہرے اور آنکھوں سے شدید حیرت کے آثار جھلکنے لگے۔
"آپ حیران نہ ہوں میرا تعلق ولیسٹرن کارمن سے ہی ہے"
ن میکنزو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"مگر آپ تو مقامی ہیں پھر۔۔۔۔۔" ریپشنسٹ نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔
"یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔۔۔۔ آپ جارج آرنلڈ سے
میری بات کرائیں۔۔۔۔" جان میکنزو نے سپاٹ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"آپ ان سے کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔ پہلے ہمیں بتائیں"
ریپشنسٹ نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"آپ ان سے کہیں کہ وائلڈ ریپشنسٹ کیبن میں موجود ہے۔ حوالے

کے لئے جزیرے کا لفظ استعمال کر دیں وہ سمجھ جائیں گے۔"
جان میکنزو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ریپریشنٹ اس عجیب و غریب حوالے پر چند لمحے تو حیرت سے جان میکنزو کی صورت دیکھتا رہا پھر اس نے کندھے اچکاتے ہوئے اپنے سامنے پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور اس کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا ——— نمبر ڈائل کرتے ہوئے بھی اس کی نظریں جان میکنزو پر ہی جمی ہوئی تھیں اور آنکھوں سے حیرت اور الجھن کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔

"ہیلو ——— ریپریشنٹ روم سے بول رہا ہوں ——— جارج آرنلڈ سے ملا دیں" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ریپریشنٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ دوبارہ بولا۔

"سر ریپریشنٹ بول رہا ہوں۔ ایک مقامی نوجوان یہاں موجود ہے وہ کہتا ہے کہ اس کا تعلق ویسٹرن کارمن سے ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے ——— نام وائلڈ بتا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ حوالے کے لئے جزیرے کا لفظ کافی ثابت ہوگا" ——— ریپریشنٹ نے یوں ڈرتے ڈرتے کہا جیسے اس مضحکہ خیز پیغام پر اُسے دوسری طرف سے بُری طرح جھاڑ پڑنے کا خدشہ ہو۔ مگر دوسری طرف سے ہونے والے ردعمل نے اُسے بُری طرح چونکا دیا۔

"جی ——— جی ——— بہتر جناب ——— بات کر لیجئے جناب" ریپریشنٹ نے کہا اور پھر اس نے رسیور جان میکنزو کی طرف بڑھاتے ہوئے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سر ——— بات کیجئے" ——— اس کے لہجے کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی احترام جھلکنے لگا تھا۔ جان میکنزو نے مسکراتے ہوئے رسیور تھام لیا۔

"یس ——— وائلڈ بول رہا ہوں" ——— رسیور لیتے ہی جان میکنزو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپ پہنچ گئے سر" ——— دوسری طرف سے سیکنڈ سیکرٹری جارج آرنلڈ نے احترام بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اب اُسے جان میکنزو کی اصل پوزیشن کا علم ہو چکا تھا۔

"ہاں ——— پہنچ گیا ہوں ——— میرے پاس ایک بریف کیس ہے اس میں رقم اور ایک بیگ میں وسیع حیطۂ عمل کا ٹرانسمیٹر ہے" ——— جان میکنزو نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں آپ کو لینے خود آ رہا ہوں۔ محترم سفیر صاحب آپ سے فوری ملنا چاہتے ہیں" ——— سیکنڈ سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اوہ ——— کیوں ——— کیا ہو گیا۔ مال تو بخیریت پہنچ گیا تھا ناں" ——— جان میکنزو نے چونکتے ہوئے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— مال تو بخیریت پہنچ گیا ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ مال میں کھوٹ ہے۔ بہرحال مجھے زیادہ تفصیل معلوم نہیں۔ سفیر صاحب کو علم ہے۔ آپ رسیور ریپریشنٹ کو دے دیں" ——— جارج آرنلڈ نے کہا۔ اور جان میکنزو نے رسیور ریپریشنٹ کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن اب اس کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ مال میں

کھوسٹ کے الفاظ نے اُسے حیرت زدہ کر دیا تھا۔ اس کا واضح مطلب یہی تھا کہ سردار اصل نہیں ہیں ــــــ لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا عمران نے اس کے سامنے لیبارٹری فون کر کے سردار سے بات کی تھی۔ اور سردار کو وہ عمران کے فلیٹ سے ہی لے آیا تھا ــــــ اس کے بعد اب سفارت خانے والوں کو کیسے علم ہو گیا کہ وہ اصل سردار نہیں ہیں بلکہ نقلی ہیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی سردار نقلی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے زندگی میں سب سے بڑا دھوکہ کھایا ہے۔ لیکن بات اس کے حلق سے اتر نہ رہی تھی۔

"سر ــــــ اگر کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو معافی چاہتا ہوں"

اُسی لمحے ریسیپشنسٹ کی آواز سنائی دی اور جان میکنزد چونک پڑا۔

"اوہ ــــــ کوئی بات نہیں۔ بہرحال ایک بات کا خیال رہے کہ بات لیک آؤٹ نہ ہو۔ معاملات انتہائی خفیہ ہیں" ــــــ جان میکنزد نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ــــــ میں سمجھ گیا ہوں" ریسیپشنسٹ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جان میکنزد کوئی اور بات کرتا کیبن کا اندرونی دروازہ کھلا اور سیکنڈ سیکرٹری جارج آرنلڈ اندر داخل ہوا ریسیپشنسٹ اُسے دیکھتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیے جناب" ــــــ جارج آرنلڈ نے اندر داخل ہوتے ہی جان میکنزو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جان میکنزد اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ سامان" ــــــ جان میکنزد نے بیگ اور بریف کیس کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ــــــ سامان پہنچ جائے گا۔ میں نے انہیں فون پر ہدایات دے دی ہیں" ــــــ جارج آرنلڈ نے ریسیپشنسٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور جان میکنزد نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر جارج آرنلڈ کے پیچھے چلتا ہوا اندرونی دروازہ کراس کر کے ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچ گیا ــــــ راہداری کا اختتام ایک برآمدے میں ہوا۔ برآمدے سے گزرتے ہوئے وہ خاصا فاصلہ طے کر کے ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرے میں داخل ہو کر جارج آرنلڈ نے دروازہ بند کیا ــــــ اور پھر سوئچ بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرہ لفٹ کے سے انداز میں نیچے اترتا چلا گیا۔

"کیا سفیر صاحب کا تہہ خانوں میں دفتر ہے" ــــــ جان میکنزد نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ــــــ دفتر تو اوپر ہے۔ لیکن وہ عام استعمال کے لئے ہے۔ مخصوص بات چیت کے لئے تہہ خانوں میں ایک کمرہ بنایا گیا ہے۔ سفیر صاحب آپ سے وہیں ملاقات کریں گے" ــــــ جارج آرنلڈ نے جواب دیا۔ اور جان میکنزد نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد کمرہ رک گیا تو جارج آرنلڈ نے دروازہ کھولا اور پھر وہ دونوں باہر نکل آئے۔ اب وہ ایک پتلی سی گیلری میں آ گئے تھے۔ گیلری کے اختتام پر ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا ــــــ اس دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ اور اس کے سامنے ایک مسلح گارڈ بڑے چوکنے انداز میں کھڑا ہوا تھا۔ جارج آرنلڈ کو دیکھتے ہی اس

نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کیا۔

"سفیر صاحب پہنچ گئے ہیں" ——— جارج آرنلڈ نے گارڈ سے پوچھا۔

"بس ——— آنے والے ہیں جناب" ——— گارڈ نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ جارج آرنلڈ اور جان میکنزو آگے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا ——— جسے دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پڑی تھی۔ میز کے سامنے چار کرسیاں تھیں۔

"تشریف رکھئے" ——— سیکنڈ سیکرٹری نے میز کے سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جان میکنزو کرسی پر بیٹھ گیا۔ جارج آرنلڈ نے دوسری کرسی سنبھالی ——— چند لمحوں بعد ہی شمالی دیوار میں موجود دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر کی باوقار شخصیت اندر داخل ہوئی۔ جارج آرنلڈ انہیں دیکھتے ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا ——— اور جان میکنزو بھی سمجھ گیا کہ آنے والے سفیر صاحب ہیں۔ اس لئے وہ بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"جان میکنزو صاحب تشریف لے آئے ہیں جناب" ——— جارج آرنلڈ نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے جناب ——— تشریف رکھیئے" سفیر صاحب نے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا اور جان میکنزو بھی رسمی فقرے بول کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کا تفصیلی تعارف ریڈ فاکس نے کرا دیا ہے۔ اس لئے ہم آپ سے تفصیلی بات کر سکتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ویسٹرن کارمن اور پاکیشیا کے درمیان انتہائی دوستانہ تعلقات قائم ہیں ——— اور بے شمار معاہدے بھی ہیں۔ ان تعلقات کو ذرا سا نقصان پہنچنے سے عالمی سطح پر بڑے سنجیدہ مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہم یہ بات بھی جانتے ہیں کہ ریڈ فاکس اور آپ ویسٹرن کارمن کی فلاح و بہبود کے لئے ہی کام کر رہے ہیں ——— چنانچہ جب ریڈ فاکس نے ہمیں بتایا کہ یہاں کے ایک معروف سائنسدان سرداور کو آپ نے اغوا کر لیا ہے۔ اور اُسے سفارت خانے لے جا کر یہاں سے ویسٹرن کارمن پہنچانا ہے تو مجبوراً ہمیں حامی بھرنی پڑی۔ لیکن آپ کو اس بات کا اچھی طرح احساس ہونا چاہیئے کہ سرداور کی سفارت خانے میں موجودگی کا ہر لمحہ ہمارے لئے بارود کے ڈھیر پر بیٹھنے کے مترادف ہوگا" ——— سفیر صاحب نے دھیمے لہجے میں بات کرنی شروع کی تو پوری تقریر ہی کر ڈالی۔

"میں سمجھتا ہوں جناب ——— لیکن اس کے بغیر چارہ بھی نہ تھا" جان میکنزو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں نہ چاہنے کے وجود ہلکی سی تلخی بھی ابھر آئی تھی ——— کیونکہ سفیر صاحب یوں بات کر رہے تھے جیسے وہ شغل کے طور پر سائنسدانوں کو اغوا کرتے پھر رہے ہوں۔

"ٹھیک ہے ——— لیکن ہماری بھی مجبوریاں ہیں۔ ہم سرداور کو باہر بھجنے سے پہلے سفارت خانے کے اندر نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے میں نے ان کا سفارت خانے سے ہٹ کر انتظام کر دیا ہے" ——— سفیر صاحب

نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سفارت خانے سے ہٹ کر کیا مطلب"۔۔۔۔۔ جان میکنزو بُری طرح چونک پڑا۔

"شہر سے باہر ایک مضافاتی کالونی میں ہمارے پاس ایک ایسی کوٹھی ہے۔ جس کا تعلق کسی طور پر بھی سفارت خانے کے ساتھ نہ ہے۔۔۔۔۔ اس کوٹھی میں امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر قائم ہے۔ جو ایک ایسے شخص کا ہے جسے ولیسٹرن کارمن سے آئے ہوئے بیس سال ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ وہ بیس سالوں سے یہاں کا شہری ہے۔ اس لئے موجودہ حکومت اُسے ولیسٹرن کارمن کی بجائے یہاں کا ہی باشندہ سمجھتی ہے۔ اس کا اصل نام تو میکنا لڈ تھا۔۔۔۔۔ لیکن یہاں آکر اس نے مقامی مذہب بھی ظاہری طور پر اختیار کر رکھا ہے اور اپنا نام بھی مقامی رکھا ہوا ہے۔ اب اس کا نام فضل حسین ہے۔ یوں سمجھو کہ سیاسی اور سماجی طور پر ہمارا بہترین مخبر ہے۔۔۔۔۔ یہاں کے سیاسی، سماجی اور اعلیٰ طبقوں میں اس کا خاصا بڑا مقام ہے۔ اور وہ در پردہ ہمارا بہترین اور با اعتماد آدمی ہے اس کوٹھی کے ایک حصے میں وہ خود بھی رہتا ہے۔۔۔۔۔ اس کوٹھی کے نیچے خفیہ تہہ خانے ہیں۔ ہم نے سرداور کو وہاں رکھا ہوا ہے۔ تاکہ اگر یہاں کی سیکرٹ سروس کسی بھی وجہ سے سفارت خانے سے مشکوک بھی ہو جائے تو کم از کم سرداور سفارت خانے سے دستیاب نہ ہو سکیں"۔ سفیر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے انہیں یہاں سفارت خانے سے وہاں بھیجا ہے یا براہ راست ہیلی کاپٹر کے ذریعے جزیرے سے وہاں پہنچایا ہے"۔۔۔۔۔ جان میکنزو

نے دانت بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"میں آپ کی بات کو سمجھ رہا ہوں۔ مجھے ریڈ فاکس کی ہدایات بھی معلوم تھیں۔ اس لئے میں نے اس کا انتظام پہلے کر لیا تھا۔۔۔۔۔ فضل حسین کو میں نے آگاہ کر دیا تھا۔ وہ خود کار لے کر شہر سے باہر ایک پہاڑی کے قریب موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر وہاں اترا۔ سرداور کو فضل حسین کی کار میں منتقل کر دیا گیا۔۔۔۔۔ اور پھر ہیلی کاپٹر یہاں واپس آگیا"۔ سفیر نے جواب دیا۔

"لیکن انہیں جب ملک سے منتقل کرنا ہوگا تب بھی تو انہیں سفارت خانے لایا جائے گا"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ اس کا انتظام بھی میں نے سوچ لیا تھا۔ جس روز ملازم کی موت کی خبر نشر کی جاتی اُسی روز انہیں خفیہ طور پر یہاں لایا جاتا لیکن اب تو سرداور کی حیثیت ہی مشکوک ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ اس لئے فی الحال تو باہر بھیجنے والے انتظامات بھی ملتوی کر دیئے گئے ہیں"۔۔۔۔۔ سفیر صاحب نے کہا۔

"حیثیت کیسے مشکوک ہو گئی ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی پلیز اس کی وضاحت کریں"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یہ آپ پوچھ رہے ہیں۔ حالاں کہ ریڈ فاکس نے آپ کی ہی کال کی وجہ سے اُسے مشکوک قرار دیا ہے۔۔۔۔۔ وہ بتا رہے تھے کہ آپ نے انہیں کال کر کے کہا ہے کہ سرداور مشکوک ہے اور آپ اس کی تحقیق کریں گے"۔۔۔۔۔ سفیر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــــ ضرور کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ میں نے تو انہیں کال نہیں کیا۔ میرا ٹرانسمیٹر منگوائیں میں ان سے بات کرتا ہوں"۔ جان میکنزو نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"آپ نے کال نہیں کی تو پھر......" ــــــ سفیر کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔ ساتھ بیٹھا ہوا جارج آرنلڈ بھی حیران نظر آ رہا تھا۔

"آپ ٹرانسمیٹر منگوائیں ــــــ پلیز جلدی"۔ ــــــ جان میکنزو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹرانسمیٹر کی کیا ضرورت ہے۔ آپ فون پہ ان سے بات کر سکتے ہیں"۔ ــــــ سفیر نے سامنے پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــــ ٹیلی فون لائن پہ کیچ بھی ہو سکتی ہے"۔ ــــــ جان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں ــــــ یہ ہاٹ لائن ہے۔ اسے کیچ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ اطمینان سے فون کر سکتے ہیں"۔ ــــــ سفیر نے کہا۔ اور جان میکنزو نے ہاٹ لائن کا سنتے ہی سرخ رنگ کے فون کو جھپٹ کر اٹھایا۔ اور اپنے سامنے رکھ کر اس کا رسیور اٹھا لیا۔

"کوڈ کیا ہے ــــــ ولیسٹرن کارمن کا"۔ ــــــ جان میکنزو نے پوچھا۔

"ہاٹ لائن پہ کوڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ریڈ فاکس کے نمبر ڈائل کریں۔ سلسلہ مل جائے گا"۔ ــــــ سفیر نے جواب دیا اور

ان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ــــــ ریڈ فاکس"۔ ــــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف ے ریڈ فاکس کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر ــــــ میں وائلڈ بول رہا ہوں"۔ ــــــ جان میکنزو نے ز لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــــ کیا رپورٹ ہے۔ مسٹر داور کے متعلق کچھ پتہ چلا کہ وہ ملی ہیں یا نقلی"۔ ــــــ دوسری طرف سے ریڈ فاکس نے اشتیاق ہرے لہجے میں کہا۔

"جناب ــــــ آپ کو کس نے کہا ہے کہ وہ نقلی ہیں یا مشکوک ہیں"۔ ان میکنزو نے سخت لہجے میں کہا۔

"کس نے کہا ہے ــــــ کیا مطلب ــــــ تھوڑی دیر پہلے تم ، تو ٹیلی فون کال کر کے خود کہا ہے۔ اب پوچھ رہے ہو کس نے کہا ہے"۔ ــــــ ریڈ فاکس نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو آپ کو ٹیلی فون پہ کال نہیں کیا جناب ــــــ ٹرانسمیٹر بات ہوئی تھی۔ مسٹر داور کو جزیرے پہ لے جانے سے پہلے۔ البتہ اب ا سفارت خانے سے آپ کو ہاٹ لائن پہ فون کر رہا ہوں"۔ ان میکنزو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ــــــ تمہاری آواز اور لہجہ پہچانتا ہوں۔ ن فون پہ میں نے خود تم سے پوچھا تھا تم نے جواب دیا تھا کہ ٹرانسمیٹر راب ہو گیا ہے اور خود ہی بتایا تھا کہ چونکہ میں نے ایک کار میں داور کے حلیے جیسا شخص گزرتے ہوئے دیکھا ہے ــــــ اس لئے

ثمر داور مشکوک ہو گئے ہیں اور تم اس بات کے لئے عمران کو ٹٹولو گے"۔ ریڈ فاکس نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ــــــ یہ ضرور خوفناک چکر ہے۔ میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ میں تو جزیرے سے ثمر داور کو ہیلی کاپٹر پر سوار کر کے یہ سفارت خانے میں آیا ہوں ــــــ آپ نے عمران کا نام لیا ہے۔ تو یقیناً عمران ہو گا"۔ ــــــ جان میکنزی نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اب شدید ترین الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اوہ ــــــ اگر ایسا ہے تو پھر تو واقعی مشن سخت خطرے میں ہے۔ اوہ ــــــ اوہ ــــــ میں نے تو اس سے سفارت خانے اور ہیلی کاپٹر کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ اور ثمر داور کا بھی ذکر آیا تھا۔ اس کا مطلب ہے پوری طرح علم ہو گیا کہ ثمر داور سفارت خانے میں لائے گئے ہیں وہ فوراً وہاں چھاپہ مارے گا"۔ ــــــ ریڈ فاکس کے لہجے میں اس شدید گھبراہٹ تھی۔

"سر ــــــ آپ گھبرائیں نہیں، ہمارے سفیر صاحب نے بڑی سمجھداری سے کام لیا ہے۔ انہوں نے ثمر داور کو سفارت خانے میں نہیں رکھا بلکہ ایک خفیہ جگہ رکھا ہے ــــــ جس کا سفارت خانے سے تعلق ثابت نہیں ہو سکتا۔ بہرحال وہ اصل ثمر داور ہیں"۔ جان میکنزی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــــ پھر تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اگر ثمر داور سفارت خانے سے برآمد ہو جاتے تو انتہائی پیچیدگیاں بین الاقوامی سطح پر پیدا ہو جاتیں لیکن اب ان کے باہر نکالنے کے لئے کوئی نیا پروگرام سوچنا پڑے

کیوں کہ اب عمران کم از کم سفارت خانے سے مشکوک ہو گیا ہے۔ اب وہ ملازم کی موت کا سن کر تابوت چیک کرانے سے کبھی باز نہیں آئے گا"۔ ریڈ فاکس نے قدرے سنبھلتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں ــــــ آپ کی یہ بات تو درست ہے۔ ویسے ترکیب لاجواب تھی اب ثمر داور کا اس ملک سے باہر نکالنا مسئلہ بن جائے گا"۔ جان میکنزی نے کہا۔

"ٹھہرو ــــــ مجھے سوچنے دو"۔ ــــــ دوسری طرف سے ریڈ فاکس کی آواز سنائی دی۔ اور رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔ جان میکنزی کے ساتھ ساتھ جارج آرنلڈ اور سفیر بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ تقریباً پانچ منٹ تک مکمل خاموشی طاری رہی ــــــ پھر ریڈ فاکس کی آواز سنائی دی۔

"ڈائمنڈ ــــــ کیا تم لائن پر ہو"۔ ــــــ ریڈ فاکس کی آواز میں اس بار اطمینان بھرا ہوا تھا۔

"یس سر"۔ ــــــ جان میکنزی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سنو ــــــ میں نے نیا پروگرام سوچ لیا ہے۔ اب ثمر داور کو ایک اور طریقے سے نکالا جائے گا۔ پاکیشیا کے ساتھ ایک ملک ہے آران ــــــ ثمر داور کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس ملک کی سرحد پر پہنچایا جائے گا۔ جہاں سے اس ملک کا سفارت خانہ اسے لے لے گا۔ اور پھر وہاں سے آسانی سے اسے ولیسٹرن کارمن پہنچا دیا جائے گا"۔ ریڈ فاکس نے کہا۔

"لیکن سر ــــــ ہیلی کاپٹر کی سرحد کی طرف پرواز اور پھر اس کا

وہاں اترنا یہاں کے راڈار چیک کر لیں گے۔" ——— جان ہیکنزد نے کہا۔

"نہیں ——— اگر احتیاط کی جائے تو ان کے ہوشیار ہونے سے پہلے ہی کام ہو سکتا ہے۔" ——— ریڈ فاکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر ——— ہیلی کاپٹر تو سفارت خانے میں موجود ہے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر یہاں سے پرواز کرے گا وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔ کیوں کہ آپ انہیں پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ سرداور کو لے جانے کے لئے ہمارے سفیر صاحب کا ہیلی کاپٹر استعمال ہوا ہے۔" ——— جان ہیکنز نے کہا۔

"ہاں ——— تمہاری بات درست ہے۔ لیکن......"

ریڈ فاکس بات کرتے کرتے یوں خاموش ہو گیا۔ جیسے کچھ سوچنے لگ گیا ہو۔

"سفیر صاحب کہاں ہیں ——— کیا وہ تمہارے پاس ہیں۔" چند لمحوں بعد ریڈ فاکس نے پوچھا۔

"جی ہاں ——— میرے پاس ہی تشریف رکھتے ہیں۔" جان ہیکنز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں رسیور دو۔" ——— ریڈ فاکس نے کہا اور جان ہیکنزد نے سر ہلاتے ہوئے رسیور سفیر صاحب کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔" ——— سفیر صاحب نے رسیور لیتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کرائے کے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ لیکن انتہائی خفیہ طریقے پر۔" ——— ریڈ فاکس نے پوچھا۔

"یہاں اس ملک میں ایسی کوئی سروس نہیں جو کرائے پر ہیلی کاپٹر دیتی ہو۔" ——— سفیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— پھر تو سفارت خانے کا ہی ہیلی کاپٹر استعمال کرنا پڑے گا۔ مگر......" ——— ریڈ فاکس نے پریشان ہو کر کہا۔

"آپ چاہتے کیا ہیں ——— مجھے بتائیں ——— تاکہ میں کوئی بہتر حل تلاش کر لوں۔" ——— سفیر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ فوری طور پر سرداور کو آران اور پاکیشیا کی مشترکہ سرحد پر پہنچا دیا جائے۔ لیکن یہ ذریعہ انتہائی تیز رفتار اور محفوظ ہو۔" ——— ریڈ فاکس نے کہا۔

"ایسی صورت میں کار استعمال کی جا سکتی ہے۔" ——— سفیر نے جواب دیا۔

"نہیں ——— سفارت خانے کی کار فوراً چیک کر لی جائے گی۔ اور کرائے کی ٹیکسی سے کام چل نہیں سکتا۔ دوسری بات یہ کہ جنرل چیکنگ میں بھی کار پھنس سکتی ہے۔" ——— ریڈ فاکس نے کہا۔

"جناب ——— آپ بے فکر رہیں جس کوٹھی میں سرداور موجود ہیں وہ ایک ایسے آدمی کی ہے جو انتہائی با اعتماد ہے۔ اور ولیسٹرن کا رین کا خاص آدمی ہے ——— اس کی یہاں کی سیاسی، سماجی اور اعلیٰ حلقوں میں انتہائی احترام و عزت ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ وی۔آئی۔پی ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو وہ اپنی کار میں سرداور کو

سرحد تک پہنچ سکتا ہے۔ اس کی کار چیک بھی نہیں ہوگی" ـــــ سفیر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ کار سرحد تک کتنی دیر میں پہنچ جائے گی" ـــــ ریڈ فاکس نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ چار گھنٹوں میں جناب" ـــــ سفیر نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ آپ سردار کو سرحدی چوکی پر پہنچا دیں وہاں سے اُسے لے لیا جائے گا۔ میں وہاں کا انتظام کر دوں گا" ریڈ فاکس نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی کوڈ وغیرہ طے کر لیں جناب ـــــ ایسا نہ ہو کہ سردار غلط ہاتھوں میں پہنچ جائیں" ـــــ سفیر نے کہا۔

"آپ جان میکنزو صاحب کو بھی کار میں ہی بھجوا دیں۔ اس کی موجودگی میں کوڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا اسسٹنٹ وہیں موجود ہوگا" ریڈ فاکس نے جواب دیا۔

"او۔ کے سر ـــــ میں ابھی بندوبست کرتا ہوں" سفیر نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"رسیور دائلڈ کو دیں" ـــــ ریڈ فاکس نے کہا اور سفیر صاحب نے رسیور جان میکنزو کی طرف بڑھا دیا اور خود اٹھ کر اُسی دروازے کی طرف بڑھ گئے جدھر سے آئے تھے۔

"یس سر" ـــــ رسیور لیتے ہی جان میکنزو نے کہا۔

"جان ـــــ تم کار میں ساتھ آنا۔ انتہائی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ سرحدی چوکی پر پہنچنے کی بجائے اس سے شمال مغرب کی طرف چل لینا ـــــ تقریباً تیس میل دور ایک پرانا قلعہ ہے۔ وہاں تمہیں ہیلی گا۔ وہاں میں اُسے خصوصی طیارے پر آران بھیج رہا ہوں۔ وہ آران میں ہمارے سفارت خانے کی کار لے کر وہاں پہنچ جائے گا ـــــ وہاں سے خصوصی طیارے کے ذریعے تم سردار کو لے کر یہاں ولسٹرن کارمن پہنچ جاؤ گے" ـــــ ریڈ فاکس نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ جان میکنزو نے کہا۔

"جب کار وہاں سے روانہ ہو تو سفیر صاحب مجھے اطلاع دیں گے تا کہ مجھے صحیح اندازہ ہو سکے" ـــــ ریڈ فاکس نے کہا۔

"بہتر ـــــ میں سفیر صاحب کو کہہ دیتا ہوں" ـــــ جان میکنزو نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ گڈ بائی" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور جان میکنزو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"سفیر صاحب کہاں گئے ہیں" ـــــ جان میکنزو نے رسیور رکھ کر جارج آرنلڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ جو اب تک مسلسل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"میرے خیال میں انتظامات کے لئے گئے ہیں۔ فضل حسین سے ان کا براہِ راست تعلق ہے" ـــــ جارج آرنلڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ جان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے جواب

عمران نے کارولیسٹرن کارمن کے سفارت خانے سے تقریباً ایک بلاک پہلے روک دی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ چند لمحے تو وہ غور سے سفارت خانے کی عمارت اور اس کے ارد گرد کے ماحول کو چیک کرتا رہا ـــــ سفارت خانہ ایک بڑی عظیم الشان کوٹھی میں بنایا گیا تھا۔ کوٹھیوں کی ایک طویل قطار تھی جن کے تقریباً درمیان میں سفارت خانے والی کوٹھی تھی ـــــ ہر کوٹھی کے درمیان سو گز کا فاصلہ تھا۔ اور درمیانی پلاٹ کو صرف باغ کے لئے چھوڑا گیا تھا۔ سفارت خانے کی دیواریں خاصی اونچی تھیں ـــــ گیٹ سے باہر دو مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور چلا ہوگا کہ اچانک صفدر نے اسے پکارا ـــــ صفدر کی آواز اسے اوپر سنائی دی

دیا۔ اور کمرے میں خاموشی طاری ہوگئی۔

"اب میرا فضل حسین کی کوٹھی تک پہنچنا مسئلہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سفارت خانے کی نگرانی کی جارہی ہو" ـــــ چند لمحوں بعد جان میکر نے چونکتے ہوئے کہا۔ اُسے اچانک اس بات کا خیال آگیا تھا۔

"اوہ ـــــ ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ بہرحال آپ فکر نہ کریں سفارت خانے سے ایک خفیہ سرنگ یہاں سے تیسری کوٹھی میں جاتی ہے آپ کو اس سرنگ کے ذریعے اس کوٹھی تک پہنچا دیا جائے گا ـــــ اور پھر وہاں سے آپ کو کار کے ذریعے بھجوا دیا جائے گا اس طرح نگرانی کرنے والوں کو بالکل شک نہ ہوسکے گا" ـــــ آرنلڈ نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے" ـــــ جان میکنز نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ایک آدمی کو ملک سے نکالنے کے لئے کتنی پریشانی اٹھانی پڑ رہی ہے۔ ویسے وہ دل ہی دل میں عمران کی بے پناہ ذہانت کا قائل ہوگیا تھا کہ کس طرح اس نے اس کی آواز اور لہجے کی نقل کر کے نہ صرف ساری بات معلوم کر لی بلکہ ریڈ فاکس جیسے کایاں شخص کو بھی چکر دے دیا۔

تھی۔ اس لئے اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو اوپر ایک گیلری میں اُسے صفدر بیٹھا نظر آ گیا۔ یہ ایک کیفے تھا۔ اس لئے عمران اندر داخل ہوا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر صفدر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

صفدر گیلری میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے رکھی ہوئی میز پر چائے کی پیالی اور اخبار پڑا تھا۔

"آیئے عمران صاحب ——— اب تو آپ مستقل میک اپ میں رہنے لگے ہیں۔ کیا بات ہے۔ آپ کو اپنی شکل پسند نہیں ہے" صفدر نے عمران کے قریب پہنچتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو بڑی پسند ہے۔ لیکن آج کل کی لڑکیوں کو بالکل پسند نہیں کہتی ہیں تم تو شکل صورت سے عقل مند لگتے ہو۔ جب کہ ہمیں تو احمق شکلوں والے پسند ہیں ——— بطور آئیڈیل وہ تمہارا چہرہ حوالے کے طور پر پیش کر دیتی ہیں۔ اب بتاؤ میں کیا کروں" ——— عمران نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو آپ کا کیا خیال ہے اس میک اپ میں آپ احمق لگتے ہیں" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لگتا ——— کیا مطلب ——— میرے بھائی ہو گیا ہوں۔ اب دیکھو احمق نہ ہوتا تو تم مجھے اس میک اپ میں اتنی آسانی سے کیسے پہچان لیتے" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— یہ بات نہیں عمران صاحب۔ آپ کا یہ میک اپ میرے لئے نیا نہیں۔ آپ نے بلا مبالغہ سینکڑوں بار کیا ہوگا"

صفدر نے کہا۔

"اوہ ——— تبھی تو میں آئینہ دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ آخر میری عمر سینکڑوں سال کیسے ہو گئی۔ اور اگر ہو گئی ہے تو پھر اتنی موم بتیاں کہاں سے لاؤں گا کہ سالگرہ منا سکوں ——— اس کے لئے تو پہلے مجھے موم بتی بنانے والا کارخانہ لگانا پڑے گا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ نگرانی سے ہونے والی تمام کوفت عمران کی دو ہی باتوں سے ختم ہو گئی ہے۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ یہاں کیسے بیٹھے ہو ——— کیا سامنے والی کوٹھی میں کسی کو شام دے رکھا ہے" ——— عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کسی خاص راز کو ٹٹول رہا ہو۔

"اچھا ——— تو آپ شاید ٹہلتے ٹہلتے ادھر آ نکلے ہیں" ——— صفدر نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"میں تو آج کل شہر کا نقشہ بنا رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ چلو شہر کا نقشہ بنا ڈالو۔ شاید کبھی ہزاروں لاکھوں سالوں بعد نقشہ دریافت ہو جائے۔ اس زمانے کے آثار قدیمہ والوں کو زیادہ دماغ سوزی نہ کرنی پڑے گی ——— انہیں پتہ لگ جائے گا کہ یہاں ایک شہر ہوتا تھا اور اس کا یہ نقشہ ہوتا تھا اور پھر نیچے لکھا ہوا وہ میرا نام بھی پڑھ لیں گے۔ اس طرح میرا نام کتابوں میں لکھا جائے گا ——— اور تمہیں معلوم ہے جس کا نام کتابوں میں لکھا جائے وہ نام کبھی نہیں مٹ سکتا" عمران نے جواب میں باقاعدہ تقریر کر ڈالی۔

"ضرور بتائیں ــــــ بس ایک خیال رکھیں کہ نقشے میں اپنے فلیٹ کا حدود اربعہ ضرور درج کر دیجئے گا۔ تاکہ ہزاروں سال بعد کے لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ نقشہ نویس بے چارہ اتنے تنگ سے فلیٹ میں زندگی گزارنے پر مجبور رہتا"ــــــ صفدر نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ ویٹر ٹیلی فون سیٹ اس کے قریب لے کر آ گیا۔

"صاحب ــــــ آپ کا فون ہے"ــــــ اس نے سیٹ میز پر رکھتے ہوئے رسیور صفدر کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــــ تھینک یو ــــــ ہیلو ــــــ سیدر سپیکنگ"

صفدر نے ویٹر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں۔ تم کیفے میں ہو اس لئے میں نے ٹرانسمیٹر کال مناسب نہیں سمجھی ــــــ سناؤ کیا رپورٹ ہے"ــــــ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ کیا ــــــ بس لبد ہو رہا تھا۔ کار تو ایک طرف ــــــ تین پہیوں والی سائیکل بھی ٹارگٹ سے برآمد نہیں ہوئی۔ اتنے میں عمران صاحب ٹہلتے ہوئے نظر آ گئے۔ اب ان سے گپیں ہانک رہا ہوں"

صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران ــــــ اوہ عمران ــــــ وہاں موجود ہے۔ اُسے رسیور دو"

جولیا نے عمران کا نام سنتے ہی چونکتے ہوئے کہا۔

"لیجئے صاحب ــــــ اب بنا لیجئے نقشہ"ــــــ صفدر نے

ران کی طرف رسیور بڑھاتے ہوئے آہستہ سے کہا اور عمران اس کے
یانزپہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہیلو ــــــ لاکھوں سال بعد دریافت ہونے والا نقشہ نویس
ل رہا ہے"ــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا بکواس ہے۔ تمیز سے بات کرو"ــــــ جولیا نے جھلائے
ئے انداز میں کہا۔

"کراؤ بات ــــــ کہاں ہے مس تمیز"ــــــ عمران نے
واب دیا۔

"اوہ ــــــ تم سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔ صفدر کا وقت ضائع نہ کرو۔
انتہائی اہم ڈیوٹی پہ ہے"ــــــ جولیا نے اب اُسے باقاعدہ
انٹتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ سامنے والی کوٹھی میں ایک خوب صورت
ڑکی رہتی ہے۔ اور خوب اشارے چل رہے ہیں ہو سکتا ہے وہی
نا تمیز ہو"ــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ــــــ میں باس سے تمہاری شکایت کروں گی۔
ب تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو"ــــــ جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے
کہا۔

"تم حد کا تعین ہی نہیں کرتیں۔ اس لئے کبھی کبھار قدم آگے پیچھے پڑ
جاتا ہے۔ بہرحال اس چوہے سے ضرور کہنا شاید اشتعال میں آ کر
ہ سے باہر آ جائے ــــــ یقین کرو ایک بار باہر آ جائے پھر اُسے
... ارے ارے سنو تو سہی"ــــــ عمران نے اچانک

چیختے ہوئے کہا مگر جولیا دوسری طرف سے رسیور رکھ چکی تھی۔

"کمال ہے ۔۔۔ عورت ذات چاہے کتنی ہی بہادر کیوں نہ ہو چوہے کا ذکر آتے ہی بدک جاتی ہے"۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا اور صفدر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اچھا اب بتاؤ چکر کیا ہے۔ یہ کس ڈیوٹی کی بات ہو رہی ہے"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"آپ کو واقعی علم نہیں ہے"۔۔۔ صفدر نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب میں اتنا بھی عقلمند نہیں ہوں کہ اشارے سے بات سمجھ جاؤں"۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ واقعی حیرت ہے ۔۔۔ بہرحال مسئلہ یہ ہے کہ چیف نے پوری ٹیم کو ویسٹرن کارمن کے سفارت خانے کی نگرانی کا حکم دیا ہے۔ اس میں سے جو کار یا آدمی نکلے۔ اس کا تعاقب ہونا ہے۔ جولیا سمیت باقی سب افراد ادھر ادھر اپنی اپنی کاروں سمیت تیار کھڑے ہیں ۔۔۔ میری ڈیوٹی یہاں لگائی گئی ہے تاکہ اندر جاتے اور آتے لوگوں کو چیک کر سکوں"۔۔۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر کچھ برآمد ہوا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس ۔۔۔ ایک آدمی اندر گیا اور ایک آدمی باہر آیا"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"یعنی حساب برابر ۔۔۔ واہ خوب حساب ہے۔ ایک اندر ایک باہر"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے بہت بڑا فلسفہ

پہلی بار اس کی سمجھ میں آیا ہو۔

"چوں کہ وہ دونوں مقامی ہیں اس لئے ہم نے کوئی پرواہ نہیں کی"۔ صفدر نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی اگر کوئی غیر ملکی مقامی لوگوں کا میک اپ کر لے تو اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ خوب"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال ہمیں کار کے تعاقب کا حکم ملا ہے اور کار ابھی تک کوئی باہر نہیں نکلی"۔۔۔ صفدر نے خفت مٹانے کے لئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی ہیلی کاپٹر"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ ہیلی کاپٹر بھی نہیں نکلا"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔۔۔ پھر نکلا کیا۔ ایک مقامی آدمی۔ بس ٹھیک ہے۔ بیٹھے مکھیاں مارتے رہو"۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے بڑی مایوسی کا سامنا ہوا ہو۔ اور پھر صفدر کے روکنے کے باوجود وہ نیچے اتر کر کیفے سے باہر آ گیا ۔۔۔ وہ تو صرف یہی پوچھنے کے لئے صفدر کے پاس گیا تھا کہ کہیں ہیلی کاپٹر اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی نہ نکل گیا ہو۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اپنی کار میں آ بیٹھا ۔۔۔ اس کی نظریں اب عمارت پر جمی ہوئی تھیں۔ اُسے جیسے یقین سا تھا کہ سفارت خانے والے سردار

کو کار کی بجائے ہیلی کاپٹر میں ہی لے جائیں گے۔

"ابھی اُسے وہاں بیٹھے آدھا گھنٹہ گزرا ہو گا کہ اچانک کار کے ڈیش بورڈ میں نصب خفیہ ٹرانسمیٹر سے ہلکی آواز مگر مخصوص انداز میں بجنے والی سیٹی کی آواز سنائی دی ــــــ اور عمران نے چونک کر ڈیش بورڈ کی طرف دیکھا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں ہوئے پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ــــ ہیلو ــــ ٹائیگر کالنگ اوور" ــــــ بٹن دبتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس ــــ عمران سپیکنگ اوور" ــــــ عمران نے جواب دیا۔ البتہ ٹائیگر کی اچانک کال نے اُسے حیران کر دیا تھا۔

"سر ــــ میں ایک کار کا تعاقب کر رہا ہوں۔ مجھے شک ہے کہ اس میں وہ آدمی موجود ہے جس کی چیکنگ کے لئے آپ نے مجھے نیٹو کلب بھیجا تھا اوور" ــــــ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ شک کا کیا مطلب اوور" ــــــ عمران نے پوچھا

"جناب ــــ آپ نے اس کا تعلق ولیسٹرن کارمن سے بتایا تھا اس وقت جس کار میں وہ شخص موجود ہے اُسے ولیسٹرن کارمن کا سیکنڈ سیکرٹری جارج آرنلڈ خود چلا رہا ہے ــــ میں اُسے ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ میں اُسے دیکھتے ہی چونک پڑا تھا کیونکہ جارج آرنلڈ انتہائی موذوں قسم کا آدمی ہے۔ وہ کبھی بھی ڈرائیور کے بغیر باہر نہیں نکلتا۔ اس لئے اُسے خود کار چلاتے دیکھ کر میں چونک پڑا ــــــ پھر کار بھی عام

سی تھی اس پہ سفارت خانے کا نشان بھی موجود نہ تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پہ ایک مقامی آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا قد و قامت بالکل وہی ہے جس کی تلاش میں آپ نے مجھے بھیجا تھا ــــــ تعاقب کے دوران ایک بار پھر اس نے ریسٹ واچ میں وقت دیکھنے کے لئے جیسے ہی آستین اونچی کی۔ اس کے میک اپ کا راز کھل گیا ــــــ کیونکہ کلائی پر اس کی جلد غیر ملکیوں جیسی تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر مجھے یقین ہو گیا ہے یہ شخص یقیناً میک اپ میں ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا آپ کو کال کر کے بات کر لوں کہ تعاقب کروں یا نہیں اوور" ــــــ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران ٹائیگر کی ذہانت پر دل ہی دل میں داد دینے پر مجبور ہو گیا۔

"تم نے انہیں کس مقام پر چیک کیا تھا اور ان کا رخ کس طرف ہے اوور" ــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ولیسٹرن کارمن کے سیکنڈ سیکرٹری کا حوالہ بتا رہا تھا کہ شاید ٹائیگر نے صحیح آدمی کو ہی چیک کیا ہے۔

"برسٹن چوک پر ــــــ ٹریفک لائٹ کی وجہ سے کار رکی تو میری کار بھی ساتھ ہی جا کر رکی اور میں نے اُسے چیک کیا۔ وہ عالمگیر روڈ کی طرف سے آ رہا تھا اور میرا خیال ہے کہ وہ مضافاتی کالونی خیابان کی طرف جا رہے ہیں اوور" ــــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او۔کے ــــــ ٹھیک ہے۔ ان کا تعاقب جاری رکھو۔ لیکن انتہائی احتیاط سے۔ اور ہاں اس میک اپ والے کا حلیہ تفصیل سے بتا دو اوور" ــــــ عمران نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

اور جواب میں ٹائیگر نے تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

"او کے ——— ٹھیک ہے۔ وہ جہاں جائیں وہاں پہنچ کر مجھے رپورٹ دینا اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے بعد اس نے کلائی کی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور اُسے دو تین بار دبا کر کھینچ لیا ——— تیسری بار دباتے ہی ڈائل پر بارہ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ عمران خاموش بیٹھا ہندسے کو جلتا بجھتا دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد یکلخت اس کا جلنا بجھنا ختم ہو گیا اور اب وہ مسلسل چمک رہا تھا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— صفدر ——— میں عمران بول رہا ہوں اوور" عمران نے گھڑی کو منہ سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر اُسے کان سے لگا لیا۔

"اوہ ——— عمران صاحب آپ ——— میں نے سمجھا جولیا کی کال ہے۔ مجھے باتھ روم تک آنے میں دیر ہو گئی۔ فرمایئے اوور" صفدر کی آواز سنائی دی۔

"تم نے جس مقامی آدمی کو سفارت خانے سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا اس کا حلیہ یاد ہے اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ——— یاد ہے ——— بتاؤں اوور" ——— صفدر نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں تفصیل سے بتانا اوور" ——— عمران نے پوچھا۔ لیکن جب جواب میں صفدر نے اس کا حلیہ بتایا تو عمران کو بے حد مایوسی ہوئی۔ کیوں کہ اس کا حلیہ تو ایک طرف رہا۔ اس کا قد و قامت کہیں مختلف تھا ——— اچانک اُسے ایک اور خیال آیا۔

"اوہ ——— ٹھیک ہے۔ اب وہ مقامی آدمی جو سفارت خانے میں گیا تھا۔ کیا وہ باہر گیا ہے اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں ——— وہ ابھی تک باہر نہیں نکلا اوور" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ۔ لیکن خوب سوچ کر ——— غلط نہیں ہونا چاہیئے اوور" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"غلط کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں جو چہرہ ایک بار دیکھ لوں پھر اُسے نہیں بھولتا۔ اس وجہ سے تو میں نے آپ کو میک اپ کے باوجود پہچان لیا تھا اوور" ——— صفدر نے ناراض سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— میں نے تو بس ویسے ہی کہہ دیا تھا۔ تم تو بوڑھے شوہر کی نوجوان بیوی کی طرح روٹھ گئے اوور" ——— عمران نے جواب دیا اور ساتھ ہی وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ کیوں کہ اُسے یقین تھا کہ عمران کی بات سن کر صفدر بھی بے اختیار ہنس پڑا ہو گا۔

"تو بوڑھے شوہر صاحب ——— حلیہ سن لیجئے" ——— صفدر نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے حلیہ بتانا شروع کر دیا اور حلیہ سنتے ہی عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں ——— کیوں کہ ٹائیگر اور صفدر کے بتائے ہوئے حلیے بالکل ایک جیسے تھے۔

"گڈ شو ——— تھینک یو ——— اب آرام سے بیٹھے نگرانی کرتے رہو اوور اینڈ آل" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ونڈ بٹن دبا کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جان میکنزو سفارت خانے میں داخل تو ہوا لیکن پھر نکلا جیپ کر ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اُسے سفارت خانے کی نگرانی کا علم ہو گیا ہو گا۔ اور اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ سَردار سفارت خانے میں موجود نہیں ہیں ـــــــ ورنہ جان میکنزو کبھی اس طرح باہر نہ نکلتا۔ اب وہ انتظار میں بیٹھا تھا تاکہ ٹائیگر کی طرف سے اطلاع ملنے پر وہ مزید کارروائی کرے۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹائیگر کی دوبارہ کال آئی۔

"سر ـــــــ سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری اور وہ مشکوک آدمی خیابان کی ایک کوٹھی الحمرا میں داخل ہوئے ہیں۔ یہ کوٹھی فضل حسین کی ہے" ـــــــ ٹائیگر نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ـــــــ تم وہاں نگرانی کرو۔ میں خود وہیں آرہا ہوں اوور" عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے ٹائیگر سے رابطہ ختم کر کے فریکوینسی تبدیل کر کے بلیک زیرو سے رابطہ قائم کیا۔

"یس ـــــــ ایکسٹو اوور" ـــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ سفارت خانے سے نگرانی ہٹوا دو۔ وہ لوگ وہاں سے نکل چکے ہیں۔ اور ممبروں کو الرٹ کر دینا میں کسی بھی وقت انہیں بطور ایکسٹو احکامات دے سکتا ہوں اوور" ـــــــ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر اوور" ـــــــ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور دوسرے لمحے اس کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اور

اب اس کا رخ خیابان کی طرف تھا۔

"مجھے شک ہے کہ ہماری کار کا تعاقب کیا گیا ہے" ـــــــ جان میکنزو نے جارج آرنلڈ اور فضل حسین سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں جان میکنزو کی بات سنتے ہی بُری طرح چونک پڑے وہ تینوں اس وقت خیابان کی کوٹھی الحمرا کے ایک کمرے میں موجود تھے ـــــــ جان میکنزو اور جارج آرنلڈ ابھی ابھی پہنچے تھے۔

"اوہ ـــــــ مگر راستے میں تو آپ نے کوئی بات نہیں کی" جارج آرنلڈ نے چونک کر کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ مجھے شک ہے۔ اگر مجھے یقین ہو جاتا تو میں ذکر کرتا" ـــــــ جان میکنزو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ـــــــ پھر تو میں نظروں میں آجاؤں گا۔ یہ تو بہت بُرا

ہوا"۔ —— فضل حسین کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"گھبراؤ نہیں —— کیا تمہاری کوٹھی سے باہر نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے"۔ —— جان میکنزو نے کہا۔

"جی ہاں —— ہے تو سہی —— مگر اس میں کار نہیں جا سکتی پیدل آدمی جا سکتا ہے"۔ —— فضل حسین نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو۔ کہ اپنے کسی آدمی کو کار دے کر کسی ایسے سٹاپ پر بھجوا دو جہاں سے وہ آسانی سے ہمیں لے لے۔ میں سرداور کو اٹھا کر اس خفیہ راستے سے نکل جاتا ہوں —— اگر اس کوٹھی پہ چھاپہ پڑ بھی مارا گیا تو اس طرح کچھ برآمد نہیں ہوگا"۔ —— جان میکنزو نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"۔ —— فضل حسین نے بے چین لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے میز پہ پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"عابد علی سپیکنگ"۔ —— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"عابد علی —— میں فضل حسین بول رہا ہوں۔ بلیو بیڈ لے کر تم فوراً بلیک پوائنٹ پہ پہنچ جاؤ۔ وہاں سے تم نے دو افراد کو لینا ہے۔ کوڈ وائلڈ ٹائیگر ہوگا —— تم نے ان کی سرحد پار کی چوکی دیکھی ہوئی ہے۔ تم ان دونوں افراد کو لے کر وہاں تک جاؤ گے۔ اور دیکھو یہ انتہائی اہم کام ہے۔ اس لئے تمہیں نہ صرف پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے بلکہ ہوشیار اور محتاط بھی"۔ —— فضل حسین نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر باس —— آپ بے فکر رہیں۔ عابد علی کے لئے ایسے کام تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں"۔ —— دوسری طرف سے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔

"او۔ کے —— تم پہنچنے والے ہو۔ اور دیکھو ہر لحاظ سے محتاط رہنا۔ گڈ بائی"۔ —— فضل حسین نے ایک بار پھر کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"عابد علی میرا خاص آدمی ہے۔ انتہائی زبردست لڑاکا، خطرناک حد تک سچا نشانہ باز۔ بہادر، دلیر اور ذہین آدمی ہے۔ آپ اس پہ مکمل اعتماد کر سکتے ہیں"۔ —— فضل حسین نے رسیور رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— سرداور کہاں ہیں۔ کیا وہ ہوش میں آ چکے ہیں"۔ —— جان میکنزو نے بھی اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ ہوش میں آ گئے تھے۔ لیکن میں نے انہیں دوبارہ بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا ہے۔ کیونکہ ذاتی طور پہ وہ مجھ سے واقف ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ انہیں بے ہوشی ہی رکھا جائے"۔ فضل حسین نے جواب دیا۔

"او۔ کے —— اچھا کیا —— ان کا بے ہوش رہنا ہی ہمارے لئے بہتر ہے۔ کہاں ہیں وہ —— چلئے —— ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیئے"۔ —— جان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ آئیے"۔ —— فضل حسین نے کہا اور پھر وہ جان میکنزو اور چارج آر تلنڈ کو لے کر مختلف کمروں سے گزر کر ایک چھوٹے سے

کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں بیڈ پر سرداد بے ہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے۔ جان میکنزد نے آگے بڑھ کر پہلے سرداد کی نبض چیک کی اور نبض کو معمول کے مطابق پا کر اس نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ اس کے بعد اس نے جھک کر سرداد کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔

"اب وہ سرنگ بتا دیجیے۔"—— جان میکنزد نے کہا اور فضل حسین سر ہلاتے ہوئے مڑا۔ اور پھر ایک اور کمرے میں داخل ہو کر اس نے سوئچ بورڈ پر نصب ایک بٹن دبایا تو کمرے کا فرش شمالی کونے سے ہٹتا چلا گیا۔—— اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔ فضل حسین۔ جارج آرنلڈ اور جان میکنزد سیڑھیاں اتر کر نیچے ایک دروازے پر پہنچ گئے۔—— دروازہ فولاد کا بنا ہوا تھا۔ اور بند تھا۔ فضل حسین نے سائیڈ کی دیوار پر ایک مخصوص جگہ پر اپنا انگوٹھا رکھ کر اسے زور سے دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ آگے ایک تنگ سی طویل سرنگ نظر آ رہی تھی۔

"اس سرنگ کا اختتام بلیک پوائنٹ پر ہوگا۔ یہ قریبی پہاڑی کا درہ ہے۔ وہاں بیرونی شہر جانے والی بڑی شاہراہ قریب ہے۔" فضل حسین نے جان میکنزد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن یہ سرنگ تو تاریک ہے۔"—— جان میکنزد نے سرنگ میں چھائے ہوئے گھپ اندھیرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ٹارچ لے آیا ہوں۔"—— فضل حسین نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ٹارچ نکال کر جان میکنزد کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

"اس سرنگ کے اختتام پر کیا ہے۔"—— جان میکنزد نے پوچھا۔

"اس کے اختتام پر بھی ایک بڑی چٹان ہے۔ آپ اس چٹان کی جڑ پر جب پیر سے تین بار ٹھوکر ماریں گے۔—— ایک بار زور سے دوسری بار ہلکی اور تیسری بار پھر زور سے تو یہ چٹان کھل جائے گی اور آپ پہاڑی درہ میں پہنچ جائیں گے۔ وہاں عابد علی کار لئے موجود ہو گا۔ کوڈ آپ کو معلوم ہی ہے۔"—— فضل حسین نے کہا۔

"او کے۔—— اب میں چلتا ہوں۔ لیکن ایک بات یاد رکھئے۔ اگر سیکرٹ سروس یا حکومت کی کوئی ایجنسی آپ سے پوچھ گچھ کرے تو آپ نے کم از کم چار یا پانچ گھنٹوں تک اپنے آپ کو کوئی بات بتلانے روکنا ہے۔—— تاکہ میں آران کی سرحد میں داخل ہو سکوں۔" جان میکنزد نے سخت لہجے میں فضل حسین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔—— اس ملک میں میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ مجھ پر کوئی انگلی اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں تو صرف اس لئے گھبرا رہا تھا کہ آپ برآمد نہ ہو جائیں۔ اس صورت میں میری حیثیت کمزور ہو جاتی تھی۔—— اب آپ کے جانے کے بعد میں شیر ہوں۔ ویسے بلیو برڈ آپ کو سرحد تک صرف تین گھنٹوں میں لے جائے گی۔ عابد علی ماہر ڈرائیور ہے۔" فضل حسین نے بااعتماد لہجے میں کہا

"او کے۔—— گڈ بائی۔"—— جان میکنزد نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے سرنگ میں قدم رکھ دیئے۔ ٹارچ کی تیز روشنی

سرنگ میں بھر گئی تھی ۔ فضل حسین اور جارج آرنلڈ اُسے جلتے دیکھتے رہے ۔ فضل حسین نے دروازہ بند کیا اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ واپس کمرے میں آئے ـــــ فضل حسین نے بٹن دبا کر فرش برابر کیا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے ۔

"اچھا ـــــ اب مجھے اجازت دیجئے "ـــــ جارج آرنلڈ نے کہا ۔

"ارے ـــــ اتنی بھی کیا جلدی ہے ۔ آپ میرے پاس آئے ہیں ۔ کچھ پی پلا کر ہی جائیے "ـــــ فضل حسین نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"نہیں ـــــ مجھے جلدی ہے ۔ اب مجھے اجازت ہی دیجئے ۔ میں نے سفیر صاحب کو اطلاع دینی ہے کہ کارسٹر داور کو لے کر روانہ ہو چکی ہے "ـــــ جارج آرنلڈ نے جواب دیا ۔

"اوکے ـــــ جیسی آپ کی مرضی ـــــ آئیے پھر میں آپ کو کار تک چھوڑ آؤں "ـــــ فضل حسین نے کہا ۔ لیکن جیسے ہی وہ پورچ میں جانے کے لئے برآمدے میں پہنچے ، ایک باوردی ملازم نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک کارڈ فضل حسین کی طرف بڑھایا ۔

"یہ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں ۔ ڈرائنگ روم میں موجود ہیں "ـــــ ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

"مجھ سے ـــــ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ میں بغیر پیشگی وقت دیئے

کسی سے نہیں ملتا پھر تم نے اُسے ڈرائنگ روم تک آنے کی اجازت کیسے دی "ـــــ فضل حسین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا ۔

"مجھے تو معلوم نہیں صاحب ـــــ گیٹ والوں نے بھیج دیا ہے "ـــــ ملازم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"ڈمم ڈمم ڈومارد آف تھاپ نگر ـــــ یہ کیا بات ہوئی "

فضل حسین نے ملازم کی بات سنے بغیر بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اس کی نظریں کارڈ پر جمی ہوئی تھیں ۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ "ـــــ جارج آرنلڈ نے حیرت بھرے انداز میں کہا ۔

"عجیب نام ہے ۔ ریاست کا نام بھی پہلی بار سنا ہے ۔ دیکھیں "

فضل حسین نے کارڈ جارج آرنلڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔ اور جارج آرنلڈ بھی کارڈ پڑھ کر حیرت زدہ نظر آنے لگا ۔

"عجیب وغریب نام ہے ۔ اب تو میں بھی ملوں گا اس آدمی سے "ـــــ جارج آرنلڈ نے کہا ۔

"ہاں ـــــ ملنا چاہیئے ۔ دیکھیں تو سہی یہ ڈمم ڈمم ڈومارد کیا چیز ہیں "ـــــ فضل حسین نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔

ڈرائنگ روم کا پردہ ہٹا کر سب سے پہلے فضل حسین اور اس کے بعد جارج آرنلڈ اندر داخل ہوئے تو سامنے صوفے پر ایک احمق سا نوجوان اکڑوں بیٹھا اُلّو کی طرح دیدے گھما کر ہر چیز کو دیکھ رہا تھا ـــــ اس کا انداز ایسا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار

یہ سازوسامان دیکھ رہا ہو۔ فضل حسین اور جارج آرنلڈ کو دیکھتے ہی وہ بری طرح اچھلا۔ اور پھر اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش میں قالین پر ڈھیر ہو گیا۔

"مم ـــــ مم ـــــ معافی چاہتا ہوں" ـــــ نوجوان نے بڑے عاجزانہ انداز میں ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر کپڑے جھاڑنے میں یوں مصروف ہو گیا جیسے وہ کمرے میں اکیلا ہو۔

"کون ہو تم" ـــــ فضل حسین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کک ـــــ کک ـــــ کون ـــــ میں یا تم" ـــــ نوجوان نے چونک کر فضل حسین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں پوچھ رہا ہوں کون ہو تم ـــــ اور یہاں کیوں آئے ہو" فضل حسین نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ میرا نام ڈم ڈم ڈومارو ہے اور میرا تعلق ریاست کتاب نگر سے ہے۔ میں نے ایک آدمی سے ملنا ہے۔ جو ان صاحب کے ساتھ ابھی کار میں آئے ہیں۔ میں نے ان کی رقم دینی ہے" ـــــ اس نوجوان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ ـــــ کیا بکواس ہے۔ میرے ساتھ تو کوئی یہاں نہیں آیا۔ کیا تم پاگل ہو" ـــــ جارج آرنلڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔ فضل حسین بھی چونک پڑا تھا۔

"ارے ـــــ کمال ہے۔ لوگ ان کو ڈھونڈتے ہیں جن سے رقم لینا ہوتا ہے۔ اور وہ چھپ جاتے ہیں۔ یہاں میں رقم دینے آیا ہوں اور آپ اسے چھپا رہے ہیں۔ آپ رقم مجھ سے لے لیں اور

ان صاحب کو دے دینا۔ مجھے آپ پر اعتماد ہے" ـــــ نوجوان نے حیرت بھرے انداز میں سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"چلو ـــــ نکلو یہاں سے گٹ آؤٹ" ـــــ فضل حسین نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"رقم تو لے لو۔ پھر انگریزی بولتے رہنا" ـــــ نوجوان نے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو فضل حسین اور جارج آرنلڈ دونوں لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئے۔ نوجوان کے ہاتھ میں ایک خوفناک ریوالور نظر آ رہا تھا ـــــ ظاہر ہے اس کا رخ ان دونوں کی طرف ہی ہو سکتا تھا۔

"اب بولو ـــــ کہاں ہے وہ جان ہیکنز داور مسٹر جارج آرنلڈ مجھ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا نام ڈم ڈم ڈومارو" ـــــ نوجوان کا لہجہ یک لخت انتہائی سخت ہو گیا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی حماقت یک لخت یوں غائب ہو گئی تھی جیسے پہلے کبھی رہی ہی نہ ہو۔

"جان ہیکنز د ـــــ کیا مطلب" ـــــ فضل حسین نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ جارج آرنلڈ کے چہرے کا رنگ بھی اڑ گیا تھا۔

"تو تم جان ہیکنز د کو نہیں جانتے۔ پھر تو تم سرداور کو بھی نہ جانتے ہو گے۔ میں تمہیں آخری مہلت دے رہا ہوں ـــــ اپنی پسلیاں تڑوانے سے باز آ جاؤ۔ ورنہ جب میں مکہ مارتا ہوں تو ڈم کی آواز آتی ہے۔ اور جب میں نے ہاتھ چلانے شروع کئے تو میری

بجائے تم ڈم ڈم ڈومارو بن چکے ہو گے "۔۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم اس طرح مجھے میرے گھر میں نہیں دھمکا سکتے۔ میرا نام فضل حسین ہے۔ میں ابھی ایس پی کو فون کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔ میں تمہیں جیل میں سڑوا دوں گا "۔۔۔۔۔۔ فضل حسین نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کہتے ہو مسٹر جارج آرنلڈ سیکنڈ سیکرٹری سفارت خانہ ولیسٹرن کارمن "۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے بڑے طنزیہ لہجے میں جارج آرنلڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو تم مجھے جانتے ہو۔ پھر بھی مجھے دھمکا رہے ہو۔ مجھے سفارتی تحفظ حاصل ہے "۔۔۔۔۔۔ جارج آرنلڈ نے جواب میں تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"جس آدمی کو تم نے اغوا کیا ہے اُسے تم سے زیادہ تحفظ حاصل تھا۔ اور میں نے اُسے واپس حاصل کرنا ہے۔ بولو کہاں ہے وہ "۔ نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ریوالور لیے قدم بڑھا کر ان کی طرف چلا۔۔۔۔۔۔ اُسے اپنی طرف یوں بڑھتے دیکھ کر وہ دونوں ہی سمٹ کر ایک طرف ہوئے اور نوجوان نے ایک ہاتھ سے ڈرائنگ روم کا دروازہ بند کر کے اس کی چٹخنی چڑھا دی۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو "۔۔۔۔۔۔ فضل حسین نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں ڈم ڈم ڈومارو بنانے کے لئے تیاری کر رہا ہوں "۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ریوالور واپس جیب میں رکھ لیا۔ جیسے ہی اس نے ریوالور جیب میں رکھا۔۔۔۔۔۔ فضل حسین نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے کمرہ تھپڑ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی فضل حسین کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔۔۔۔۔۔ نوجوان کا تھپڑ پوری قوت سے فضل حسین کے چہرے پر پڑا تھا اور وہ جارج آرنلڈ سے ٹکرا کر اُسے لیتا ہوا صوفے پر جا گرا۔

"بولو۔۔۔۔۔۔ کہاں ہے جان میکنزی "۔۔۔۔۔۔ نوجوان نے آگے بڑھ کر ایک ایک ہاتھ سے ان دونوں کی گردنیں پکڑتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے کمرے میں بیک وقت دو چیخیں برآمد ہوئیں۔ نوجوان نے پوری قوت سے ان دونوں کے سر ایک دوسرے سے ٹکرا دیئے تھے۔۔۔۔۔۔ یہ ٹکر اتنی بھرپور تھی کہ وہ دونوں ہی بے حس ہو کر نیچے گر پڑے۔ اُسی لمحے نوجوان کی لات پوری قوت سے جارج آرنلڈ کی کنپٹی سے ٹکرائی اور جارج آرنلڈ کا جسم بُری طرح پھڑکنے لگا۔ اسی لمحے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔۔۔۔ وہ کنپٹی پر لگنے والی بھرپور چوٹ کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔

پھر نوجوان نے فضل حسین کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ اور دوسرے لمحے کمرہ ایک بار پھر تھپڑ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ فضل حسین چیخ مار کر بُری طرح پھڑکنے لگا۔

"بتاؤ۔۔۔۔۔۔ کہاں ہیں یہ لوگ ۔۔۔۔۔۔ ورنہ جان سے مار دوں

گا" ——— نوجوان نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم ——— مجھے نہیں معلوم" ——— فضل حسین نے اپنے آپ کو چھڑانے کی جدوجہد کرتے ہوئے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"اوہ کے ——— پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ڈم ڈم ڈو مارد بننے سے نہیں روک سکتی" ——— نوجوان نے سرد لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اس نے فضل حسین کو اچھال کر صوفے پر پھینکا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ فضل حسین سنبھل کر اٹھتا ——— نوجوان باز کی طرح اس پر جھپٹا۔ اس کا ایک پیر صوفے سے نیچے لٹکے ہوئے فضل حسین کے پیر پر جم گیا۔ اور اس نے انتہائی پھرتی سے اس کی دوسری ٹانگ دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے اس کے سر کی طرف بڑھایا۔ اور فضل حسین کی چیخوں سے کمرہ گونجنے لگا ——— فضل حسین پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ لیکن نوجوان کی گرفت اس پر اتنی سخت تھی کہ اسے اپنے آپ کو بچانا ناممکن ہو رہا تھا ——— اسی لمحے دروازے پر باہر سے زور زور سے دستک دی جانے لگی۔ شاید اس کی چیخیں باہر سے سن لی گئی تھیں ——— لیکن نوجوان نے اس کی طرف توجہ دینے کی بجائے اس کی ٹانگ کو اور زور سے جھٹکا دیا۔ اور فضل حسین کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بُری طرح بگڑنے لگا۔

"میں دونوں ٹانگیں چیر کر رکھ دوں گا۔ بتاؤ ——— کہاں ہیں وہ لوگ" ——— نوجوان نے سرد لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ایک اور جھٹکا دیا۔

"ب ——— ب ——— بتاتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دو میں مر جاؤں گا"

فضل حسین نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"بتاؤ ——— ورنہ میں ٹانگیں چیر دوں گا ——— جلدی بتاؤ"

نوجوان نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور فضل حسین کے حلق سے اتنی کربناک چیخ نکلی کہ جیسے اس کی روح نکل ہی ہو۔

"وہ ——— وہ چلے گئے ہیں اور ...." ——— فضل حسین نے کہنا شروع کیا مگر اسی لمحے نوجوان کے سر پر ایک زوردار ضرب پڑی اور فضل حسین پر نوجوان کی گرفت یک لخت ڈھیلی پڑ گئی۔ وہ ری سے مڑا ——— مگر اسی لمحے اس کے سر پر دوسری ضرب لگی اور پھر وہ لہراتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے سر پر ضربیں لگانے والا جارج آرنلڈ تھا۔ اس نے ایک چھوٹی میز ہاتھ میں پکڑی ہوئی ——— اسے شاید ہوش آ گیا تھا۔ فضل حسین بھی کراہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

"دروازہ کھول دیجئے ——— مجھ سے تو چلا بھی نہیں جاتا"

ل حسین نے کراہتے ہوئے جارج آرنلڈ سے کہا اور جارج آرنلڈ میز یس رکھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ جس پر اب انتہائی شدت سے دھکے ہو رہے تھے ——— دروازہ کھولتے ہی دو مسلح تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

"باس ——— آپ بخیریت ہیں" ——— آنے والوں نے فضل ن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اب صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاں ـــــ تم اس کو اٹھا کر پیچھے بڑے کمرے میں لے چلو۔ اسے اچھی طرح باندھ دو۔ میں اس کی ایک ایک ہڈی اپنے ہاتھوں سے توڑوں گا" ـــــ فضل حسین نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ آنے والے نے کہا۔ اور پھر اس نے جھک کر قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے نوجوان کو اٹھایا اور اُسے کاندھے پر لاد کر تیزی سے دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"اگر مجھے عین موقع پر ہوش نہ آجاتا تو یہ نوجوان تمہیں لے ڈوبتا" ـــــ جارج آرنلڈ نے آگے بڑھ کر فضل حسین کو بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ تمہارا بے حد شکریہ ـــــ آج تم نے میری جان بچائی ہے۔ اب میں اُس ڈم ڈم سے ایسا انتقام لوں گا کہ اس کی نسلیں بھی اس کے حشر سے عبرت حاصل کرتی رہیں گی"

فضل حسین نے بڑے تکلیف بھرے انداز میں دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ نوجوان ہے کون ـــــ یہ تو بہت سے واقعات سے واقف ہے" ـــــ جارج آرنلڈ نے کہا۔

"یہ بھی وہ بتائے گا ـــــ تم نہیں جانتے میرے پاس دو آدمی ایسے ہیں جو پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتے ہیں"

فضل حسین نے ڈرائنگ روم سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"دیکھو فضل حسین ـــــ اس آدمی کو ہر قیمت پر تین چار گھنٹے تک روکے رکھو۔ تاکہ جان میکنزو سرحد اور کو لے کر اطمینان سے

زان کی سرحد کے اندر پہنچ جائے۔ اس کے بعد جو چاہو کرتے رہو" بارج آرنلڈ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــــ اب یہ ہمیشہ کے لئے رک گیا۔ اب اس ی روح ہی باہر جائے گی۔ اس کا جسم اب اس کوٹھی میں ہی دفن رہے گا" ـــــ فضل حسین نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"تو پھر زیادہ چکر میں مت پڑو۔ اسے بے ہوشی کے عالم میں ولی مار کر دفن کر دو" ـــــ جارج آرنلڈ نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ پہلے میں اس سے اپنا انتقام لوں گا اس کے بعد گولی دوں گا۔ ورنہ مجھے ساری عمر چین نہیں آئے گا" ـــــ فضل حسین انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ وہ کسی طرح نکل بھاگے۔ مجھے یہ شخص انتہائی خطرناک دائی دیتا ہے" ـــــ جارج آرنلڈ نے تشویش کا اظہار کرتے ئے کہا۔

"اس وقت میں غفلت میں مار کھا گیا تھا۔ اب تم دیکھنا میں ں کا کیا حشر کرتا ہوں" ـــــ فضل حسین نے بڑے بااعتماد جے میں کہا۔

"میرا خیال تو جانے کا تھا ـــــ لیکن اب میں چاہتا ہوں کہ یہ علومات حاصل کر کے جاؤں کہ آخر یہ شخص کون ہے۔ اور کس رح اتنی معلومات رکھتا ہے" ـــــ جارج آرنلڈ نے کہا۔

"تو آؤ میرے ساتھ ——— پھر تماشہ دیکھو ——— ابھی سب معلومات حاصل ہو جائیں گی" ——— فضل حسین نے کہا۔ اور پھر وہ راہداری مڑ کر نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

عمران کو جب فضل حسین کی کوٹھی میں گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو ٹائیگر کے دل میں بے چینی کی لہریں سی اٹھنے لگیں۔ گو عمران باقاعدہ کسی ملاقاتی کے طور پر اندر گیا تھا ——— اور جاتے وقت ٹائیگر کو یہ کہہ گیا تھا کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ ریڈ کاشن دے کر اُسے بلا لے گا۔ لیکن نجانے کیوں اچانک اس کے دل میں بے چینی سی پیدا ہونے لگ گئی تھی ——— وہ کچھ دیر کوٹھی کے گیٹ کے سامنے ایک درخت کی آڑ میں چھپا سوچتا رہا۔ پھر اس نے اندر جانے کا حتمی فیصلہ کر لیا تاکہ صورت حال کا خود اندازہ کر سکے ——— یہ فیصلہ کرتے ہی وہ درخت کی آڑ سے نکلا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ کافی فاصلے پر جانے کے بعد وہ مڑا اور ایک درمیانی گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کی پشت پر آ گیا ——— لیکن پشت کی دیوار خاصی

اونچی تھی۔ اور اس پر بجلی کی ننگی تاریں نصب تھیں۔ اسے پار کرنا اور وہ بھی دن میں خاصا مشکل کام تھا ——— ٹائیگر ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور چند قدم چلنے کے بعد اچانک اس کی نظریں گلی کی سائیڈ میں بنے ہوئے گٹر کے دہانے پر گئیں۔ گٹر کے دہانے کا انداز بتا رہا تھا کہ گٹر کوٹھی کے اندر سے باہر آ کر بڑے گٹر میں مل رہا ہے ——— ٹائیگر نے اس گٹر کے ذریعے کوٹھی کے اندر جانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس نے ادھر ادھر دیکھ کر جب کسی کو نہ پایا تو جھک کر گٹر کے دہانے پر موجود لوہے کے ڈھکن کے کنڈوں میں ہاتھ ڈال دیئے ——— دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے ڈھکن اٹھتا چلا گیا۔ اور ساتھ ہی بدبو کے تیز بھبکے ٹائیگر کی ناک سے ٹکرائے۔ ٹائیگر نے ڈھکن ایک طرف رکھا ——— اور پھر گٹر کے اندر جاتی ہوئی لوہے کی سیڑھیوں پر قدم رکھ کر اندر اترتا چلا گیا۔ بدبو اب انتہائی تیز رفتار اور ناقابل برداشت ہو گئی تھی ——— لیکن ٹائیگر نے پرواہ نہ کی جب اس کا سر گٹر کے اندر ہو گیا تو اس نے گھسیٹ کر ڈھکن کو دوبارہ دہانے پر جما دیا لیکن اسے پوری طرح بند نہ کیا ——— بلکہ ایک سائیڈ پر درز سی رہنے دی تاکہ گیس نکلنے کا راستہ رہ جائے پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ہنگامی حالات میں کام آنے والی پنسل ٹارچ نکالی اور اسے جلا لیا ——— الیکٹرونک ٹارچ کی تیز روشنی نے ماحول کو قدرے اجاگر کر دیا۔ گٹر میں گندہ پانی بہہ رہا تھا۔ گٹر خاصا بڑا تھا اور پانی کی مقدار بہت کم تھی اس لئے وہ درمیانی پٹی میں بہہ رہا تھا ——— دیواروں کی سائیڈوں میں خاصی جگہ

خشک پڑی ہوئی تھی۔ ٹائیگر اس خشک جگہ پر چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اس نے سانس روکا ہوا تھا۔ کیونکہ تیز بدبو میں سانس لیتے ہی دماغ چکرانے لگتا تھا ——— جب بہت ضرورت ہوتی تو وہ ناک بند کر کے تھوڑا سا سانس لے لیتا۔ تقریباً بیس پچیس قدم چلنے کے بعد ہی گٹر کا دوسرا دہانہ اُسے نظر آ گیا۔ یہاں بھی لوہے کی سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں ——— وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا اور پھر کاندھے کے ایک زوردار جھٹکے سے وہ ڈھکن کو ہٹانے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈھکن ہٹتے ہی تازہ ہوا کا جھونکا اس کی ناک سے ٹکرایا ——— اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ دوزخ سے نکل کر اچانک جنت میں پہنچ گیا ہو۔ اس نے چند لمحے رک کر زور زور سے سانس لیئے۔ جب اس کے پھیپھڑے تازہ ہوا سے پوری طرح بھر گئے تو اس نے آہستہ سے سر باہر نکالا ——— وہ کوٹھی کے پائیں باغ میں تھا۔ پائیں باغ خالی پڑا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ اچھل کر باہر آ گیا اور پھر اس نے ڈھکن کو دوبارہ اپنی جگہ پر جمایا اور تیزی سے عمارت کی پشت کی طرف بڑھتا چلا گیا ——— ٹارچ بند کر کے اس نے جیب میں رکھ لی اور جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ عمارت کی پشت پر موجود پائپ کی مدد سے وہ چند ہی لمحوں میں عمارت کی چھت پر چڑھتا چلا گیا ——— وسیع و عریض چھت کے ایک کونے میں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں۔ چنانچہ چھت کراس کر کے وہ بڑی احتیاط سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا ——— عمارت چونکہ ایک منزلہ تھی۔ اس لئے سیڑھیوں کی تعداد کم تھی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک

دروازہ تھا جو بند نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر دروازے کے قریب جا کر رک گیا۔ اس نے کی ہول سے آنکھ لگا دی ____ سامنے ایک طویل و عریض برآمدہ نظر آ رہا تھا۔ جس میں دو مسلح افراد موجود تھے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں ____ ٹائیگر نے آہستگی سے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اُسے دوسری طرف سے لاک نہیں کیا گیا تھا۔ تھوڑی سی جھری کرنے کے بعد ٹائیگر رک گیا ____ اور اس نے جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔ دوسرے لمحے اس نے اندرونی جیب میں سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا۔ اس پستول کا دہانہ کسی بھونپو کی طرح کھلا ہوا تھا ____ ٹائیگر نے اس دہانے کو جھری سے لگا لیا۔ اور پستول کا رخ اس طرح کر لیا کہ پستول سے نکلنے والی چیز برآمدے کے باہر جا گرے۔ اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا ____ ہلکی سی ٹھک کی آواز ابھری۔ اور چند لمحوں بعد خاصے فاصلے پر پٹاخہ سا چھوٹا اور ٹائیگر نے پھرتی سے پستول واپس جیب میں ڈال لیا۔

"پٹاخے کی آواز سنتے ہی برآمدے میں کھڑے ہوئے دونوں افراد بری طرح اچھلے اور پھر ٹائیگر کی توقع کے عین مطابق وہ دونوں بیک وقت دوڑتے ہوئے باہر کی طرف لپکے ____ اور یہی ٹائیگر چاہتا تھا۔ اس نے بڑی تیزی مگر احتیاط سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے سانپ کی سی تیزی سے وہ دروازے سے نکلا اور ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا ____ برآمدے سے باہر پورچ میں دو کاریں موجود تھیں جن میں سے ایک کار وہ تھی جس کے تعاقب میں وہ

یہاں تک آیا تھا۔ دونوں مسلح افراد کاروں کی دوسری طرف پٹاخے کی تحقیق میں مصروف تھے ____ ٹائیگر نے انہیں مصروف دیکھا تو تیزی سے آگے بڑھ کر اندر جاتی ہوئی راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔ راہداری کے آغاز میں چونکہ ایک دروازہ سا بنا ہوا تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ دیوار کے ساتھ ساتھ بھاگتے ہوئے اُسے باہر سے چیک نہ کیا جا سکے گا ____ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ اور کوئی راستہ بھی نہ تھا۔ اس لئے وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیاں آگے جا کر مڑیں ____ اور پھر وہ ایک کمرے میں پہنچ کر ختم ہو گئیں۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر اس کمرے میں داخل ہو کر حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا ____ اُسے سیڑھیوں کے انداز سے یقین تھا کہ اس کمرے سے ضرور کوئی خفیہ راستہ جاتا ہوگا ورنہ اس طرح ایک چھوٹے سے کمرے کا سیڑھیوں کے اختتام پر تعمیر کرنا اس کے حلق سے نہ اتر رہا تھا ____ ابھی وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اچانک اُسے اپنے قدموں کے نیچے سے فرش کھسکتا ہوا محسوس ہوا ____ اس نے تیزی سے اچھل کر کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن فرش کی حرکت اس کی سوچ سے کہیں زیادہ تیز تھی چنانچہ وہ باہر نکلنے کی بجائے منہ کے بل فرش پر گرا ____ اور عین اُسی لمحے فرش اُس جگہ سے ہٹتا چلا گیا۔ اور ٹائیگر قلابازیاں کھاتا ہوا ہٹتے ہوئے فرش سے نمودار ہونے والی سیڑھیوں پر پھسلتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا ____ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی اور عین اُسی لمحے جب وہ اپنے

آپ کو سنبھالنے میں کامیاب ہوتا۔ وہ کسی انسان کے قدموں میں موجود تھا ____ ٹائیگر نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے سر پر زوردار ضرب پڑی اور اس کے ذہن میں ایک لمحے کے لئے رنگین ستارے چمکے ____ دوسرے لمحے اس کا ذہن اتھاہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے کے وسط میں ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا ____ اس کے دونوں پیر اور ہاتھ اس کرسی کے ساتھ لگے ہوئے لوہے کے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور انہیں اتنی سختی سے جکڑا گیا تھا کہ وہ انہیں معمولی سی جنبش دینے سے بھی قاصر تھا ____ کمرے میں دو مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھی۔ کمرے کی دیواروں پر تشدد کے جدید ترین آلات نظر آرہے تھے ____ عمران نے یہ دیکھتے ہوئے طویل سانس لی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ فضل حسین کی کوٹھی کے کسی تہہ خانے میں موجود ہے۔ ٹائیگر نے جب اُسے فضل حسین کی کوٹھی کے متعلق بتایا تو وہ سمجھ گیا کہ فضل حسین ویسٹرن کارمن کا ایجنٹ ہے کیونکہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اُسے یہ معلوم تھا کہ وہ اصل میں ویسٹرن کارمن سے ہی آیا تھا۔ اور یہاں آکر اس نے مذہب کے ساتھ ساتھ نام بھی بدل لیا تھا اور اب وہ اس ملک کے ایک شہری کی طرح رہتا تھا ——— اس کا وسیع و عریض کاروبار تھا۔ اور اعلیٰ حلقوں میں اس نے خاصا مقام بنایا ہوا تھا۔ چونکہ فضل حسین کے متعلق کبھی کسی ناجائز کام میں ملوث ہونے کی رپورٹ نہ ملی تھی ——— اس لئے عمران نے یہی سوچا کہ وہ شخص آسانی سے قابو آجائے گا۔ چنانچہ اس بار اس نے وہ کارڈ استعمال کیا جو اس نے خاص طور پر شعبدے بازی کے لئے بنوایا تھا ——— اس کارڈ کی مدد سے وہ بعض اوقات اچھی خاصی محفلوں میں مرکز توجہ بن جاتا تھا۔ اور پھر ہلکے پھلکے شعبدے دکھا کر وہ اپنے مطلب کے لوگوں سے میل ملاپ پیدا کر کے اپنا مقصد حاصل کر لیتا تھا ——— ظاہر ہے تھاپ تگر سنگے ڈم ڈم ڈمارو سے آدمی دل چسپی لینے پہ مجبور ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اس کی دل چسپی کی وجہ سے اُسے ڈرائنگ روم میں پہنچا دیا گیا۔ اور اس نے جارج آرنلڈ کو بے ہوش کر کے فضل حسین سے راز اگلوانا چاہا لیکن اس سے معمولی سی غفلت ہو گئی ——— کہ اس نے ایک جارج آرنلڈ کی بے ہوشی کا غلط اندازہ لگایا۔ دوسرا اس کی طرف کی پشت ہو گئی۔ اس طرح جارج آرنلڈ کو اس پہ وار کرنے کا موقع مل گیا ——— ورنہ وہ فضل حسین سے راز اگلوانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اُسے فضل حسین کے آخری فقرے یاد تھے۔ کہ وہ دونوں جان میکنزوار اور سردار چلے گئے ہیں ——— اس فقرے سے

ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کوٹھی سے نکل گئے ہیں۔ لیکن ٹائیگر نے اُسے بتایا تھا کہ کوٹھی سے کوئی باہر نہیں نکلا ——— اس کے بعد اُسے ہوش اس کمرے میں آیا تھا۔ اس کی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی میں ٹائیگر کو ریڈ کاشن دینے کا سسٹم موجود تھا لیکن اب وہ اس سے کام لینے میں قاصر تھا۔

ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے موجود بند دروازہ کھلا اور پھر فضل حسین اور جارج آرنلڈ دونوں اندر داخل ہوئے۔ فضل حسین کی چال میں لنگڑاہٹ سی تھی ——— لیکن چہرے پہ انتقام کے سائے لرز رہے تھے۔

"تمہیں ہوش آگیا ڈم ڈم ڈمارو" ——— فضل حسین نے بڑے طنزیہ انداز میں عمران کے سامنے آکر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں پہلوؤں پہ ہاتھ رکھے بڑے فاخرانہ انداز میں کھڑا تھا ——— جب کہ جارج آرنلڈ اس سے دو قدم پیچھے کھڑا تھا۔

"سنو فضل حسین ——— تم نے مجھے یوں قید کر کے اپنی اصلیت کھول دی ہے۔ اب تم اس ملک میں شریف شہریوں کی طرح نہیں رہ سکتے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو ——— اب تم زندہ کبھی باہر نہ نکل سکو گے میں تم سے اپنی بے عزتی کا ایسا انتقام لوں گا کہ تمہاری روح بھی صدیوں تک سسکتی اور دکھتی رہے گی" ——— فضل حسین نے بپھرے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو۔ بہر حال یہ بات طے

ہے کہ تمہارے سانس گنے جا چکے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا، اور اس کے اطمینان کو دیکھتے ہوئے فضل حسین اور زیادہ بپھر گیا۔

"مالکم تم۔۔۔۔۔۔ اس نے چیخ کر ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا

"یس باس"۔۔۔۔۔۔ ایک مسلح آدمی نے تیزی سے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"جاؤ۔۔۔۔۔۔ اوپر سے مالٹی اور شیرٹ کو بلا لاؤ۔ تاکہ میں اس کی ایک ایک ہڈی تڑوا سکوں"۔۔۔۔۔۔ فضل حسین نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔۔۔ مالکم نے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم درحقیقت کون ہو اور جان میکنزد کے بارے میں کیسے جانتے ہو" اس بار جارج آرنلڈ نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"سنو جارج آرنلڈ۔۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ جان میکنزد ولیسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کا خطرناک ایجنٹ وائلڈ ٹائیگر ہے۔ اور وہ یہاں سر داور کو اغوا کرنے کے لئے آیا تھا۔۔۔۔۔۔ میں نے اسے سیکرٹ ایجنٹ سمجھتے ہوئے اس پہ اعتماد کیا اور اس نے میرے اعتماد کو دھوکہ دیا۔ اب مجھے اس کی تلاش ہے۔ جس لمحے بھی وہ مجھے مل گیا میں اسے بتاؤں گا کہ وائلڈ ٹائیگر دراصل کسے کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ اور اگر وہ سر داور کو لے کر ولیسٹرن کارمن بھی پہنچ گیا تب بھی وہ میرے ہاتھوں سے باہر نہ ہو گا۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے

وائلڈ ٹائیگر کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔ عمران کا لہجہ ایسا تھا کہ جارج آرنلڈ کے جسم میں سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"کیا تم سیکرٹ ایجنٹ ہو"۔۔۔۔۔۔ اس نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔ میں ڈم ڈم ڈمارو ہوں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ جارج آرنلڈ یا فضل حسین کوئی بات کہتا۔ مالکم دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔۔ اس کے کاندھے پر کوئی بے ہوش شخص لٹکا ہوا تھا۔ اس بے ہوش شخص کو دیکھتے ہی عمران نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ اسے ایک نظر دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ ٹائیگر ہے۔

"یہ کون ہے"۔۔۔۔۔۔ فضل حسین نے حیرت بھرے انداز میں مالکم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔۔۔۔۔۔ میں نے جب اوپر والے کمرے میں جلنے کے لئے فرش ہٹانے کے لئے بٹن دبایا تو یہ سیڑھیوں پر قلابازیاں کھاتا ہوا میرے قدموں میں آ گرا۔۔۔۔۔۔ میں نے اس کے سر پہ مشین گن کے دستے کا وار کر کے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ یہ شاید اس کمرے میں موجود تھا کہ اچانک فرش ہٹنے کی وجہ سے نیچے آ گرا"۔ مالکم نے ٹائیگر کو فرش پہ لٹاتے ہوئے کہا۔

"یہ یقیناً اس ڈم ڈم کا ساتھی ہو گا اور اس کا یہاں اندر تک آ جانے کا مطلب ہے کہ ہم یہاں محفوظ نہیں ہیں"۔۔۔۔۔۔ جارج آرنلڈ نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تم دونوں باہر جاؤ۔۔۔۔۔۔ اور جا کر چیک کرو۔ اس کے اور

ساتھی بھی ہوں تو انہیں بھی پکڑ کر لے آؤ۔ اور سنو ــــــ اب عمرف مالٹی کو بھیج دینا۔ شیرف تمہارے ساتھ ہی رہے گا ۔"
فضل حسین نے نئی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے۔

"مجھے سخت خطرہ محسوس ہو رہا ہے فضل حسین "ــــــ جارج آرنلڈ نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ یہ پوری فوج بھی لے آئے تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس کمرے میں ایسے سسٹم موجود ہیں کہ ہم جب چاہیں محفوظ ہو سکتے ہیں "ــــــ فضل حسین نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"سنو فضل حسین ــــــ اب تو میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں۔ اور ظاہر ہے اب تم بہرحال مجھے مار ڈالو گے۔ کیا میری آخری خواہش کے طور پر مجھے بتا سکتے ہو کہ جان ہیگنز وسر داور کو لے کر کہاں گیا ہے؟"
عمران نے اس بار بڑے مایوس سے لہجے میں کہا۔

اور اس کے لہجے میں مایوسی کا عنصر محسوس کرتے ہی فضل حسین کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس کے احساس برتری اور جذبۂ انتقام کو شاید تسکین پہنچی تھی۔

"وہ اس وقت عابد علی کے ساتھ کار میں سفر کرتے ہوئے آران کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں ــــــ اور ڈھائی تین گھنٹوں میں وہ آران میں داخل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے "ــــــ فضل حسین نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"عابد علی ــــــ وہ کون ہے۔ اور کار تو یہاں کھڑی ہے۔ کار

یہاں سے باہر نہیں نکلی "ــــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں سے جانے کے بہت سے راستے ہیں اور کاریں بھی باہر موجود ہیں۔ عابد علی میرا خاص آدمی ہے۔ وہ اکیلا پوری فوج پر بھاری ہے "ــــــ فضل حسین نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن کوئی کار ڈھائی گھنٹے میں اتنا طویل راستہ طے نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم غلط کہہ رہے ہو "ــــــ عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اُسے فضل حسین کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

"بلیو برڈ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کیا وہ تین گھنٹے میں یہ فاصلہ نہیں کر سکتی "ــــــ فضل حسین نے چہکتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــــ پھر تو ہو سکتا ہے "ــــــ عمران نے مطمئن انداز میں جواب دیا اور اب اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں تھیں۔ اس نے اپنی مطلوبہ معلومات حاصل کر لی تھیں۔

"سنو فضل حسین ــــــ میرے قریب آؤ۔ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو تمہارے فائدے میں رہے گی "ــــــ عمران نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا ــــــ سوائے تمہاری چیخوں کے "
فضل حسین نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈرتے کیوں ہو ــــــ میں تو حرکت بھی نہیں کر سکتا "
عمران نے اُسے چڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں ڈرتا ہوں تم سے ــــــ یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ اچھا

بتاؤ کیا کہتے ہو" ـــــــ فضل حسین نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتا ہوا عمران کے قریب پہنچ گیا۔

"میری جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پیکٹ نکال لو" ـــــــ عمران نے کہا اور فضل حسین نے اس کی جیب میں ہاتھ ڈالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اُسی لمحے عمران نے اپنے جسم کو انتہائی تیزی سے پیچھے کی طرف جھٹکا دیا ـــــــ اور دوسرے لمحے وہ فضل حسین کو ساتھ لیتے ہوئے پشت کے بل فرش پہ جا گرا۔ کرسی چونکہ زمین میں نصب نہ تھی۔ اس لئے جھٹکے کے ساتھ ہی الٹ گئی ـــــــ اور اب فضل حسین نیچے تھا۔ اور عمران کرسی سمیت اس کے اوپر پڑا ہوا تھا۔ کرسی کی پشت اوپر کی طرف تھی۔

فضل حسین نے نیچے گرتے ہی اپنے آپ کو نیچے سے نکالنے کی جدوجہد کی۔ لیکن عمران نے پوری قوت سے اس کے سر پہ اپنا سر مار دیا۔ اور فضل حسین بُری طرح پھڑکنے لگا۔

فضل حسین کے اس طرح پھنستے ہی جارج آرنلڈ اُسے چھڑانے کے لئے تیزی سے اس کی طرف لپکا ـــــــ اس نے کرسی کو اٹھانے کے لئے اس کے پائے پکڑ کر اُسے کھینچنا چاہا۔ اور اُسی لمحے کڑ کڑ کی تیز آواز سے عمران کے ہاتھوں اور پیروں میں بندھے ہوئے لوہے کے کڑے کھلتے چلے گئے ـــــــ عمران نے یہ اندھا داؤ کھیلا ہی اس لئے تھا کہ اُسے اندازہ تھا کہ جارج آرنلڈ فضل حسین کو بچانے کے لئے آگے بڑھے اور ظاہر ہے اُسے عمران کو ہٹانے اور کھینچنے کے لئے کرسی کو پکڑ کر کھینچنا پڑے گا ـــــــ اور اس

قسم کی کرسی میں کڑوں کا سسٹم چونکہ ہمیشہ کرسی کے پچھلے پایوں میں رکھا جاتا ہے ـــــــ اس لئے اُسے پوری امید تھی کہ نادانستگی میں اس کا ہاتھ بٹن پہ پڑ جائے گا۔ اور عمران آزاد ہو جائے گا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ جیسے ہی کڑے کھلے جارج آرنلڈ خالی کرسی سمیت پشت کے بل نیچے جا گرا ـــــــ کیونکہ اس نے کرسی کو پوری قوت سے کھینچا تھا۔ اس کے نیچے گرتے ہی عمران انتہائی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ اس کی تلاشی لینے کا کسی کو خیال تک نہ آیا تھا ـــــــ اس لئے عمران کی سب چیزیں اس کی جیبوں میں موجود تھیں۔ ریوالور باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور دوسرے لمحے کمرہ ایک زوردار دھماکے سے گونج اٹھا ـــــــ اور اس کے ساتھ ہی ایک چیخ بلند ہوئی اور دروازے میں داخل ہونے والا ایک شخص پشت کے بل دروازے کی دہلیز میں جا گرا۔ یہ شاید مالٹی تھا جو اسی لمحے اندر داخل ہوا تھا۔ عمران نے دوسری بار ٹریگر دبایا ـــــــ اور اس بار گولی جارج آرنلڈ کے سینے میں گھستی چلی گئی۔ جو کرسی پھینک کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اب عمران نے ریوالور کا رخ فضل حسین کی طرف کر دیا ـــــــ جو حیرت اور خوف سے آنکھیں پھاڑے فرش پہ بیٹھا ہوا تھا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ فضل حسین ـــــــ ورنہ جسم گولیوں سے چھلنی کر دوں گا" ـــــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم ـــــــ مم ـــــــ مجھے مت مارو ـــــــ مجھے مت مارو" فضل حسین نے گھگھیائے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کا چہرہ ہلدی

کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو تمام گولیاں تمہارے جسم میں گھس جائیں گی" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— نہیں ——— میں کوئی غلط حرکت نہ کروں گا۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔ میں آئندہ کسی چکر میں ملوث نہ ہوں گا" فضل حسین نے گھگھیاتے ہوئے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"سنو ——— اگر تم مجھے اور میرے ساتھی کو اس کوٹھی سے صحیح سلامت باہر نکالنے کا وعدہ کرو تو میں تمہاری جان بخشی کر سکتا ہوں۔ مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ لیکن ...."

عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"میں نکال دوں گا۔ وعدہ کرتا ہوں۔ اسی کمرے سے باہر نکال دوں گا۔ کسی کو پتہ بھی نہ چلے گا" ——— فضل حسین نے موت کے خوف سے فوراً وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

"او کے ——— آگے بڑھو" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فضل حسین دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ دروازے کے قریب پہنچا۔ تو عمران نے اُسے رکنے کے لئے کہا اور خود وہ فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ٹائیگر پر جھک گیا ——— اور ایک لمحے کے لئے اس کی توجہ فضل حسین سے ہٹ گئی۔ اور اس ایک لمحہ سے فضل حسین نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اس نے پلک جھپکنے میں ہاتھ بڑھا کر دروازے کے ساتھ دیوار پر نصب سوئچ بورڈ کا ایک بٹن

دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی فرش کا وہ حصہ جہاں عمران اور ٹائیگر موجود تھے۔ یک لخت کھل گیا ——— عمران نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اور پلک جھپکنے میں وہ ٹائیگر سمیت فرش کے ہٹنے سے بننے والے خلا میں سر کے بل گرتا چلا گیا ——— ٹائیگر چونکہ بے ہوشی کے عالم میں گرا تھا۔ اس لئے اس کی رفتار عمران سے زیادہ تیز تھی۔ اور دوسرے لمحے وہ دونوں یکے بعد دیگرے ایک زوردار چھپاکے سے پانی میں گرے ——— اور عمران اتنی بلندی سے نیچے گرنے کی وجہ سے پانی کے اندر ڈوبتا چلا گیا۔ مگر دوسرے لمحے پانی نے اُسے اچھالا تو وہ دوبارہ سطح پر آ گیا ——— اُسی لمحے اُسے ٹائیگر کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ——— کیا تم ہوش میں ہو" ——— عمران نے گھپ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے زوردار آواز میں کہا۔

"اوہ ——— باس ——— آپ ہم کہاں ہیں" ——— ٹائیگر کی حیرت زدہ آواز قریب سے سنائی دی۔

"چاہ بابل میں ——— جہاں ہاروت ماروت کو الٹا لٹکایا گیا تھا۔ ہماری ذرا زیادہ عزت کی گئی ہے کہ ہمیں لٹکانے کی بجائے آزاد کر دیا گیا ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ گھپ اندھیرے میں جگنو سا چمکا۔ اور پھر روشنی پھیل گئی۔ یہ الیکٹرونک پنسل ٹارچ کی روشنی تھی جسے ٹائیگر نے جلایا تھا۔

"اوہ ——— واقعی ——— یہ تو واقعی چاہ بابل ہے" ——— ٹائیگر

کی آواز سنائی دی اور اب عمران نے بھی دیکھا کہ وہ واقعی ایک پرانے سے کنوئیں میں موجود ہیں۔ جس کی تہہ میں خاصا پانی تھا ——— اوپر کہیں دور اس کی چھت تھی جو اب بند تھی۔ کنوئیں کی دیواریں پرانی اینٹوں کی تھیں اور ان کی حالت خاصی خستہ تھی ——— البتہ پانی تازہ تھا یوں لگتا تھا جیسے اس کنوئیں کا پانی نکالا جاتا ہو۔ عمران پانی میں تیرتا ہوا دیواروں کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ وہ دیواروں کا بغور معائنہ کر رہا تھا ——— تازہ پانی کا مطلب تو یہی تھا کہ اس کی نکاسی کا کہیں نہ کہیں ضرور راستہ ہو گا جہاں سے پانی نکالا جاتا ہو گا ورنہ تو پانی کھڑے کھڑے ضرور سڑ جاتا ——— عمران نے یہی اندازہ لگایا تھا۔ کہ فضل حسین اپنے دشمنوں کو اس کنوئیں میں پھینک دیتا ہو گا۔ اور جب وہ بھوک پیاس سے مر جاتے ہوں گے تو پھر کوئی راستہ کھول کر لاشوں کو پانی سمیت کہیں باہر دھکیل دیا جاتا ہو گا ——— اس طرح لاشیں ملتی بھی ہوں گی تو گلی سڑی۔ اور پھر طبی معائنے سے بھی ثابت نہ ہوتا ہو گا کہ انہیں تشدد سے مارا گیا ہے یا قتل کیا گیا ہے ——— اس لئے فضل حسین پر کوئی الزام نہ آتا ہو گا۔ وہ نکاسی کے اسی راستے کو تلاش کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ اب جلد از جلد یہاں سے نکل کر سردار کے پیچھے جانا چاہتا تھا۔

جب اس نے کنوئیں کا ایک چکر مکمل کر لیا تو اچانک اسے ایک خیال آیا کہ نکاسی کا راستہ پانی کی سطح کے نیچے ہو گا۔ تبھی تو پانی اس راستے سے نکلتا ہو گا ——— چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر ٹائیگر کے ہاتھ سے ٹارچ لی اور پھر پانی کے اندر ڈبکی لگا دی۔ الیکٹرونک

رچ کی روشنی پانی کے اندر بھی قائم تھی۔ اور پانی کے اندر عمران نے رچ کی روشنی کی مدد سے دیواروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ ب اس کا سانس روکنا محال ہو جاتا تو وہ دوبارہ سطح پر آ جاتا۔ اور پھیپھڑوں میں سانس بھر کر پانی کے اندر چلا جاتا ——— اس طرح تیزی سے جائزہ لینے میں مصروف رہا جب کہ ٹائیگر خاموشی سے ی کی سطح پر تیرتا رہا۔

"کچھ پتہ چلا عمران صاحب" ——— ٹائیگر نے امید بھرے یے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو تیسری بار سانس لینے کے لئے سطح پر آیا تھا۔

"ہاں ——— اتنا پتہ چلا ہے کہ کنوئیں میں بھی مچھلیاں ہوتی ہیں۔ اور ے خیال میں اس انکشاف پر مجھے ڈاکٹریٹ کی ڈگری تو ضرور جائے گی" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب یتے ہوئے کہا۔

"مچھلیاں اور کنوئیں میں" ——— ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے ہا۔

"ہاں ——— ایک سطح پر تیر رہی ہے۔ دوسری ڈبکیاں لگا رہی ہے۔ کیوں ہے نا ڈاکٹریٹ والا انکشاف" ——— عمران نے کہا۔ ور پھر پانی میں ڈبکی لگا گیا۔ اور ٹائیگر اس قدر خوفناک ماحول میں ی عمران کی اس بات پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

چند لمحوں بعد عمران ایک بار پھر سطح پر ابھرا۔ اس بار چونکہ وہ معمول سے پہلے اوپر آیا تھا اس لئے ٹائیگر چونک پڑا۔

"آؤ میرے ساتھ ـــــ اوپر تیرتے رہنے سے تم پانی کے اندر تیرنا بھول جاؤ گے" ـــــ عمران نے اُسے بازو سے پکڑ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ کہتا عمران اُسے کھینچتا ہوا پانی کے اندر چلا گیا۔ ٹارچ کی روشنی میں وہ کنوئیں کی تہہ تک پہنچ گئے ـــــ ٹائیگر نے بھی سانس روکا ہوا تھا۔ تہہ کے قریب دیوار میں ایک بڑی سی گول سی لکڑی نصب تھی۔ عمران نے خالی ہاتھ سے لکڑی کو ایک طرف سے زور سے دبایا تو دیوار کا ایک بڑا سا حصہ کسی کھڑکی کی طرح کھلتا چلا گیا ـــــ اور پھر پانی پوری قوت سے اس خلا میں داخل ہوا اور عمران اور ٹائیگر بھی پانی کے ہمراہ ہی اس کے منہ میں کھنچتے چلے گئے۔ ان کی رفتار خاصی تیز تھی ـــــ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی تنگ سی سرنگ میں انتہائی تیز رفتاری سے گزرے چلے جا رہے ہوں۔ ٹائیگر کا سانس اب پھولنے لگا تھا ـــــ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سینہ بم کی طرح پھٹ جائے گا۔ لیکن یہاں سانس لینے کا مطلب تھا پانی کو پھیپھڑوں کے اندر لے جانا ـــــ اور پھر یقینی موت۔ اس لئے وہ سانس روکے رہا۔ چند لمحوں بعد یک لخت تازہ ہوا کا جھونکا سا انہیں محسوس ہوا اور پھر وہ ایک بڑے سے گٹر میں جا گرے ـــــ یہ گٹر خاصا چوڑا تھا اور پھر ایک دو پلٹیاں کھانے کے بعد وہ کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ پانی کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اس لئے ان کے قدم لڑکھڑا رہے تھے ـــــ انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ایک بار پھر تیز رفتاری سے بہتے ہوئے پانی میں گر پڑیں گے۔ مگر ایک

دوسرے کو پکڑ کر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر پانی کے تیز دھارے سے ہٹ کر وہ گٹر کے کنارے کی طرف ہو گئے۔ یہاں پانی کی رفتار تیز نہ تھی ـــــ اس لئے وہ آسانی سے آگے بڑھتے رہے۔ ٹارچ ابھی تک عمران کے ہاتھوں میں تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد اچانک انہیں چھت پر سے روشنی کی ایک لکیر سی نیچے دکھائی دی۔ اور ساتھ ہی لوہے کی سیڑھیاں بھی اوپر کو جا رہی تھیں۔

"یہ گٹر کا وہ دہانہ ہے جو فضل حسین کی پچھلی دیوار سے باہر گلی میں ہے" ـــــ ٹائیگر نے اس روشنی کو دیکھتے ہی بے اختیار کہا۔

"اچھا ـــــ وہ کیسے" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے اُسے بتایا کہ وہ اس گٹر کے راستے اندر داخل ہوا تھا اور بیرونی دہانے کا ڈھکن اس نے دانستہ تھوڑا سا کھلا رکھا تھا ـــــ اس کھلی جگہ سے روشنی اندر آ رہی ہے۔ اور پھر وہ دونوں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر دہانے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران اوپر تھا۔ اس لئے اس نے کندھے کا زور لگا کر ڈھکن کو ایک طرف ہٹایا اور پھر سر باہر نکال کر دیکھا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے ٹائیگر ـــــ ہم واقعی کوٹھی کے باہر گلی کے سرے پر ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دوسرے لمحے وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا باہر نکل گیا۔ ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی ـــــ اور چند لمحوں بعد وہ گلی میں پہنچ گئے۔ لیکن ان دونوں کی حالت یہ تھی کہ پورے کپڑے پانی

سے شرابور تھے ۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کپڑوں سمیت غسل کرتے رہے ہوں اور پھر اسی طرح غسل خانے سے باہر نکل آئے ہوں ۔

" آؤ چلیں ــــــ پہلے ہی وقت بہت ضائع ہو گیا ہے "

عمران نے باہر نکلتے ہی کہا اور وہ دونوں تیزی سے گلی میں سے ہوتے ہوئے مختلف کوٹھیوں کے عقب کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ وہ دانستہ مین روڈ کی طرف نہ جا رہے تھے تاکہ ان کی اس حالت سے کوئی مشکوک نہ ہو جائے ــــــ جب وہ فضل حسین کی کوٹھی سے کافی دور آ گئے تو عمران مڑا اور پھر وہ اس گلی میں داخل ہو گیا جو مین روڈ کی طرف نکلتی تھی ۔ ٹائیگر خاموشی سے اس کے پیچھے چلا جا رہا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد وہ مین روڈ پر پہنچ گئے ۔ لیکن وہ درختوں کی آڑ لیتے ہوئے واپس اپنی کاروں کی طرف چل پڑے ۔ جو فضل حسین کی کوٹھی سے کچھ فاصلے پر درختوں کی آڑ میں ہی رکی کھڑی تھیں ۔ درختوں کی آڑ میں چلتے ہوئے وہ جلد ہی اپنی کاروں تک پہنچ گئے ۔

" ٹائیگر ــــــ اب تم اپنے ہوٹل جا سکتے ہو " ــــــ عمران نے اپنی کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا ۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا ۔ لیکن وہ اس وقت تک اپنی جگہ پر کھڑا رہا جب تک عمران نے اپنی کار میں سوار ہو کر اسے سٹارٹ نہ کر لیا ــــــ اس کے بعد وہ اپنی کار کی طرف مڑ گیا ۔ عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی خیابان کالونی سے نکل کر شہر کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑتی چلی جا رہی تھی ــــــ عمران بار بار اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظریں ڈال رہا تھا اور اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے ۔ تقریباً

...ھے گھنٹے بعد اس نے کار دانش منزل کے گیٹ پر روک دی ۔ اور پھر ...ز کر اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا ــــــ چند لمحوں بعد جب پھاٹک ...ھلا تو عمران کار اندر لیتا چلا گیا ۔ کار کو آپریشن روم کے باہر بنے ہوئے ...رے کے سامنے روک کر وہ تیزی سے آپریشن روم میں داخل ہو ...یا ۔

" ارے عمران صاحب ــــــ یہ کیا ہوا " ــــــ آپریشن روم میں ...رد بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" مچھلیوں پر ریسرچ کرتا رہا ہوں " ــــــ عمران نے جواب ...ر پھر رکے بغیر باتھ روم میں گھستا چلا گیا ۔ تقریباً دس منٹ بعد جب ...ہر نکلا ۔ تو وہ لباس بدل چکا تھا ــــــ میک اپ بھی صاف تھا ۔ ...ب وہ اپنے اصل روپ میں تھا ۔

اس نے باہر آتے ہی ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے ... شروع کر دیئے ۔

" یس ــــــ ایکسٹو فرام فائیو " ــــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ...ری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی ۔

" ونگ کمانڈر صدیقی سے بات کراؤ ــــــ ایکسٹو " ...ن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا ۔

" اوہ ــــــ یس سر ــــــ ہولڈ سر " ــــــ دوسری طرف سے ...والا ایکسٹو کا نام سنتے ہی بری طرح گھبرا گیا ۔

" یس ــــــ صدیقی بول رہا ہوں جناب " ــــــ چند لمحوں بعد بھاری آواز سنائی دی ۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا ۔

"مسٹر صدیقی ـــــ مجھے فوری طور پر ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر چاہیے" عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ مل جائے گا سر" ـــــ ونگ کمانڈر نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ میرا آدمی ایئربیس پہ آ رہا ہے۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ ہیلی کاپٹر تیار رکھو۔ ٹینک فل ہونے چاہئیں۔ وہ خود اُسے اڑا کر لے جائے گا۔ اُسے کہیں روکا نہ جائے ـــــ کیونکہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ ٹھیک ہے جناب ـــــ عمران صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ انہیں نہیں روکا جائے گا۔ میں گیٹ پر ہدایات دے دیتا ہوں سر" ـــــ ونگ کمانڈر نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ تھینک یو" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

"میں جا رہا ہوں ـــــ سردار کو ایک کار کے ذریعے آران لے جایا جا رہا ہے۔ اب کار میں ان کے تعاقب کا وقت نہیں ہے۔ ہاں ـــــ تم جولیا کو ہدایت کر دو کہ وہ ممبروں کو لے جا کر خیابان میں واقع فضل حسین کی کوٹھی پر چھاپہ مارے۔ وہاں سر شخص کو گرفتار کر لیا جائے اور کوٹھی کی مکمل تلاشی لی جائے" ـــــ عمران نے کہا۔

"کسی ممبر کو ساتھ لیتے جائیں۔ باقی میں انتظام کرا لوں گا" بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ـــــ اتنا وقت نہیں ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا آپریشن روم کے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر گولی کی سی رفتار سے ایئربیس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران اب بھی بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا ـــــ اس کے اندازے کے مطابق کافی سے زیادہ وقت ضائع ہو چکا تھا۔ لیکن کچھ بھی ہو۔ اس نے سردار کو جان ہیکنڈو کے پنجے سے چھڑانا تھا ـــــ یہ اس کا فیصلہ تھا اور ظاہر ہے عمران ایک بار جو فیصلہ کر لیتا پھر اس سے پیچھے ہٹنا ناممکن تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایئربیس کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ ونگ کمانڈر صدیقی بذات خود گیٹ پر موجود تھے ـــــ عمران کی شکل دیکھتے ہی انہوں نے ہاتھ لہرایا۔ اور پھر تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

"یار ـــــ میں خود گیٹ پہ آ گیا ہوں۔ تمہارے اس ایکسٹو سے ڈر لگتا ہے" ـــــ صدیقی نے سیٹ پہ بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ایکسٹو سے ـــــ وہ کون ہے" ـــــ عمران نے کار کو آگے بڑھاتے ہوئے بڑے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ارے ـــــ تم ایکسٹو کو نہیں جانتے۔ جس نے تمہیں بھیجا ہے" ـــــ صدیقی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ اچھا ـــــ تم اُسے ایکسٹو کہتے ہو۔ میں تو اُسے

بھائی جان کہہ کر پکارتا ہوں۔ بے چارہ جب بھی میرے فلیٹ میں آتا، میرے لئے ٹافیوں کا ایک ڈبہ اور کہانیوں کی کتابوں کا ایک بنڈل لے آتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور صدیقی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس دیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بلیو برڈ کار انتہائی تیز رفتاری سے آران کی سرحد کی طرف اڑی چلی جارہی تھی۔۔۔۔۔۔ سٹیرنگ پر ایک سڈول جسم کا نوجوان عابد علی بیٹھا ہوا تھا۔ گھنی مونچھوں اور بھری ہوئی داڑھی نے اس کے چوڑے چہرے کو خاصا رعب دار بنا رکھا تھا۔۔۔۔۔۔ اس نے ہاف بازو کی بوشرٹ اور جینز پہن رکھی تھی۔ گلے میں سونے کی زنجیر کے ساتھ ایک قیمتی ہیرا لٹکا دیا تھا۔ ساتھ والی سیٹ پر جان میکنزو بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ سردادر کو انہوں نے بڑی کار کی کھلی ڈگی میں بند کر دیا تھا۔ سردادر کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔ اور منہ میں رومال دے کر منہ بھی بند کر دیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔ انہیں دارالحکومت سے نکلے ہوئے دو گھنٹوں سے زائد ہو چکے تھے۔ اور اب تک وہ راستے میں کہیں بھی نہ رکے تھے۔۔۔۔۔۔ راستے میں

جتنی بھی چیک پوسٹیں آئیں وہاں عابد علی نے صرف شکل دکھائی اور انہیں کلیرنس کا اشارہ مل گیا۔

"یہ تمام چیک پوسٹوں والے تمہارے واقف ہیں"۔ جان میکنزد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا بزنس ہی ایسا ہے صاحب ــــ کہ سب سے دوستی بنانی پڑتی ہے"۔ ــــ عابد علی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ڈگی میں بند سردار کو چیک کر لیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دم گھٹنے سے ہی مر ہی جائے ــــ اس کی موت ہمارے لئے بے حد نقصان دہ ہو گی"۔ ــــ جان میکنزد نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ پہلے بھی کئی بار اس خدشے کا اظہار کر چکے ہیں۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اس بات کا کوئی خدشہ نہیں ــــ اس کار کی ڈگی کو ایسے ہی حالات کے لئے خصوصی طور پر تیار کرایا گیا ہے۔ اس میں مسلسل تازہ ہوا داخل ہوتی رہتی ہے"۔ ــــ عابد علی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے کار کی رفتار آہستہ کرنی شروع کر دی۔

"آپ پھر بھی تسلی کر لیں"۔ ــــ عابد علی نے ایک سائیڈ پہ کار روکتے ہوئے کہا۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان سے نیچے اترے ــــ پھر عابد علی نے چابی لگا کر ڈگی کا ڈھکن اٹھا دیا۔ جان میکنزد نے آگے جھک کر دیکھا، سردار آڑھے ترچھے انداز میں ڈگی میں پڑے ہوئے تھے ــــ وہ ہوش میں آ چکے تھے۔

ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ پورا جسم پسینے سے تر تھا۔ اور چہرے پر شدید تکلیف کے آثار نمایاں تھے ــــ البتہ وہ ناک کی مدد سے سانس بالکل صحیح لے رہے تھے۔

"او۔ کے ــــ ٹھیک ہے"۔ ــــ جان میکنزد نے مطمئن انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عابد علی نے مسکراتے ہوئے ڈگی بند کی اور وہ دوبارہ کار میں آ بیٹھے ــــ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تھوڑی دیر بعد پہلے والی سپیڈ پہ دوڑنے لگی۔

"کیا ہمیں براہ راست سرحدی چوکی پہ پہنچنا ہے"۔ ــــ عابد علی نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"نہیں ــــ سرحدی چوکی سے تیس میل شمال مغرب میں میرا آدمی کار لئے موجود ہو گا"۔ ــــ جان میکنزد نے جواب دیا۔

"سرحدی چوکی سے تیس میل شمال مغرب میں ــــ اوہ ــــ جہاں پرانا قلعہ ہے"۔ ــــ عابد علی نے سوچتے ہوئے کہا۔

"بالکل وہی جگہ ــــ جہاں پرانا قلعہ موجود ہے"۔ ــــ جان میکنزد نے تیز لہجے میں کہا۔

"پھر تو ہمیں ذرا دور سے بائی روڈ پہ جانا ہو گا۔ ورنہ سرحدی چوکی پہ پہنچنے کے بعد تو ہم ادھر نہیں جا سکیں گے"۔ ــــ عابد علی نے کہا۔

"اچھا ــــ یہ تم بہتر سمجھ سکتے ہو"۔ ــــ جان میکنزد نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ اچھا ہوا میں نے پوچھ لیا۔ ورنہ ہمیں چوکی

سے پھر واپس آنا پڑتا۔ اور خاصا لمبا چکر پڑ جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عابد علی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ادھر سے اپنے قلعے کو کوئی باقاعدہ سڑک جاتی ہے۔"

جان میکنزو نے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔ پہلے چوکی اس قلعے میں تھی۔ لیکن پھر قلعہ جب خطرناک ہو گیا تو وہاں سے تیس میل دور اُسے نیا بنایا گیا اور سڑک بھی تعمیر کی گئی۔۔۔۔۔ اب وہ سڑک بھی قابل استعمال نہیں ہے اور خاصی ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس علاقے میں خاصے گھنے جنگل نما ذخیرہ بھی موجود ہے۔ خاصا وقت لگ جائے گا"

عابد علی نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ تو یہ بات ہے"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھر آئے۔

"آپ فکر نہ کریں جناب۔۔۔۔۔ جب گاڑی بلیو برڈ ہو۔ اور سٹیرنگ عابد علی کے ہاتھ میں ہو تو پھر تشویش کی بات باقی نہیں رہتی"۔۔۔۔۔ عابد علی نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم پہلے اس طرف سے گزرے ہو"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں تشویش کا عنصر ابھی تک باقی تھا۔

"جناب۔۔۔۔۔ سینکڑوں بار گزر چکا ہوں۔ یہ جنگل تو سمگلنگ کا مال رکھنے کا گڑھ ہے"۔۔۔۔۔ عابد علی نے جواب دیا اور جان میکنزو کے چہرے پر اس بار اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"دس منٹ بعد عابد علی نے کار ایک شکستہ سی اور چھوٹی سی سڑک پر موڑ دی اور ساتھ ہی سپیڈ بھی آہستہ کر دی۔۔۔۔۔ کیوں کہ سڑک کی حالت خاصی خستہ تھی۔ اور جان میکنزو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کار کی بجائے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر سفر کر رہا ہو۔ اس کا جسم مسلسل اچھل رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ یہ سڑک تو بہت ہی خراب ہے"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کہا۔

"آگے جا کر اور بھی زیادہ خراب ہو جاتی ہے"۔۔۔۔۔ عابد علی نے کہا اور جان میکنزو نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب وہ دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا۔ کہ اس سڑک پر سے کار بخیریت گزر جائے تھوڑا سا آگے جانے کے بعد جنگل سا شروع ہو گیا۔۔۔۔۔ اور کار جنگل کے اندر بنے ہوئے ٹیڑھے میڑھے راستے پر دوڑنے لگی۔ سڑک اب واقعی بہت زیادہ خراب ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ کار کا انجر پنجر ڈھیلا ہو رہا تھا۔ اور وہ مسلسل اچھل رہی تھی۔ عابد علی واقعی ایک ماہر ڈرائیور تھا۔ جو اس سڑک پر بھی کار کو کنٹرول میں کئے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ ورنہ عام ڈرائیور کے بس کا روگ یہ سڑک ہرگز نہ تھی۔

تقریباً دس بارہ میل کا سفر طے ہوا ہو گا کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا۔ اور عابد علی یک لخت سٹیرنگ سے زور آزمائی میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔ اور پھر کار الٹتے الٹتے بچی۔ دوسرے لمحے کار رک گئی۔ اور عابد علی نے بے اختیار سیٹ سے پشت لگا کر گہرے گہرے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"یہ کیا ہوا ہے"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائر برسٹ ہو گیا ہے۔ بڑی مشکل سے کار سنبھالی ہے۔ ورنہ یہ الٹ کر کسی درخت سے جا ٹکراتی"۔۔۔۔۔ عابد علی نے جواب دیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر آیا۔ جان میکنزو بھی تیزی سے نیچے اترا۔ پچھلا ایک ٹائر واقعی فلیٹ ہو چکا تھا۔

"پہیہ بدلنا پڑے گا"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کہا۔

"صاحب۔۔۔۔۔ یہی تو مسئلہ ہے۔ سٹپنی تو ساتھ ہے ہی نہیں"۔ عابد علی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سٹپنی نہیں ہے۔۔۔۔۔ کیوں"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جناب۔۔۔۔۔ ڈگی میں سٹپنی رکھی جاتی تو سردار کو نہ رکھا جا سکتا تھا۔ ورنہ سٹپنی نے ان کی ہڈیاں توڑ دینی تھیں۔ اس لئے سٹپنی نہیں رکھی گئی"۔۔۔۔۔ عابد علی نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ پھر اب یہ کار آگے کیسے جائے گی"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کار تو اب آگے نہیں جا سکتی۔ اب تو باقی سفر پیدل ہی کرنا پڑے گا"۔۔۔۔۔ عابد علی نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ کتنے میل باقی رہ گیا ہے"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"چار پانچ میل تو ضرور ہی ہو گا"۔۔۔۔۔ عابد علی نے جواب دیا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ سردار کو بھی تو ساتھ لے جانا ہو گا۔ وہ تو چلنے سے انکار کر دیں گے"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کہا۔

"انکار کر دیں گے تو مکہ مار کر بے ہوش کر دوں گا۔ اس کے بعد انہیں اٹھا کر لے چلیں گے۔ کچھ فاصلہ آپ اٹھا لیجئے گا۔ کچھ میں۔۔۔۔۔ آپ پھر آگے کار پہ چلے جائیں گے۔ مجھے تو واپسی بھی پیدل ہی آنا ہو گا"۔ عابد علی نے جواب دیا۔

"ہاں واقعی۔۔۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ نکالو سردار کو باہر"۔ جان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ واقعی اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

عابد علی نے ڈگی کھولی اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے سردار کو باہر گھسیٹا اور انہیں نیچے گھاس پہ ڈال دیا۔

"دیکھو سردار۔۔۔۔۔ اب ہم نے پیدل دس بارہ میل کا سفر طے کرنا ہے۔ اگر تم نے چلنے سے انکار کیا یا کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو پھر یہی ہو سکتا ہے کہ تمہیں گولی مار کر یہیں پھینک دیا جائے"۔ جان میکنزو نے سردار سے مخاطب ہو کر کرخت لہجے میں کہا۔

سردار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ چلنے پہ تیار ہے۔۔۔۔۔ اس کے پیر کھول دو"۔۔۔۔۔ جان میکنزو نے کہا اور عابد علی نے آگے بڑھ کر سردار کے پیروں میں بندھی ہوئی رسی کھول دی۔۔۔۔۔ البتہ ان کے ہاتھ اسی طرح پشت پہ بندھے ہوئے تھے۔

"منہ بھی کھول دوں۔۔۔۔۔ یہاں ویرانے میں کون اس کی آواز

سنے گا۔" ــــــ عابد علی نے پوچھا۔

"ہاں ــــــ کھول دو۔ بوڑھا آدمی ہے۔ کہیں مر مرا ہی نہ جائے۔" جان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عابد علی نے سرداور کے منہ پر بندھا ہوا رومال کھولا ــــــ اور پھر ان کے حلق میں ٹھنسا ہوا رومال بھی باہر کھینچ لیا اور سرداور نے منہ سے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ ان کا چہرہ معمول پر تیزی سے آنے لگ گیا۔

"شکریہ" ــــــ سرداور نے چند لمحوں بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"شکریہ کس بات کا سرداور ــــــ آپ کو یہاں سے لے جانے کے لئے ہمیں بڑی تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہے۔ لیکن چوں کہ کام ہمارا اپنا ہے۔ اس لئے ہم مجبور ہیں" ــــــ جان میکنزو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں" ــــــ سرداور نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"فی الحال تو آبان کی سرحد پر ــــــ اس کے بعد وہاں سے ولیسٹرن کارمن۔ اب آپ چل پڑیں۔ اور دیکھیں ہم آپ کا لحاظ کر رہے ہیں۔ اس لئے ذرا خیال رکھیئے گا۔ شرارت کرنے کی کوشش نہ کریں" ــــــ جان میکنزو نے کہا۔

"یہ بڈھا شرارت کر کے دیکھے۔ ایک لمحے میں گردن نہ توڑ دوں تو عابد علی نام نہیں" ــــــ عابد علی نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔ اور سرداور تلخ نظروں سے اُسے دیکھتے رہ گئے۔

اب وہ شکستہ سڑک پر پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ عابد علی آگے آگے تھا جب کہ سرداور اور جان میکنزو پیچھے تھے۔

"تم مجھے آخر کیوں اغوا کر کے لے جا رہے ہو" ــــــ سرداور نے جان میکنزو سے پوچھا۔

"ہماری حکومت کو آپ کی ضرورت ہے" ــــــ جان میکنزو نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ولیسٹرن کارمن کے ساتھ تو ہمارے ملک کے بے حد اچھے تعلقات ہیں۔ پھر اس طرح اغوا کر کے لے جانے کا کیا مقصد ہے۔ آپ مجھے سرکاری طور پر بھی بلا سکتے تھے" ــــــ سرداور نے کہا۔

"بات ہی ایسی ہے۔ کہ ہم سرکاری طور پر آپ کو نہیں بلا سکتے تھے۔ ہم ایک ایسی ایجاد کر رہے ہیں۔ جسے ہم کسی پر ظاہر نہیں کر سکتے ــــــ اور اس ایجاد میں آپ کی ماہرانہ رائے کی ضرورت ہے" ــــــ جان میکنزو نے جواب دیا۔

"لیکن اگر میں ماہرانہ رائے دینے سے انکار کر دوں تب" ــــــ سرداور نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"یہ ہمارا کام ہے ــــــ آپ اس پوزیشن میں ہی نہیں ہوں گے۔ انکار کر سکیں" ــــــ جان میکنزو نے طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا عمران بھی اس اغوا میں شامل ہے" ــــــ سرداور نے

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"عمران ـــــ ارے نہیں ـــــ وہ تو بس میرے ہاتھوں احمق بن گیا ہے۔ ویسے آدمی خطرناک ہے"ـــــ جان میکنزو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اُسی لمحے انہیں آسمان پہ سے کسی ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور وہ تینوں چونک پڑے۔ دوسرے لمحے درختوں کی آڑ میں سے انہیں ایک ہیلی کاپٹر گزرتا نظر آگیا ـــــ وہ خاصی نیچی پہ داز کر رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر فوجی تھا۔

"اوہ ـــــ یہ فوجی ہیلی کاپٹر ادھر کہاں سے آگیا"ـــــ عابد علی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا ہمارا کیا تعلق ـــــ تم چلے چلو"ـــــ جان میکنزو نے مطمئن انداز میں کہا۔

"ویسے بھی اس جنگل میں ہیلی کاپٹر ہمیں چیک نہیں کر سکتا"۔ عابد علی نے کہا۔ اور وہ تینوں پھر آگے بڑھنے لگے۔

سردار اب خاموش تھے۔ ان کی فراخ پیشانی پہ موجود بے شمار شکنیں اس بات کی غمازی کر رہی تھیں کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہیں ـــــ لیکن وہ ان کے ساتھ چلنے پر مجبور تھے۔ ورنہ وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ تشدد کرنے سے بھی باز نہ آئیں گے۔

ڈ ونگ کمانڈر صدیقی عمران کی کار کو سیدھے ایئرپورٹ کے اس حصے کی طرف لے گئے۔ جہاں ہیلی کاپٹر تیار کھڑا تھا۔

"آپ نے جانا کہاں ہیں"ـــــ صدیقی نے ہیلی کاپٹر کے قریب کار رکواتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"آوان کی سرحدی چوکی پہ"ـــــ عمران نے ہیلی کاپٹر کی سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــــ ویسے آپ سرحد پار نہ کریں ورنہ فوج مدت ان والے آپ کو نشانہ بنا دیں گے۔ میں ویسے ... کے سرحدی چوکیں کے کمانڈر کو کہہ دیتا ہوں کہ آپ غیر فوجی مشن پہ ہیں"۔ کمانڈر صدیقی نے کہا۔

"تھینک یو"ـــــ عمران نے کہا اور پھر ہیلی کاپٹر پہ چڑھ کر

پائلٹ سیٹ سنبھال لی ۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا چلا گیا ۔ عمران پہلے تو ہیلی کاپٹر کو سیدھا اونچا اڑا کر کافی بلندی پر لے گیا ۔ پھر اس نے اس کا رخ اس سڑک کی طرف موڑ دیا ــــــ جو کہ آران کی سرحدی چوکی کی طرف جاتی تھی ۔ کیوں کہ ظاہر ہے کار اس سڑک پر ہی گئی ہو گی ۔ جب ہیلی کاپٹر سڑک پر پہنچ گیا تو عمران نے اس کا رخ سرحد کی طرف کر دیا ــــــ اور پھر وہ ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرتا گیا تاکہ بلیو برڈ کار کو آسانی سے پہچان سکے ۔ بلیو برڈ کار مخصوص ساخت کی ہوتی ہے ۔ اس لئے وہ دور سے ہی پہچانی جاتی تھی ۔

ہیلی کاپٹر جنگی نوعیت کا تھا اس لئے اس کی سپیڈ خاصی تیز تھی ۔ عمران اُسے آگے بڑھائے لئے گیا ــــــ سڑک پر ٹریفک کا زیادہ رش موجود نہ تھا ۔ اس لئے عمران آسانی سے چیکنگ کرتا چلا جا رہا تھا ۔ اس نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی اس کے اندازے کے مطابق کار کو چلے ہوئے دو سوا دو گھنٹے گزر چکے تھے ــــــ اُسے صحیح وقت کا تو اندازہ نہ تھا لیکن اس نے اندازہ اس وقت سے لگایا تھا جب ٹائیگر نے اُسے اطلاع دی تھی کہ جان میکنزا اور جارج آرنلڈ فضل حسین کی کوٹھی میں داخل ہو چکے ہیں ۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور آران کی سرحد اس تناسب سے نزدیک آتی چلی جا رہی تھی ــــــ عمران کی نظریں سڑک پر جمی ہوئی تھیں ۔ کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلی ۔ اور عمران نے چونک کر ٹرانسمیٹر کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا ۔

" ہیلو ہیلو ــــــ عمران صاحب ــــــ صدیقی کالنگ اوور " ہنگ کمانڈر صدیقی کی آواز سنائی دی ۔

" یس ۔ عمران سپیکنگ اوور " ــــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔ اُسے دراصل اس وقت صدیقی کی مداخلت بُری محسوس ہوئی تھی ۔ کیوں کہ اس طرح اس کی توجہ سڑک سے بھٹکنے کا خدشہ موجود تھا ۔

" آپ اب آران کی سرحد کے قریب ہیں ۔ ایک سو کلو میٹر کا فاصلہ باقی رہتا ہے ۔ میں نے آران سرحدی ائیر بیس کو مطلع کر دیا ہے ــــــ لیکن آپ بھی محتاط رہیں اوور " ــــــ صدیقی نے کہا ۔

" مجھے معلوم ہے ــــــ تم میری فکر نہ کرو ــــــ اوور اینڈ آل " نمران نے سخت لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ یکن اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی سپیڈ کم کرنی شروع کر ی ــــــ ابھی تک اُسے سڑک پر کہیں بلیو برڈ نظر نہیں آئی تی ۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سرحدی چوکی پر پہنچ ہی گیا ۔ اس نے رحد کے عین اوپر سے جا کر ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا ــــــ اور اُسے اپس لے آیا ۔ اس نے سرحد سے دوسری طرف جانے والی ٹرک کا بھی اس دوران جائزہ لے لیا تھا ۔ دور دور تک بلیو برڈ ہیں نظر نہ آ رہی تھی ــــــ وہ اب سڑک پر ہیلی کاپٹر ــــــ اڑاتا ا واپس آ رہا تھا ۔ اس کا ذہن بُری طرح گھوم رہا تھا ۔ اب دو ہی وتیں ممکن تھیں ایک تو یہ کہ فضل حسین نے جھوٹ بولا ہے ۔ داور ابھی وہیں اس کی کوٹھی میں ہی ہو گا یا دوسری صورت یہ

کہ بلیو برڈ حیرت انگیز رفتار سے چوکی کراس کر کے دور نکل چکی ہے۔ دوسری صورت تو اس کے اندازے کے مطابق ممکن نہیں تھی، بلیو برڈ خاص طاقت ور اور تیز رفتار کار ہونے کے باوجود بہرحال کار تھی۔ ہوائی جہاز یا ہیلی کاپٹر نہ تھی ــــ پہلی صورت ممکن تھی، لیکن اس کا اندازہ آج تک کبھی غلط نہ ہوا تھا۔ جس سچویشن میں عمران نے فضل حسین سے پوچھا تھا۔ اور پھر جواب دیتے ہوئے فضل حسین کے چہرے کے جو تاثرات اور آنکھوں میں جو چمک موجود تھی وہ صاف بتا رہی تھی کہ اس نے سچ بولا ہے ــــ لیکن پھر بلیو برڈ کہاں گئی۔ اسی لمحے اچانک اسے ایک خیال آیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سیٹ کرنے والی ناب گھمانی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد جب اس نے مخصوص فریکوئنسی سیٹ کر لی تو اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ــــ ایکسٹو اوور" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ جناب ــــ کوٹھی پر چھاپے کی کیا پوزیشن ہے جناب، اوور" ــــ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ونگ کمانڈر صدیقی کال سن رہا ہوگا۔

"چھاپہ کامیاب رہا ہے اوور" ــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مختصر لفظوں میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہمارا آدمی تو وہاں موجود نہیں ہے جناب اوور" عمران نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ــــ وہاں صرف کوٹھی کا مالک اور اس کے ملازم موجود ہیں۔ پوری کوٹھی کی تلاشی لی گئی ہے اوور" ــــ بلیک زیرو نے اسی طرح مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"او کے ــــ تھینک یو ــــ اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے فریکوئنسی ناب گھما کر واپس پہلے والی کر دی۔

اب یہ بات تو یقینی ہو گئی تھی کہ فضل حسین نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ لیکن پھر بلیو برڈ کہاں گئی ــــ یہی سوچتے سوچتے اس نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کا رخ سرحد کی طرف کیا اور اسی لمحے اسے خیال آیا کہ سرحدی چوکی پر ایک بے ہوش آدمی کو کراس کرانا ناممکن ہے۔ یقیناً کوئی آس پاس کوئی سپاٹ ڈھونڈھا گیا ہو گا ــــ اور اسی لمحے اس کے ذہن میں سرحد کے قریب وہ پرانا قلعہ ابھرا۔ وہ ایک بار ایک سمگلنگ ریکٹ کا پیچھا کرتا ہوا وہاں تک گیا تھا۔ وہ جگہ واقعی سمگلروں کی جنت تھی ــــ کیونکہ پرانے قلعے کے آس پاس گھنا جنگل بکھرا ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ اس جنگل کی طرف موڑ دیا۔ اب اس کی نظریں جنگل پر جمی ہوئی تھیں۔ ہیلی کاپٹر اب آہستہ آہستہ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا ــــ لیکن جنگل سنسان پڑا ہوا تھا۔ جنگل کراس کرنے کے بعد وہ پرانے قلعے تک پہنچ گیا۔ لیکن نہ ہی وہاں کوئی انسان نظر آ رہا تھا اور نہ ہی کوئی کار۔ ہر طرف سنسانی اور ویرانی نے ڈیرہ ڈال رکھا تھا ــــ عمران اب واقعی پریشان ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر قلعے کے اوپر گھومتا رہا۔ پھر

اس نے ہیلی کاپٹر کو واپس موڑا۔ اور جنگل کے اوپر سے گزر کر دوبارہ سڑک پر آ گیا۔ سڑک پر بھی بلیو برڈ موجود نہ تھی چنانچہ اس بار اس نے جنگل کی مخالف سمت سرحد کے قریب چیکنگ شروع کر دی ـــــ یہ علاقہ چونکہ میدانی تھا۔ اس لئے وہ دور دور تک دیکھ سکتا تھا۔ کافی آگے جانے کے بعد جب دور دور تک اُسے کوئی کار اور آدمی نظر نہ آئے تو وہ مایوس ہو گیا ـــــ اور اس نے واپس جانے کا ہی فیصلہ کر لیا پھر اسے خیال آیا کہ سرحدی چوکی سے بلیو برڈ کے متعلق معلوم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ سرحدی چوکی کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــــ اس نے چوکی سے ذرا فاصلے پر ہیلی کاپٹر زمین پر اتارا اور پھر نیچے اتر کر وہ چوکی کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ فوجی ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر چوکی کے ملازمین الرٹ ہو گئے تھے ـــــ اس لئے جب عمران وہاں پہنچا تو انہوں نے باقاعدہ اُسے فوجی انداز میں سیلوٹ جھاڑ دیا۔

"تمہارا انچارج کون ہے" ـــــ عمران نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں ہوں جناب ـــــ فرمائیے" ـــــ ایک نوجوان نے مؤدبانہ انداز میں سر کو جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ یہاں کتنی دیر سے موجود ہیں" ـــــ عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"جناب ـــــ پچھلے چار گھنٹوں سے ڈیوٹی پر موجود ہوں" انچارج نے جواب دیا۔

"بلیو برڈ کار دیکھی ہوئی ہے" ـــــ عمران نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں جناب ـــــ اچھی طرح" ـــــ انچارج نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے عمران کے اس سوال کا مقصد سمجھ میں نہ آیا ہو۔

"کوئی بلیو برڈ کار پچھلے دو تین گھنٹوں میں یہاں پہنچی ہو یا اس نے کراس کیا ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب ـــــ بلیو برڈ کار ـــــ نہیں جناب بالکل نہیں" ـــــ انچارج نے بڑے بااعتماد لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ کسی عابد علی کو جانتے ہو" ـــــ اچانک عمران نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"عابد علی ـــــ کہیں آپ کا مطلب اس مشہور سمگلر سے تو نہیں۔ بلیو برڈ کار اُس کے پاس بھی ہے۔ اگر وہ ہے تو میں اُسے بھی طرح جانتا ہوں" ـــــ انچارج نے کہا۔

"وہ تو نہیں گزرا یہاں سے ـــــ یا یہاں آیا ہو" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب" ـــــ انچارج نے کہا۔

"اور ـــــ کے ـــــ تھینک یو" ـــــ عمران نے قدرے مایوس لہجے میں کہا اور پھر واپس تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب صورت حال اور بھی زیادہ الجھ گئی تھی ـــــ ہیلی کاپٹر

فضا میں بلند ہوتے ہی عمران نے سوچا کہ آخری بار پھر چیکنگ کر نے۔ ہو سکتا ہے کار جنگل میں چھپی ہوئی ہو ——— چنانچہ اس نے دوبارہ جنگل کا رخ کیا۔ اس بار اس نے انتہائی نیچی پرواز کرنی شروع کر دی اور رفتار بھی انتہائی آہستہ رکھی۔ اور پھر تھوڑی ہی دور جانے کے بعد وہ چونک پڑا ——— اُسے درختوں کے درمیان نیلے رنگ کی کار کی جھلک سی دکھائی دی تھی۔ اس نے فوراً ہیلی کاپٹر کو موڑا اور اُسے جگہ بدل کر فضا میں معلق کر دیا ——— اور پھر اس کی نظریں بلیو برڈ کار کے ایک حصہ پر جم گئیں۔ کیوں کہ وہاں سے صرف وہی حصہ ہی نظر آ رہا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ بلیو برڈ کار تو مل گئی تھی ——— اب اس نے ادھر ادھر دیکھا تاکہ ہیلی کاپٹر کو اتارنے کی جگہ تلاش کرے اور پھر اُسے تھوڑی دور ایک خالی جگہ نظر آ گئی، اس نے ہیلی کاپٹر وہاں اتارا ——— اور خود اتر کر تیزی سے اس طرف دوڑا جدھر بلیو برڈ کار موجود تھی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ بلیو برڈ کے قریب موجود تھا۔ لیکن کار خالی پڑی ہوئی تھی ——— اس کا ایک ٹائر فلیٹ ہو چکا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے کار کے انجن پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی ——— کار کا انجن ابھی تک گرم تھا۔ عمران بلیو برڈ جیسی کار کے طاقتور انجن سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور پھر اس شکستہ راستے پر کار کے انجن پر جس قدر دباؤ پڑا ہو گا اس کا بھی اچھی طرح اندازہ تھا ——— اس لحاظ سے اس نے یہی اندازہ لگایا کہ کار کو یہاں رکے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے۔ عمران

نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ زمین پر اُگی ہوئی گھاس پر جھک گیا۔ یہاں گھاس خاصی اونچی اونچی تھی ——— وہ غور سے گھاس کو دیکھتا رہا۔ اور پھر اس کی تیز نظروں نے مسلی ہوئی گھاس سے اندازہ لگا لیا۔ کہ یہاں سے پرانے قلعے کی طرف جانے والے افراد کی تعداد تین ہے۔

چنانچہ وہ تیزی سے واپس دوڑا۔ اور چند لمحوں بعد اس کا ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا ——— ہیلی کاپٹر کا رخ ایک بار پھر پرانے قلعے کی طرف تھا۔ اور عمران کی نظریں نیچے پھیلے ہوئے جنگل پر جمی ہوئی تھیں۔ جنگل پرانے قلعے تک چلا گیا تھا ——— اس لئے جب عمران پرانے قلعے کے قریب پہنچا۔ تو اس نے ایک خالی جگہ دیکھتے ہوئے ہیلی کاپٹر وہاں اتار دیا اور خود جیب سے ریوالور نکالے تیزی سے پرانے قلعے کی طرف دوڑتا چلا گیا ——— اُسے یقین تھا کہ سردار رحمت جان میکنزد اور اس کے ساتھی ضرور اسی قلعے میں ہی چھپے ہوئے ہوں گے۔ وہ پوری طرح محتاط اور چوکنا تھا ——— کیوں کہ اتنی بات وہ بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ ہیلی کاپٹر کو اترتا دیکھ کر وہ سب لوگ اگر وہاں موجود ہوں گے تو یقیناً چوکنا ہو گئے ہوں گے ——— اور گھنے جنگل میں کسی اکیلے آدمی کو کسی طرف سے بھی انتہائی اطمینان سے گولی کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔

پیٹس اپنے قلعے کی ایک خستہ سی راہداری میں سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ کار پر حکومت آران کی رجسٹریشن پلیٹ موجود تھی ـــــــ قلعے سے باہر ستون کی آڑ میں ایک لمبا تڑنگا نوجوان بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑا جنگل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے ایک فوجی ہیلی کاپٹر کو قلعے اور جنگل کے اوپر چکراتا ہوا دیکھا تھا ـــــــ ہیلی کاپٹر کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی خاص ٹارگٹ کی چیکنگ کر رہا ہو۔ اور پھر چند لمحوں بعد جب ہیلی کاپٹر واپس چلا گیا تو نوجوان نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا ـــــــ لیکن اس کے باوجود اس کی بے چینی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ اُسے ایک ایک لمحہ گراں گزر رہا تھا۔ پرانے قلعے سے تھوڑی دور آگے پرانا سرحدی پھاٹک موجود تھا جو کہ گو اب

مکمل طور پر بند رہتا تھا۔ لیکن پھر بھی وہاں حکومت آران کی طرف سے چند گارڈ ڈیوٹی دیتے تھے تاکہ سمگلر وہاں سے سرحد پار نہ کر سکیں ـــــــ اور ہوپ نے آران میں ولیسٹرن کارمن کے سفیر کی مدد سے ایک مشہور سمگلر کی خدمات حاصل کی تھیں اور اس کی مدد سے اس نے ان گارڈز کو بھاری رشوت دے کر اس بات کا انتظام کر لیا تھا کہ وہ کار روکے کر نہ صرف پاکیشیا کے اس پرانے قلعے میں موجود ہو بلکہ اس نے واپسی کا بھی بندوبست کیا تھا ـــــــ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ گارڈز کی ڈیوٹی مزید آدھے گھنٹے بعد ختم ہونے والی تھی۔ اور اس کے بعد جو گارڈز ڈیوٹی پر آنے والے تھے وہ خریدے نہ جا سکتے تھے ـــــــ اس لئے اُسے واپس جانے کے لئے یہی آدھا گھنٹہ تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ جان میکنزو کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا ـــــــ ریڈ فاکس نے اُسے تفصیلی ہدایات دے دی تھیں۔ اس لئے وہ جانتا تھا کہ جان میکنزو کے ساتھ پاکیشیا کا ایک معروف سائنس دان سرداور بھی ہوگا ـــــــ اور یہ ساری کارروائی اُسی کے اغوا کے سلسلے میں ہو رہی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ لیکن جب ہیلی کاپٹر واپس چلا گیا تو اس نے یہی سمجھا کہ معمول کی چیکنگ ہو رہی ہوگی۔

ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ اُسے دور درختوں میں حرکت سی محسوس ہوئی اور وہ چونک پڑا ـــــــ اور چند لمحوں بعد اس نے واضح طور پر تین افراد کو درختوں کی آڑ میں سے ہوتے ہوئے پرانے

قلعے کی طرف بڑھتے دیکھ لیا۔ وہ چند لمحوں تک غور سے ان افراد کو دیکھتا رہا۔ اور دوسرے لمحے جان میکنزد کو پہچان کر وہ خوشی سے اچھل پڑا ——— ستون کی آڑ سے نکل کر وہ تیزی سے ان کی طرف دوڑ پڑا۔

" ڈائمنڈ ٹائیگر ——— ڈائمنڈ ٹائیگر ——— میں ہوپ ہوں "

اس نے ستون کی آڑ سے نکلتے ہی چیخ کر کہا۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں اُسے دشمن سمجھ کر گولی کا نشانہ نہ بنا دیا جائے۔ اور اس کی آواز سنتے ہی وہ تینوں ٹھٹھک کر رک گئے ——— چند لمحوں بعد ہی ہوپ ان کے قریب جا پہنچا۔

" جلدی آئیے باس ——— وقت بے حد کم ہے "

ہوپ نے جان میکنزد سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کار لے آئے ہو " ——— جان میکنزو نے پوچھا۔

" ہاں باس ——— قلعے کے اندر کھڑی ہے۔ واپسی کا پروگرام بھی طے ہے۔ لیکن وقت کم ہے۔ میں تو سخت بے چین تھا " ——— ہوپ نے ان کے ساتھ قلعے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

" میری کار راستے میں خراب ہو گئی تھی۔ اس لئے ہمیں باقی سفر پیدل طے کرنا پڑا " ——— جان میکنزو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا یہی سردار ہیں۔ جنہیں لے جانا ہے " ——— ہوپ نے سردار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ان کے پشت پہ

بندھے ہوئے ہاتھ دیکھ کر ہی وہ اندازہ لگا چکا تھا۔ کہ یہی ان کا شکار ہو گا۔

" ہاں ——— یہی ہیں ——— اور یہ عابد علی ہیں ——— ہمارے ساتھی ہیں " ——— جان میکنزو نے کہا اور ہوپ اور عابد علی نے ایک دوسرے کو مسکرا کر سلام کیا۔

" باس ——— ایک فوجی ہیلی کاپٹر تھوڑی دیر پہلے یہاں سے گزرا ہے۔ میں تو بڑا پریشان ہو گیا تھا " ——— ہوپ نے کہا۔

" ارے نہیں ——— ہمارے پیچھے فوج نہیں لگی ہوئی وہ ویسے ہی گزرا ہو گا " ——— جان میکنزو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کی آواز ایک بار پھر سنائی دینے لگی تھی ——— اُسی لمحے ہیلی کاپٹر انہیں نظر آ گیا۔ وہ پہاڑ کے قلعے کے قریب فضا میں اڑ رہا تھا۔

" اوہ ——— یہ دوبارہ کیوں آ گیا " ——— جان میکنزو نے پریشان لہجے میں کہا۔

" ارے باس ——— یہ تو یہاں اتر رہا ہے۔ جلدی کیجیے۔ اندر چلے قلعے میں ہم آسانی سے چھپ سکتے ہیں " ——— ہوپ نے کہا اور وہ سب پہاڑ کے قلعے کی طرف دوڑ پڑے۔ جان میکنزو نے سردار کو بازو سے پکڑ کر زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹ رکھا تھا۔

"عابد علی ۔۔۔ تم سردادو کو لے کر اندر چھپ جاؤ۔ میں اور ہوپ باہر چیکنگ کریں گے" ۔۔۔ جان میکنزو نے کہا اور عابد علی سردادو کو پکڑے اس پرانے قلعے کے اندر بھاگتا چلا گیا جب کہ ہوپ اور جان میکنزو دونوں قلعے کے سامنے موجود گھنے درخت پر چڑھتے چلے گئے ۔۔۔ ابھی وہ دونوں درخت کی گھنی شاخوں میں پہنچے ہی تھے کہ انہیں دور سے ایک نوجوان بڑے محتاط انداز میں قلعے کی طرف آتا دکھائی دیا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ تو علی عمران ہے ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ یہ یہاں کیسے پہنچ گیا" ۔۔۔ جان میکنزو نے بڑے پریشان سے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ کیا آپ اسے جانتے ہیں" ۔۔۔ ہوپ نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ یہ یہاں کا سب سے خطرناک آدمی ہے" جان میکنزو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"تو میں اسے یہیں ڈھیر کر دیتا ہوں" ۔۔۔ ہوپ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جان میکنزو اُسے منع کرتا۔ ہوپ نے برق رفتاری سے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کیا۔ اور دوسرے لمحے ریوالور کے زوردار دھماکے سے جنگل گونج اٹھا۔

"وہ مارا" ۔۔۔ ہوپ نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔ کیوں کہ دھماکے کے فوراً بعد انہوں نے عمران کو لٹو کی طرح اچھل کر گھاس پر گرتے ہوئے دیکھا ۔۔۔ اور اب وہ گھاس

پر پڑا بُری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ واقعی تمہارا نشانہ بے داغ ہے۔ یہ تو ختم ہو رہا ہے" ۔۔۔ جان میکنزو نے یوں حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے اُسے عمران کے مرنے کا یقین نہ آ رہا ہو۔

"مجھ سے کون بچ کر جا سکتا ہے باس ۔۔۔ آپ جانتے ہیں ہوپ ریوالور سے اڑتی ہوئی مکھی کا پَر توڑ سکتا ہے" ہوپ نے مسکراتے ہوئے بڑے فخریہ انداز میں کہا ۔۔۔ اور جان میکنزو نے سر ہلا دیا۔ عمران کا جسم اب بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ دونوں تیزی سے درخت سے اترے۔ اور پھر ریوالور سنبھالے عمران کی طرف دوڑتے چلے گئے ۔۔۔ وہ شاید عمران کی موت کے متعلق پوری طرح اطمینان کر لینا چاہتے تھے۔

عمران کے بالکل قریب پہنچنے سے پہلے جان میکنزو نے ہاتھ اٹھا کر ہوپ کو آگے بڑھنے سے روک دیا ۔۔۔ اور ہوپ اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔ جیسے مردہ آدمی سے خوف پر وہ حیران ہو رہا ہے۔

"باس ۔۔۔ ایک مُردہ آدمی سے کیا خوف" ہوپ نے آخر کہہ ہی دیا۔

"خوف نہیں ۔۔۔ احتیاط کی بات ہے" ۔۔۔ جان میکنزو نے کہا اور پھر وہ ریوالور ہاتھ میں پکڑے آہستہ آہستہ گھاس پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے عمران کی طرف بڑھنے

لگے۔ جان میکنزد بے حد محتاط اور چوکنا تھا۔ جب کہ ہوپ کے انداز میں لاپرواہی تھی۔ جیسے اُسے یقین ہو کہ اس کا نشانہ خطا نہیں ہو سکتا۔

پاک سوسائٹی

ڈاٹ کام

"تم یہیں ٹھہرو بڈھے ــــــ اور خبردار اگر بھاگنے کی کوشش کی۔" ــــــ عابد علی نے بڑے کرخت لہجے میں سُردار کو پرانے قلعے کی راہداری میں دھکا دیتے ہوئے کہا۔ سُردار لڑکھڑاتے ہوئے راہداری میں داخل ہوئے ــــــ جب کہ عابد علی وہیں راہداری کے قریب ہی رک گیا۔ وہ اس انداز میں کھڑا تھا کہ اندر راہداری کو بھی چیک کر سکے اور باہر کا بھی جائزہ لے سکے ــــــ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ سُردار ایک لمحے کے لئے رکے اور پھر انہوں نے ادھر ادھر دیکھا۔ ٹوٹی ہوئی راہداری سے ایک اور راہداری دائیں طرف مڑ رہی تھی۔

اسی لمحے انہیں باہر جنگل میں ایک خوف ناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور ساتھ ہی کسی کے خوشی سے چیخنے کی آواز بھی ان کے کانوں تک پہنچی ـــــ آواز وہ پہچان گئے کہ یہ مجرموں کے کسی ساتھی کی تھی۔

"گڈشو" ـــــ دھماکے اور مسرت بھری چیخ سنتے ہی عابد علی نے بے اختیار کہا اور ایک لمحے کے لئے اس نے گردن باہر نکال کر دیکھا ـــــ اور سردادر نے اس لمحے کو غنیمت سمجھا دوسرے لمحے وہ تیزی سے بھاگے اور دائیں طرف جانے والی راہداری میں دوڑتے چلے گئے۔

"ٹھہرو بڈھے ـــــ گولی مار دوں گا" ـــــ پیچھے سے انہیں عابد علی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ مگر سردادر رکے نہیں بلکہ بھاگتے ہوئے اچانک ایک اور راہداری میں مڑ گئے۔ اسی لمحے دھماکے اور سائیں کی آواز سے گولی ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی ـــــ اگر وہ مڑ نہ جاتے تو یقیناً گولی ان کی پشت میں پیوست ہو چکی ہوتی۔

اس راہداری میں مڑتے ہی وہ ایک ٹوٹے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور اس کے موٹے سے ستون کی آڑ میں رک گئے ـــــ کیوں کہ انہیں اچانک احساس ہوا تھا کہ ان کے قدموں کی آواز ان کی موجودگی کا پتہ دے رہی ہے۔ ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو بری طرح بے بس محسوس کر رہے تھے۔

دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز انہیں راہداری میں مڑتی سنائی دی۔ اور انہوں نے سانس روک لیا ـــــ مگر آواز اس کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"باہر نکل آؤ بڈھے ـــــ زمین پر پڑی گرد پر تمہارے پیروں کے نشانات بتا رہے ہیں کہ تم اس کمرے میں موجود ہو"!

باہر سے عابد علی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور سردادر کے جسم میں مایوسی کی لہر دوڑتی چلی گئی ـــــ انہیں ان نشانات کا تو خیال تک نہ آیا تھا۔ لیکن وہ وہیں سانس روکے کھڑے رہے اور پھر انہیں ایک لات اندر داخل ہوتی دکھائی دی۔ وہ جس ستون کی آڑ میں کھڑے ہوئے تھے وہ انتہائی پرانا اور خستہ تھا ـــــ اور اوپر سے ٹوٹا ہوا تھا۔ لیکن اس دروازے کے علاوہ باہر نکلنے کا اور راستہ ہی نہ تھا۔ اس لئے وہ بے بس اس ستون سے لگے کھڑے تھے ـــــ عابد علی نجانے کیوں اتنی احتیاط کر رہا تھا۔ حالاں کہ وہ جانتا تھا کہ سردادر کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہ ہے۔ شاید وہ سردادر کے اس طرح اچانک دوڑ پڑنے پر نفسیاتی دباؤ میں آگیا تھا۔

جب دوسری لات اندر آئی تو سردادر نے انتہائی مایوسی کے عالم میں ہونٹ بھینچ لئے ـــــ کیوں کہ اب صرف آنے والا مرحلہ گا اور پھر سردادر اس کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ اور اسی مایوسی کے عالم میں وہ ستون کے ساتھ مزید چمٹ گئے۔

ان کے اس طرح چمٹنے سے ستون ذرا سا ہلا۔ اور سرداور کے ذہن میں بجلی کی سی تیزی سے ایک خیال آیا ____ اور انہوں نے پوری قوت سے سینے کی مدد سے ستون کو دھکا دیا۔ دوسرے لمحے ستون دھڑام کی آواز سے دوسری طرف گرا۔ اور عابد علی کی چیخ سنائی دی ____ وہ چونکہ ستون کی دوسری طرف تھا۔ اس لئے ستون اُسی پر گرا تھا۔ اور وہ ستون سمیت نیچے فرش پر گرا تھا۔

ستون کے گرتے ہی سرداور نے چھلانگ لگائی اور گرے ہوئے ستون کی اینٹوں کو پھلانگتے ہوئے دروازے کی طرف لپکے، مگر دوسرے ہی لمحے وہ چیختے ہوئے منہ کے بل فرش پر جا گرے، عابد علی نے ان کی ٹانگ پکڑ لی تھی ____ عابد علی ستون اپنے اوپر گرنے سے نیچے ضرور گرا تھا۔ لیکن ستون کی پرانی اینٹوں نے اُسے کوئی خاص نقصان نہ پہنچایا تھا ____ اس لئے جیسے ہی سرداور اُسے پھلانگتے ہوئے اوپر سے گزرے اس نے ہاتھ بڑھا کر ان کی ٹانگ پکڑ لی۔ اور سرداور جھٹکا کھا کر منہ کے بل گر پڑے۔

عابد علی ان کے گرتے ہی ٹانگ چھوڑ کر تیزی سے اٹھا ____ البتہ اس کا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ وہ اٹھتے ہی نیچے گرے سرداور پر جھپٹا۔ مگر سرداور نیچے گرتے ہی تیزی سے کروٹ بدل گئے ____ اور عابد علی منہ کے بل عین اُس جگہ آ گرا جہاں ایک لمحہ پہلے سرداور موجود تھے۔ سرداور چونکہ اچانک اور غیر متوقع طور پر کروٹ بدل گئے تھے۔ اس لئے عابد علی بروقت سنبھل نہ سکا۔

منہ کے بل نیچے گرتے ہی اس نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اُسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی ____ اور پھر کمرے کی دہلیز پر موجود پرانی سی چھت ایک دھماکے سے ان کے اوپر آ گری۔ اور سرداور کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ تاریکی کی اتھاہ گہرائی میں ڈوبتے چلے جا رہے ہوں ____

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

عمران جیسے ہی دوڑتا ہوا پرانے قلعے کی طرف بڑھا۔ اس نے دور ایک درخت پر کسی آدمی کی جھلک دیکھی ـــــــ اور پھر اس نے ابھی دو ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اُسے ایک درخت کی گھنی شاخوں میں جھماکا سا دکھائی دیا۔ جھماکا دیکھتے ہی عمران انتہائی تیزی سے زمین پر گرا ـــــــ اور اُسی لمحے فائر کی تیز آواز سے گولی اس کے بازو کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ ساتھ ہی ریوالور چلنے کا دھماکا سنائی دیا۔ عمران نے نیچے گر کر اس طرح ہاتھ پیر مارنے شروع کر دیئے جیسے گولی اُسے لگ گئی ہو ـــــــ اور پھر اُسے درخت پر سے مسرت بھری چیخ سنائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ اس کی اداکاری کامیاب رہی ہے۔ اس نے یہ اداکاری صرف اسی لئے کی تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ چھپے ہوئے سب لوگ باہر آجائیں

ورنہ اگر وہ ایک سے لڑتا تو دوسرا اُسے نشانہ بنا سکتا تھا۔ چند لمحوں تک ایڑیاں رگڑنے کے بعد عمران بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا۔ وہ گھاس پر اب بڑے ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا ہوا تھا۔ اس نے دانستہ اپنے سر کی پشت اس درخت کی طرف کر دی تھی جس طرف سے گولی چلی تھی ـــــــ اور اس ہاتھ کو اس انداز میں اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ لیا تھا جس پر گھڑی بندھی ہوئی تھی۔ اُسے گھڑی کے شیشے میں سے اپنی پشت کا پورا منظر صاف نظر آ رہا تھا ـــــــ اس نے یہ چکر بازی اسی لئے کی تھی تاکہ اس کے قریب آنے والے بے دھڑک آگے بڑھ آئیں۔ ورنہ اطمینان کے لئے ہو سکتا تھا وہ فاصلے سے دوسری گولی چلا دیں اور ایسی صورت میں عمران بچ نہ سکتا تھا ـــــــ بلکہ اس کی اداکاری اس کے لئے مہلک بھی ثابت ہو سکتی تھی۔ چنانچہ وہی ہوا اس نے گھڑی کے شیشے میں درخت پر سے دو افراد کو چھلانگیں لگا کر نیچے اترتے دیکھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے ـــــــ نیچے چھلانگیں لگاتے ہی وہ دونوں تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے چلے آئے اور اب عمران جان میکنز کو اچھی طرح پہچان چکا تھا۔ چونکہ صرف وہی دونوں ہی آگے آئے تھے ـــــــ اور عمران کا اندازہ تھا کہ کار سے تین افراد ہی قلعے کی طرف گئے ہیں۔ اس لئے عمران نے یہی اندازہ لگایا کہ تیسرا وہ زنبیرا آدمی ہو گا جسے یہ زبردستی اپنے ساتھ لے آئے ہوں گے۔

عمران ان کے قریب آنے کا انتظار کرتا رہا۔ ریوالور والا ہاتھ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے ٹیڑھا کر کے اپنی ران کے نیچے اس طرح دبایا ہوا تھا کہ پلک جھپکنے میں وہ اُسے بخوبی استعمال کر سکتا تھا۔

وہ دونوں پہلے تو بے تحاشا بھاگتے ہوئے آئے مگر چند قدم آگے بڑھنے کے بعد وہ دونوں رک گئے ——— جان میکنزو بے حد محتاط نظر آ رہا تھا۔

"باس ——— ایک مردہ آدمی سے کیا خوف"۔

جان میکنزد کے ساتھی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خوف نہیں ——— احتیاط کی بات ہے" ——— جان میکنزد نے جواب دیا۔ اور پھر وہ دونوں آہستہ آہستہ عمران کی طرف بڑھنے لگے۔

"اس کی پشت ہماری طرف ہے۔ اگر یہ زندہ ہوتا تو کبھی اس طرح لیٹنے کا خطرہ مول نہ لیتا" ——— جان میکنزد کے ساتھی نے اور قریب آتے ہوئے کہا۔ مگر اُسی لمحے عمران کے اعصاب تن گئے۔ اس نے جان میکنزد کا ریوالور والا ہاتھ اٹھتے ہوئے دیکھا۔ وہ یقیناً عمران کے سر کی پشت میں گولی مار کر ہر قسم کا خدشہ ختم کرنا چاہتا تھا ——— اب ایک لمحے کی بھی دیر عمران کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ اس لئے جیسے ہی جان میکنزد کا ہاتھ سیدھا ہوا۔ عمران کسی چیتے کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے بیک وقت تین دھماکے ہوئے ——— ایک دھماکہ عمران کے ریوالور کا دوسرا جان میکنزد کے ریوالور کا اور تیسرا دھماکہ دور فضا میں ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی جان میکنزد کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ادھر

عمران نے بھی ہونٹ بھینچتے ہوئے ہاتھ جھٹکا۔ عمران کا ریوالور بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا ——— جان میکنزد کے ریوالور سے نکلنے والی گولی عمران کے ریوالور کی نال پر پڑی تھی۔ اور عمران کے ریوالور سے نکلنے والی گولی جان میکنزد کے ریوالور پر ——— نتیجہ یہ کہ دونوں کے ریوالور غائب ہو چکے تھے۔ یہ صریحاً ایک اتفاق تھا۔ عمران نے تو گولی خیر چلائی ہی جان میکنزد کا ریوالور اڑانے کے لئے تھی ——— لیکن جان میکنزد کی گولی کا عمران کے ریوالور پر پڑنا اتفاق کے ساتھ ساتھ عمران کی خوش قسمتی بھی تھی اگر عمران کا ریوالور والا ہاتھ عین اُسی لمحے گولی والے زاویے پر نہ ہوتا تو گولی عمران کے پہلو میں گھس چکی ہوتی۔

عمران کے ہاتھ سے ریوالور نکلتے ہی جان میکنزد کے ساتھی نے انتہائی پھرتی سے گولی چلائی ——— مگر اب عمران سنبھل چکا تھا۔ اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور گولی اس کے قریب سے نکلتی چلی گئی۔ جان میکنزد کا ساتھی مسلسل گولیاں چلائے گیا ——— مگر اس کے سامنے عمران جیسا شخص تھا۔ جسے گولی چھو بھی نہ سکتی تھی۔ چنانچہ عمران جواب میں سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتا رہا۔ اور چند لمحوں بعد ہی جان میکنزد کے ساتھی کے ریوالور سے ٹھک کی آواز سنائی دی ——— اور عین اُسی لمحے عمران نے ان پر چھلانگ لگا دی۔ جان میکنزد اور رہوپ دونوں اتنے قریبی فاصلے سے عمران کے اس طرح گولیوں کے بیچ نکلنے پر حیرت سے پاگل ہوئے جا رہے تھے ——— ان کے تو تصور میں بھی

نہ تھا کہ کوئی شخص ان کی گولیوں کی زد سے اس طرح بھی بچ سکتا ہے۔ چنانچہ وہ عمران کی چھلانگ کے مقابلے میں بروقت اپنا دفاع نہ کر سکے ——— اور عمران ان دونوں کو لیتا ہوا بیک وقت گھاس پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی عمران تڑپ کر اٹھا اور دوسرے لمحے اس کی لات انتہائی تیزی سے گھومتی ہوئی جان میکنزو کے ساتھی کے جبڑے پر پڑی ——— اور اس نے سر کی بھرپور ٹکر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جان میکنزو کے سینے پر ماری۔ ان دونوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ عمران نے اچھل کر دوسرا وار کرنا چاہا مگر اس بار جان میکنزو کے ساتھی نے انتہائی پھرتی سے عمران کی ٹانگ پکڑ لی اور عمران منہ کے بل گھاس پر گرا ——— اسی لمحے جان میکنزو اچھل کر اس کے اوپر آ گرا۔ عمران نے اپنے جسم کو زوردار جھٹکا دیا۔ اور جان میکنزو الٹ کر اپنے ہی ساتھی پر گرا جو عمران کی ٹانگ چھوڑ کر اب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ——— اور پھر وہ تینوں ایک ہی وقت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اب وہ تینوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔ جان میکنزو کے ساتھی کا جبڑا ٹوٹ کر لٹک گیا تھا اور اس کا چہرہ اس وجہ سے بُری طرح مسخ ہو چکا تھا ——— اٹھ کر کھڑے ہوتے ہی ان دونوں نے بیک وقت ہی عمران پر چھلانگیں لگائیں۔ مگر عمران تیزی سے نیچے جھکا اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا ——— اور وہ دونوں ہی اس کے سر کے اوپر سے ہوتے ہوئے قلابازی کھا کر پشت کے بل گھاس پر جا گرے۔

"ہوپ ——— بھاگو ——— تم بھاگ کر سرحد پار کر دیں لے

سنبھالتا ہوں" ——— اچانک جان میکنزو نے چیخ کر اپنے ساتھی سے کہا اور اس کا ساتھی یوں اچھل کر دوڑا جیسے اس کے پیچھے موت لگ گئی ہو۔ اور عمران جان میکنزو کا مقصد سمجھ گیا وہ اپنے ساتھی کو اس لئے بھگا رہا تھا تاکہ وہ سردار کو لے کر سرحد پار کر جائے ——— مقصد سمجھنے کے بعد ظاہر ہے عمران اسے کہاں نکلنے دیتا تھا۔ وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے دوڑا۔ مگر جان میکنزو نے انتہائی پھرتی سے اس کی ٹانگوں میں پیر اڑا دیا اور عمران سینے کے بل گھاس پر گرا۔ اسی لمحے جان میکنزو نے اس پر چھلانگ لگا دی ——— عمران نیچے گرتے ہی انتہائی تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ اور جان میکنزو آخری لمحات میں اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا۔ اور وہ عین اسی جگہ جہاں ایک لمحہ پہلے عمران گرا تھا۔ سینے کے بل گرا ——— البتہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنا چہرہ زخمی ہونے سے بچا لیا۔

عمران کروٹ بدلتے ہی کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے وہ چیتے کی سی برق رفتاری سے پرانے قلعے کی طرف دوڑا۔ ادھر ہوپ دوڑا چلا جا رہا تھا ——— گو اب ہوپ اور عمران کا فاصلہ کافی ہو چکا تھا۔ لیکن عمران کی رفتار اس سے کہیں زیادہ تیز تھی۔ عمران ہر قیمت پر سردار کو سرحد پار جانے سے روکنا چاہتا تھا ——— جان میکنزو بھی اٹھ کر عمران کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ ہوپ اور عمران کے درمیان فاصلہ تیزی سے کم ہوتا جا رہا تھا کہ عمران نے دوڑتے دوڑتے ذرا سا جھکا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی تیزی سے گھوما اور ہوپ یوں اچھل کر گھاس پر گرا۔ جیسے

اُسے گولی لگ گئی ہو۔ عمران نے دراصل دوڑتے ہوئے زمین پہ موجود ایک پتھر نہ صرف اٹھا لیا تھا بلکہ اس نے پتھر پوری قوت سے ہوپ کو مار بھی دیا تھا ـــــــ اور عمران کے نشانے کا یہ کمال تھا کہ اتنی رفتار سے دوڑنے کے باوجود اس کا نشانہ بالکل درست رہا۔ اور ہوپ پتھر کی ضرب کھا کر گھاس پہ جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران اس کے سر پہ پہنچ چکا تھا ـــــــ عمران نے جھک کر اُسے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور وہ اُسے گھما کر ایک درخت کے تنے سے مارنا چاہتا تھا کہ اس کے پیچھے آنے والا جان میکنزو توپ کے گولے کی طرح اس سے آ ٹکرایا ـــــــ اور ایک بار پھر وہ تینوں ایک دوسرے سے خلط ملط ہو کر زمین پہ جا گرے۔ اُسی لمحے عمران کے سر پر زبردست چوٹ لگی۔ اور ایک لمحے کے لئے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی پھٹ کر ہزاروں حصوں میں بکھر جائے گی ـــــــ مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اور تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھا ہونے لگا۔ اُسی لمحے اس کے کندھے پہ ایک اور زوردار ضرب لگی اور عمران ایک جھٹکے سے نیچے گرا ـــــــ مگر نیچے گرتے ہوئے اس نے جان میکنزو کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پتھر دیکھ لیا۔ اس نے بھی شاید عمران کی ہی نقل کی تھی۔ اور اُسے چھوٹا پتھر نہ ملا تو اس نے بڑا سا پتھر اٹھا لیا تھا جسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر وہ عمران کی کھوپڑی توڑنا چاہتا تھا۔ عمران کاندھے پر ضرب کھا کر نیچے گرا ـــــــ تو اس کا جسم کمان کی طرح مڑا اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اٹھ کر

جان میکنزو کے پہلو پر پڑیں اور جان میکنزو کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کے ہاتھوں سے وہ بھاری پتھر چھوٹ گیا ـــــــ دوسرے لمحے پتھر پوری شدت سے نیچے پڑے ہوئے ہوپ کے سر پہ گرا۔ اور ہوپ کا جسم پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح پھڑکنے لگا ـــــــ عمران ایک جھٹکے سے اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں اب سرخی عود کر آئی تھی۔ جان میکنزو اس کے سامنے کھڑا ہانپ رہا تھا ـــــــ ہوپ کو پھڑکتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اب تک میں تمہیں صرف سیکرٹ ایجنٹ سمجھ کر طرح دیتا چلا آیا ہوں مگر اب تم میرے لئے صرف مجرم ہو ـــــــ اور اب تمہارے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو میں مجرموں سے کرتا چلا آیا ہوں۔"

عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا ـــــــ میں وائلڈ ٹائیگر ہوں۔ وائلڈ۔" ـــــــ جان میکنزو نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم وائلڈ ٹائیگر نہیں بلکہ پالتو بھیڑ ہو بھیڑ ـــــــ سمجھے۔"

عمران نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا ـــــــ جان میکنزو نے انتہائی پھرتی سے سائیڈ بدل لی۔ مگر وہ عمران کے زبردست ڈاج میں آ گیا عمران نے صرف اچھلنے کا پوز بنایا تھا۔ ورنہ وہ اپنی جگہ کھڑا تھا۔ پھر جیسے ہی جان میکنزو نے سائیڈ بدلی۔ وہ بجلی کے کوندے کی طرح اچھلتا ہوا اس پہ آ پڑا ـــــــ جان میکنزو کے پاس اب مہلت

نہ ملی کہ وہ عمران سے اپنے آپ کو بچا سکتا۔ چنانچہ عمران کے سر کی ٹکر کھا کر ڈکراتا ہوا پشت کے بل زمین پر گرا ـــــــ اور عمران مشین کی طرح اچھل کر دونوں پیر اکھٹے کر کے اس کی پنڈلیوں پر کود پڑا۔ اور دوسرے لمحے جنگل جان میکنزد کی لرزہ خیز چیخوں سے گونج اٹھا ـــــــ اس کی دونوں پنڈلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ وہ بری طرح تڑپنے لگا۔ مگر عمران نے ہڈیاں توڑتے ہی جھک کر اسے ایک بازو سے پکڑا ـــــــ اور دوسرے لمحے اس کا پیر اس کے دوسرے بازو پر پڑا ساتھ ہی اس نے جان میکنزد کے پکڑے ہوئے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور جان میکنزد کا بازو کندھے سے اترتا چلا گیا۔ جان میکنزد کے حلق سے نکلنے والی چیخیں اور زیادہ بلند ہوتی چلی گئیں۔

"حوصلہ رکھو ـــــــ تم تو دائلڈ ٹائیگر ہو ـــــــ کیوں گیدڑ کی طرح چیخ رہے ہو" ـــــــ عمران نے پوری قوت سے اس کے پہلو میں لات مارتے ہوئے کہا۔ اور جان میکنزد کی چیخیں حلق میں ہی گھٹتی چلی گئیں۔ اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ اور وہ تکلیف کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔

"میں تمہاری گردن توڑ دیتا۔ لیکن ابھی مجھے سردادر کو برآمد کرنا ہے" ـــــــ عمران نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر تیزی سے بھاگتا ہوا پرانے قلعے میں داخل ہو گیا۔ مختلف راہداریوں میں گھومنے کے بعد وہ جب ایک راہداری میں پہنچا تو وہاں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی ـــــــ جس پر آران کی رجسٹریشن پلیٹ

نصب تھی۔ لیکن کار خالی پڑی ہوئی تھی۔ اور سردادر وہاں ہوتے تو ملتے۔ عمران کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے ـــــــ اس نے زور زور سے سردادر کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ لیکن پرانے قلعے کے کھنڈرات میں اس کی اپنی آوازوں کی ہی بازگشت سنائی دیتی رہی ـــــــ سردادر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ عمران مختلف راہداریوں میں دوڑتا رہا۔ لیکن سردادر کا کہیں اتا پتہ نہ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے سردادر کبھی اس قلعے میں موجود ہی نہ رہے ہوں ـــــــ عمران نے اپنی تلاش جاری رکھی۔ مگر کافی دیر تک وہاں چکرانے کے باوجود اسے سردادر کا کہیں پتہ نہ چلا تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اب جان میکنزد سے ہی اگلوایا جائے کہ سردادر کہاں ہیں ـــــــ اس لئے وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ قلعہ چونکہ بہت بڑا تھا۔ اس لئے جنگل کی طرف اس کے بے شمار راستے تھے۔ کچھ تو باقاعدہ راستے تھے۔ اور کچھ راہداری ٹوٹنے کی وجہ سے بن گئے تھے ـــــــ چنانچہ ایک ٹوٹی ہوئی راہداری میں سے ہوتا ہوا عمران قلعے سے نکل کر جنگل میں آ گیا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف بڑھا جدھر وہ جان میکنزد اور ہوپ کو چھوڑ کر گیا تھا ـــــــ مگر وہاں پہنچتے ہی وہ حیرت سے ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ وہاں ہوپ تو پڑا ہوا تھا البتہ جان میکنزد غائب تھا۔ مسلی ہوئی گھاس کی ایک لکیر سی دور تک جاتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی ـــــــ صاف ظاہر تھا کہ جان میکنزد ہوش میں آنے کے بعد گھسٹتا ہوا ادھر ہی گیا ہے۔ عمران اس لکیر پر

بھاگتا ہوا آگے بڑھا۔ اور پھر جب وہ ایک درخت کی اوٹ سے نکلا تو اس نے سامنے کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹر میں جان میکنزو کو ایک بازو کی مدد سے گھسٹ کر چڑھتے دیکھا۔

"رک جاؤ ——— خبردار" ——— عمران نے چیخ کر کہا۔ اور پھر بے تحاشا ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جان میکنزو اب ہیلی کاپٹر کی مدد سے سرحد پار کرنا چاہتا ہے ——— دوڑتے دوڑتے جب وہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچا تو اُسی لمحے جان میکنزو اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اس کی ایک ٹانگ ابھی تک باہر کو لٹکی ہوئی تھی ——— اور پھر عمران نے اس کی ٹانگ پکڑ لی اور اُسے زوردار جھٹکے سے باہر کو کھینچا۔ پنڈلی کی ہڈی چوں کہ پہلے ہی ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس لئے عمران کے زوردار جھٹکے سے جان میکنزو بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر باہر آ گرا ——— اس نے گر کر ایک ہاتھ کی مدد سے کسی چیز کو تھامنے کی بھی کوشش کی ہو گی تو کامیاب نہ ہوا تھا۔

"خاصے بہادر ہو جو اس حالت میں بھی اتنی ہمت کر گذرے ہو" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تت ——— تت ——— تم کیا چاہتے ہو" ——— جان میکنزو نے کراہتے ہوئے کہا۔

"سردار کہاں ہیں ——— جلدی بتاؤ۔ ورنہ یاد رکھو میں ہڈیاں توڑنے میں عالمگیر شہرت رکھتا ہوں" ——— عمران کا لہجہ اور بھی سرد ہو گیا۔

"سردار ——— عابد علی کے ساتھ پرانے قلعے میں ہیں" جان میکنزو نے جواب دیا۔ لفظوں کے ساتھ ساتھ اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔

"اوہ ——— عابد علی ——— اُسے تو میں بھول ہی گیا تھا مگر وہ دونوں ہی قلعے میں نہیں ہیں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"کک ——— کیا کہہ رہے ہو۔ وہ وہیں گئے ہیں اور کہاں جا سکتے ہیں" ——— جان میکنزو کی آنکھوں میں حیرت کے آثار ابھر آئے۔ اور عمران نے جھک کر جان میکنزو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور دوسرے لمحے وہ اُسے کاندھے پر لادے پرانے قلعے کی طرف دوڑتا چلا گیا ——— ویسے وہ دل ہی دل میں جان میکنزو کی ہمت کی داد دے رہا تھا کہ اس قدر خستہ حالت کے باوجود اس نے جان بچا کر نکل جانے کی سر توڑ کوشش کی تھی ——— اور اتنا حوصلہ رکھنے والے آدمی کے لئے عمران جیسے آدمی کے دل میں خود بخود نرم گوشہ پیدا ہو جانا یقینی بات تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے جان میکنزو پر مزید تشدد نہ کیا ——— اور اُسے اٹھا کر پرانے قلعے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ عمران کے بھاگنے کی وجہ سے جان میکنزو کے حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ لیکن عمران نے کوئی پرواہ نہ کی ——— چند لمحوں بعد وہ اُسے اٹھائے ہوئے ایک راہداری میں داخل ہوا۔ اور اندر داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیوں کہ اُسے گرد آلود فرش پر دو افراد کے پیروں کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے ——— عمران جان میکنزو کو اٹھائے ان نشانات

کا پیچھا کرتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک راہداری مڑنے کے بعد دوسری راہداری میں جیسے ہی مڑا ٹھٹھک کر رک گیا ——— یہاں راہداری کی چھت کا ایک حصہ گرا ہوا تھا۔ اور پھر پتھروں کے درمیان اُسے دو افراد پڑے ہوئے صاف نظر آ گئے۔ جن میں سے ایک یقیناً سرداور تھے ——— عمران نے سرداور کو دیکھتے ہی تیزی سے کندھے پر لدے ہوئے جان میکنزو کو فرش پر پٹخا۔ اور جان میکنزو کے حلق سے چیخ سی نکلی ——— اچانک اور مفلوج حالت میں گرنے کی وجہ سے اس کا سر بُری طرح فرش سے ٹکرایا تھا۔ عمران اُسے پھینکتے ہی تیزی سے پتھروں کو ہٹاتا ہوا سرداور کی طرف بڑھا ——— اور پھر اس نے پتھر ہٹا کر سرداور کو ان کے درمیان سے کھینچا۔ اس کے چہرے پر شدید بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ سرداور کی حالت سے یہی نظر آ رہا تھا کہ وہ ختم ہو چکے ہیں ——— وہ منہ کے بل پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں تیزی سے پلٹا اور پھر ان کے سینے سے کان لگا دیئے۔ ایک ہاتھ سے نبض تھام لی اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسرت سی ناچ اٹھی ——— سرداور ابھی زندہ تھے۔ ان کی نبض آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ لیکن ان کی حالت انتہائی مخدوش تھی۔ اگر انہیں فوری طبی امداد نہ مل سکی تو پھر ان کا بچنا محال تھا ——— ان کے سر کی پشت پر خاصی چوٹیں آئی تھیں۔ عمران نے جلدی سے اٹھا کر انہیں کاندھے پر لادا اور تیزی سے واپس مڑا۔

جان میکنزو وہیں فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ فرش سے سر ٹکرانے کے بعد وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو چکا تھا ——— سرداور کی حالت ایسی تھی کہ انہیں جلد از جلد طبی امداد کی ضرورت تھی۔ اس لئے ایک لمحے کے لئے تو عمران جان میکنزو کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھا مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک گیا ——— کچھ بھی ہو ایک زندہ آدمی کو اس حالت میں یہاں چھوڑ دینے کی اس کے ضمیر نے اجازت نہ دی۔ اُسے معلوم تھا کہ جان میکنزو کو کہیں سے مدد نہ مل سکے گی ——— اور وہ یہاں بھوک پیاس اور تکلیف کی شدت سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر آخر دم توڑ دے گا۔ اور چاہے جان میکنزو دشمن ہی کیوں نہ تھا بہرحال انسان تو تھا ——— عمران تیزی سے واپس پلٹا اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے جھک کر جان میکنزو کو بازو سے پکڑا اور پھر ایک زوردار جھٹکا دے کر اس نے اُسے دوسرے کاندھے پر لادا ——— اور پھر دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عجیب سی صورت حال تھی۔ دشمن اور دوست دونوں یکساں حالت میں اس کے کاندھوں پر موجود تھے ——— مگر دونوں ہی انسان تھے۔ اور انسانیت کے ناطے سے دونوں یکساں تھے۔ اس لئے عمران انہیں اٹھائے قلعے سے نکل کر ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اڑتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر میں دشمن اور دوست دونوں ساتھ ساتھ پڑے ہوئے تھے۔ اور ہیلی کاپٹر تیزی سے شہر کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

ختم شد

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

لانگ برڈ کمپلیکس ——— اول
لانگ برڈ کمپلیکس ——— دوم
لانگ برڈ سیلڈ کمپلیکس ——— اول
لانگ برڈ سیلڈ کمپلیکس ——— دوم
بلاسٹنگ اسٹیشن ——— اول
بلاسٹنگ اسٹیشن ——— دوم
ساسک سنٹر ——— اول
ساسک سنٹر ——— دوم
بلیک کرائم ——— اول
بلیک کرائم ——— دوم
لاسٹ اپ سیٹ ——— اول
لاسٹ اپ سیٹ ——— دوم
سفلی دنیا ——— اول
سفلی دنیا ——— دوم
پرنس کاچان ——— اول
پرنس کاچان ——— دوم

روزی راسکل ——— مکمل
راک ہیڈ ——— مکمل
عمران کا اغوا ——— اول
عمران کا اغوا ——— دوم
سپارگو ——— مکمل
ڈائمنڈ پاوڈر ——— مکمل
تفریحی مشن ——— مکمل
ٹریٹی ——— اول
ٹریٹی ——— دوم
گرین ڈیتھ ——— اول
گرین ڈیتھ ——— دوم
پاور ایجنٹ ——— اول
پاور ایجنٹ ——— دوم
مکروہ جرم ——— اول
مکروہ جرم ——— دوم
ٹاور سیکشن ——— مکمل

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان